ہماری باتیں صرف انہی سینوں میں سما سکتی ہیں جو امانتدار ہوں۔
(نہج البلاغہ: خطبہ ۱۸۷)

نہج البلاغہ کا اِستناد

فخر المحققین سید العلماء علامہ سید علی نقی نقوی

و

اِستنادِ نہج البلاغہ

فاضل اہلسنت خان امتیاز علی خان عرشی رامپوری

مرکز افکار اسلامی

نہج البلاغہ کا استناد

فخر المحققین سید العلماء علامہ سید علی نقی نقوی رحمہ اللہ

و

استناد نہج البلاغہ

فاضل اہلسنت خان امتیاز علی خان عرشی رامپوری

ترتیب وتدوین: گروہ اہل قلم
تاریخ اشاعت: نومبر ۲۰۲۱ء
ناشر: مرکز افکار اسلامی
خط و کتابت: پوسٹ بکس نمبر ۶۲۱، راولپنڈی، پاکستان
فون: 0335-1625579
ویب سائٹ: www.afkarislami.com
ایمیل: afkarislami@yahoo.com

فہرست

استنادِ نہج البلاغہ: فاضل اہلسنت خان امتیاز علی خان عرشی رامپوری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَ آلِہِ الطَّاھِرِیۡنَ۔

صاحب عقل وفراست انسان کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ انسان کی عظمت کی پہچان رکھتا ہے۔ جو راہیں اُسے کمالِ انسانیت تک پہنچاتی ہیں انہیں تلاش کر کے ان پر گامزنِ سفر رہتا ہے۔ اِس سفر میں کہیں راستہ تاریک ہو تو چراغ راہ کو غنیمت جانتا ہے۔ کوئی کامل راہنما مل جائے تو مضبوطی سے اُس کا دامن تھام لیتا ہے۔ راہ پر پڑے کانٹوں سے الجھتا نہیں بلکہ ان سے پہلو بچا کر منزل کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

کمال کی منزلوں پر فائز ایک انسانِ کامل امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ذات ہے۔ اس ذاتِ گرامی نے ان راہوں کی راہنمائی کے لیے علم کے چراغ روشن کرنا شروع کیے تو کہنے والے نے کہا: یا امیر المؤمنین آپ کو تو علم غیب حاصل ہے۔ جس پر آپ ہنسے اور فرمایا:

لَیۡسَ ھُوَ بِعِلۡمِ غَیۡبٍ، وَ اِنَّمَا ھُوَ تَعَلُّمٌ مِّنۡ ذِیۡ عِلۡمٍ

یہ علم غیب نہیں بلکہ ایک صاحب علم (رسول اللہؐ) سے سیکھی ہوئی باتیں ہیں۔ (خطبہ:۱۲۶)

آپؑ نے اپنی زندگی کے آخری خطبہ میں خود کو بطور راہنما و امام پیش کیا اور فرمایا:

اَیُّھَا النَّاسُ! اِنِّیۡ قَدۡ بَثَثۡتُ لَکُمُ الۡمَوَاعِظَ الَّتِیۡ وَعَظَ الۡاَنۡبِیَآءُ بِھَا اُمَمَھُمۡ، وَ اَدَّیۡتُ اِلَیۡکُمۡ مَآ اَدَّتِ الۡاَوۡصِیَآءُ اِلٰی مَنۡ بَعۡدَھُمۡ

اے لوگو! میں نے تمہیں اسی طرح نصیحتیں کی ہیں جس طرح کی انبیاءؑ اپنی اُمتوں کو کرتے چلے آئے ہیں اور ان چیزوں کو تم تک پہنچایا ہے جو اوصیاءؑ بعد والوں تک پہنچاتے رہے ہیں۔ (نہج البلاغہ: خطبہ ۱۸۰)

اسی خطبہ میں لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:

لِلّٰهِ اَنْتُمْ! اَتَتَوَقَّعُوْنَ اِمَامًا غَيْرِیْ يَطَاُبِكُمُ الطَّرِيْقَ، وَ يُرْشِدُكُمُ السَّبِيْلَ؟

اللہ تمہیں سمجھے! کیا میرے علاوہ کسی اور امام کے امیدوار ہو جو تمہیں سیدھی راہ پر چلائے اور صحیح راستہ دکھائے؟۔

امیر المومنینؑ نے خود کو راہنما و امام ہی نہیں بلکہ چراغِ راہ بھی قرار دیا۔ فرمایا:

اِنَّمَا مَثَلِیْ بَيْنَكُمْ مَثَلُ السِّرَاجِ فِی الظُّلْمَةِ، يَسْتَضِیْٓءُ بِهٖ مَنْ وَّلَجَهَا. فَاسْمَعُوْا اَيُّهَا النَّاسُ وَعُوْا، وَاَحْضِرُوْٓا اٰذَانَ قُلُوْبِكُمْ تَفْهَمُوْا۔

تمہارے درمیان میری مثال ایسی ہے، جیسے اندھیرے میں چراغ کہ جو اس میں داخل ہو، وہ اس سے روشنی حاصل کرے۔ اے لوگو! سنو اور یاد رکھو اور دل کے کانوں کو (کھول کر) سامنے لاؤ، تاکہ سمجھ سکو۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۱۸۵)

امامؑ نے اہل بیت علیہم السلام کو بلندیوں کو پانے کے لیے ہادی و چراغ قرار دیا اور فرمایا:

بِنَا اهْتَدَيْتُمْ فِی الظَّلْمَآءِ، وَتَسَنَّمْتُمُ الْعَلْيَآءِ، وَبِنَا انْفَجَرْتُمْ عَنِ السَّرَارِ۔

ہماری وجہ سے تم نے (گمراہی) کی تیرگیوں میں ہدایت کی روشنی پائی اور رفعت و بلندی کی چوٹیوں پر قدم رکھا اور ہمارے سبب سے اندھیری راتوں کو اندھیاریوں سے صبح (ہدایت) کے اجالوں میں آ گئے۔ (نہج البلاغہ: خطبہ ۴)

نہج البلاغہ اسی صاحبِ کمال کی راہنمائیوں پر مبنی کلام ہے اور اسی چراغ کی روشنی کا شعلہ ہے۔ اپنے کلام کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

وَاِنَّا لَاُمَرَآءُ الْكَلَامِ، وَفِيْنَا تَنَشَّبَتْ عُرُوْقُهٗ، وَعَلَيْنَا تَهَدَّلَتْ غُصُوْنُهٗ۔

اور ہم (اہلبیتؑ) اقلیم سخن کے فرمانروا ہیں۔ وہ ہمارے رگ و پے میں سمایا ہوا ہے اور اُسکی شاخیں ہم پر جھکی ہوئی ہیں۔ (نہج البلاغہ: خطبہ ۲۳۰)

بُرا ہو زمانے کا جس نے ہمیں اس ہادی و راہنما کے کلام سے بیگانہ بنا دیا۔ اس کلام کے مستند ہونے نہ ہونے کے جھگڑوں میں الجھا دیا۔ توحید کے اس معلّم اور رسولؐ کے اس مطیع کی تعلیمات کے حصول کی راہ میں تفرقہ و تعصب کے کانٹے بچھا دئے۔

نہج البلاغہ اُس ذاتِ گرامی کے خطبات و خطوط اور نصائح و حکمت بھرے کلام کا مجموعہ ہے جن کے لیے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا۔ میں شہر علم ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں۔

یا آپؐ کا ارشاد ہے:

اَنَا دَارُ الْحِکْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا۔ میں حکمت کا گھر ہوں علی اُس کا در ہیں۔

بابِ علم و حکمت کے کلام سے استفادے کے لیے ہر دور کے منصف مزاج علماء کوشش کرتے رہے ہیں۔ کبھی ترجمہ تو کبھی حاشیہ اور کبھی شرح تو کبھی درس کی صورت میں اسے علم دوست طبقے تک پہنچاتے رہے ہیں۔ البتہ کچھ افراد نے اس علمی سرمائے پر اختلافات کی دھول ڈالنے کی بھی کوشش کی ہے۔ سید رضیؒ نے ۴۰۰ھ میں امامؑ کے کلام کو جمع کیا اور نہج البلاغہ کے نام سے قوم کے سامنے یہ تحفہ پیش کیا۔ نہج البلاغہ کے سامنے آنے کے تقریباً ڈھائی سو سال بعد ابن خلکان متوفی ۶۸۱ھ نے اپنی کتاب "وفیات الاعیان" میں بہت ہی کمزور انداز سے اس کتاب کو مشکوک بنانے کی کوشش کی۔ یُوں ایک مدت بعد نہج البلاغہ پر اعتراضات کا ایک سلسلہ چل پڑا۔ ان اعتراضات اور شکوک و شبہات کو ہر دور کے شیعہ و سنی علماء نے رد کیا اور امیر المؤمنینؑ کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے کام کیا ہے۔

مشہور اہل سنت عالم ابن ابی الحدید المعتزلی متوفی ۶۵۵ھ نے بیس جلدوں میں نہج البلاغہ کی شرح لکھی جو آج بھی علماء کے ہاں نہایت اہمیت رکھتی ہے اور بارہا شائع ہو چکی ہے۔ سو سال پہلے مصر کے عظیم مفکر اور اتحاد بین المسلمین کے عظیم داعی علّامہ مفتی محمد عبدہ مصری متوفی ۱۳۲۳ھ نے نہج البلاغہ کی تعلیمات کو عام کرنے کی جو سعی کی شاید اتنی کسی دور میں نہ ہوئی ہوگی۔ ان کے نہایت علمی مقدّمے اور حاشیہ کے ساتھ کئی ممالک سے نہج البلاغہ شائع ہوا اور اب بھی شائع ہو رہا ہے۔

نہج البلاغہ کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور اس میں موجود علمی خزانوں کو قوم کے سامنے لانے کا

سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ برصغیر میں اہل سنت کے مشہور عالم مولانا سید رئیس احمد جعفری ندوی نے نہج البلاغہ کے خطبات کا اردو ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ ۷ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو کراچی میں مکمل کی۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھی اور نہایت ہی ادبی شخصیت مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی نے نومبر ۱۹۵۰ء میں دہلی میں نہج البلاغہ کے خطوط کا ترجمہ مکمل کیا۔ نہج البلاغہ کے آخری حصہ کلمات قصار کا ترجمہ شیعہ عالم دین علامہ سید مرتضیٰ حسین صدرالا فاضل نے کیا ہے اوران تین شخصیات کے ترجمہ کو ایک ساتھ لاہور سے اہل سنت پریس شیخ علی اینڈ سنز نے کئی بار شائع کیا۔ اس ترجمہ میں سید رئیس احمد جعفری کا مقالہ "شذرات" اورعبدالرزاق ملیح آبادی کا مقدمہ "پہلا بول" پڑھنے سے علماء اہل سنت کا نہج البلاغہ کے بارے نظریہ واضح ہوجاتا ہے۔

نہج البلاغہ کے استناد و مصادر کی حیثیت واضح کرنے کے لیے اور اُس پر شکوک وشبہات کی دھول اُڑانے والوں کو آئینہ دکھانے کے لئے برصغیر کی مایہ ناز علمی شخصیت لکھنو کے مجتہد اور علی گڑھ یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کے سربراہ علامہ سید علی نقی النقوی نے "نہج البلاغہ کا استناد" کے نام سے ایک مقالہ تحریر فرمایا۔ یہ مقالہ آج سے تقریباً ۸۷ سال پہلے شعبان ۱۳۵۷ھ میں امامیہ مشن لکھنؤ کی طرف سے شائع ہوا۔ اس مقالہ کی اہمیت کو مدّنظر رکھتے ہوئے مرکز افکارِ اسلامی کی طرف سے اسے نئی ترتیب کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔

علّامہ علی نقی صاحب کی کتاب کے بعد برصغیر کی ایک فاضل اہل سنت شخصیت ، برصغیر کی نہایت ہی علمی سرمایہ کی حامل لائبریری "رضا لائبریری رامپور" کے ۵۰ سال تک نظامت سنبھالنے والے محقق جناب خان امتیاز علی خان عرشی رامپوری نے "استناد نہج البلاغہ" کے نام سے ایک مقالہ لکھا۔ اس لائبریری میں چودہ ہزار سے زیادہ عربی و فارسی خطی نسخے موجود ہیں ہزاروں نایاب یا کمیاب کتابیں موجود ہیں۔ یہ مقالہ پہلی دفعہ مئی ۱۹۵۴ء کو رسالہ فاران کراچی میں شائع ہوا۔ پھر ہفت روزہ شیعہ رسالے "رضا کار" میں اُسی سال شائع ہوا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے اس کا عربی ترجمہ شائع کروایا۔ بعد میں اس کا فارسی ترجمہ بھی شائع ہوا۔ اس مقالے میں مسلسل اضافوں کے بعد ۲۵ اپریل ۱۹۷۲ء میں "الحباب پبلشرز لکھنؤ" سے نہج البلاغہ کے عاشق جناب

سید انصار حسین رضوی ماہلی نے اسے بہت خوبصورت طریقے سے شائع کرایا۔

علّامہ سید علی نقی النقوی نے بھی "نہج البلاغہ کا استناد" لکھنے کے بعد اُس میں اضافے جاری رکھے۔ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ کو اس مقالے کو آخری اضافوں کے ساتھ علّامہ مفتی جعفر حسینؒ کے نہج البلاغہ کے ترجمہ کے مقدمہ کے طور پر پیش کیا جو علّامہ مفتی جعفر حسینؒ کے ترجمہ کی تمام اشاعتوں میں شامل ہے۔ مرکز افکارِ اسلامی کے مطبوعہ نہج البلاغہ میں اسے خوبصورت ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا اور ''اہمیت وعظمت نہج البلاغہ'' کے نام سے الگ بھی شائع ہوا۔ اس مقدمہ میں علامہ علی نقیؒ نے عرشی صاحب کے ''اسناد نہج البلاغہ'' کی تعریف کی ہے۔ (نہج البلاغہ مطبوعہ افکار اسلامی ص ۵۲)

نہج البلاغہ کے اسناد و مصادر کے حوالے سے عربی و فارسی میں متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ خاص کر سید عبدالزہراء الحسینی الخطیب متوفی ۱۴۱۴ھ کی چار جلدی کتاب "مصادر نہج البلاغہ و اسانیدہ" تکمیل ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ کو اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں بہت شہرت ملی۔ اس کتاب میں ہر خطبے، مکتوب اور کلمات قصار کے مصادر پیش کئے گئے۔ اردو میں اس کتاب کے مصادر کو علّامہ سید ذیشان حیدر جوادی کے ترجمہ نہج البلاغہ کے حاشیہ میں درج کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر مشتاق مہدی صاحب نے بھی اپنی کتاب "معرفت نہج البلاغہ" میں ان مصادر کو درج کیا ہے۔

نہج البلاغہ پر ہونے والے اعتراضات کا اردو میں نہایت مدلل اور تفصیلی جواب علّامہ سبط الحسن الہنسوی نے تحریر کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۷۱ھ میں مکمل ہوئی اور لکھنو سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب کمیاب ہے البتہ انٹرنیٹ پر موجود ہے۔

مرکز افکار اسلامی کی کاوش:

مرکز افکار اسلامی کی طرف سے علامہ مفتی جعفر حسینؒ کا ترجمۂ نہج البلاغہ مکمل تحقیق اور نئی تدوین کے ساتھ خوبصورت کاغذ و جلد میں شائع ہوا جسے ملک بھر میں بہت پذیرائی ملی۔ مرکز مختلف ذریعوں سے نہج البلاغہ کی ترویج کے لئے کوشاں ہے۔ جو حضرات جس طرح بھی کلام امامؑ کو عام کرنے کی اس کوشش میں شامل ہونا چاہتے ہیں انہیں خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ مرکز کتابوں کو

تجارتی مقاصد کے لئے نہیں بلکہ فقط تعلیم و تبلیغ کی غرض سے شائع کرتا ہے۔ مرکز کی کتابیں لاگت سے بھی کم قیمت پر دستیاب ہیں۔ محبان امامؑ کوشش کریں ان کتابوں کو خریدیں، خود پڑھیں اور دوسروں کو بطور ہدیہ پیش کریں۔ اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے بطور نیاز ان کتابوں کو مجالس و محافل میں تقسیم کریں۔ یہ بہترین صدقہ جاریہ ہے۔

''نہج البلاغہ کا استناد'' اور ''استناد نہج البلاغہ'' کی اہمیت کے پیش نظر مرکز افکار اسلامی ان دونوں رسالوں کو ایک ساتھ شائع کر رہا ہے۔ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں برصغیر کی دو نہایت اہم شخصیات ایک اہل تشیع اور ایک اہل سنت کی کتابیں موجود ہیں۔ دونوں محققین نے اپنی کتابوں میں علّامہ مفتی محمد عبدہ مصری کے نہج البلاغہ کے قدیمی نسخہ کے حوالے دئے ہیں۔ یہ نسخہ عام دستیاب نہیں ہے اس لیے یہاں شیخ محمد عبدہ کے نسخے کے حوالے کے ساتھ مرکز افکارِ اسلامی کے مطبوعہ نہج البلاغہ ترجمہ علّامہ مفتی جعفر حسینؒ کو بریکٹ [ ] میں درج کر دیا گیا ہے تا کہ نہج البلاغہ کی اصل عبارت تلاش کرنے میں آسانی رہے۔ مرکز افکار اسلامی کے حوالے میں خطبہ نمبر، خط نمبر، حکمت نمبر اور صفحہ نمبر لکھ دیا گیا ہے۔

علامہ علی نقی النقوی نے نہج البلاغہ کی عبارتوں کا اردو ترجمہ نہیں لکھا تھا اس لئے اس اشاعت میں عام استفادے کے مدنظر علامہ مفتی جعفر حسینؒ کا ترجمہ مرکز افکار اسلامی نے اضافہ کیا ہے۔ البتہ امتیاز خان عرشی صاحب نے عربی عبارتوں کا ترجمہ خود شامل کیا تھا جسے باقی رکھا گیا ہے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیں کلام امیر المومنینؑ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔ اپنی زندگیوں میں ان تعلیمات کو اپنانے کا شرف عطا کرے۔ اس علمی سرمائے کو اختلافات کے حوالے کرنے کے بجائے اپنی نئی نسل کو اس سے آشنا ہونے کی ہمت دے۔

علامہ محمد اقبالؒ نے اسرار خودی میں امیر المومنینؑ کے کلام کے بارے میں کیا خوب فرمایا:

قوّتِ دین مبین فرموده اش   کائنات آئین پذیر از دوده اش

والسلام

گروہ اہل قلم

مرکز افکار اسلامی ۔۔۔ نومبر ۲۰۲۱ء

مجھ سے پوچھ لو، اس سے پہلے کہ مجھے نہ پاؤ۔ (نہج البلاغہ: خطبہ ۹۱)

نہج البلاغہ کا اِستناد

فخر المحققین سید العلماء علامہ سید علی نقی نقوی اعلی اللہ مقامہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَآلِہٖ الطَّاھِرِیْنَ

"نہج البلاغہ" ان خطب ومکاتیب اور وصایا وحکم کا نام ہے جو علامہ سید رضی موسوی نے قدیم اور معتبر ترین کتب سے حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے کلام سے جمع فرمائے ہیں۔

اگر قوتِ احساس اور ذوقِ بلاغت کوئی چیز ہے اور اگر کسی کتاب کے طرزِ تحریر اور معیارِ عبارت سے کسی مصنف کی طرف اس کی نسبت کے صحت وعدمِ صحت کو دریافت کیا جا سکتا ہے تو ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح ایک غیر مسلم کے سامنے قرآنِ کریم کے کلامِ الٰہی ہونے کا بہترین ثبوت اس کا محیر العقول طرزِ بیان اور ہمت شکن اسلوبِ کلام ہے جس سے انسانی طاقتیں عاجز نظر آتی ہیں۔ اسی طرح نہج البلاغہ کے کلامِ امیر المؤمنینؑ ہونے کا بہترین ثبوت اس کا حیرت انگیز معیارِ فصاحت اور عنوانِ بیان ہے جس سے عام انسانوں کی طاقتیں قاصر ہیں۔

اسی بنا پر اگرچہ نہج البلاغہ ایک شیعی عالم کی جمع کی ہوئی کتاب ہے لیکن اس کے کلامِ امیر المؤمنینؑ ہونے کا اعتراف روادار اور وسیع النظر علمائے اہل سنت نے بھی کیا ہے اور انہوں نے اس کتاب کو بہترین ثبوت امیر المؤمنینؑ کے درجہ فصاحت وبلاغت کا قرار دیا ہے۔

وہ کشادہ حوصلگی کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ کتاب کلامِ خالق کے ماتحت ہر مخلوق کے کلام سے بلند ہے جن میں سے بعض تصریحات جو سرِ دست ہمارے پیش نظر ہیں درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) علامہ ابو حامد عبد الحمید بن ہبۃ اللہ معروف بہ ابن ابی الحدید مدائنی بغدادی متوفی ۶۵۵ھ جنہوں نے اس کتاب کی مبسوط شرح لکھی ہے، وہ حضرت امیرؑ کے فضائلِ ذاتیہ میں فصاحت کے

ذیل میں لکھتے ہیں:

اَمَّا الْفَصَاحَۃُ فَھُوَ اِمَامُ الْفُصَحَآءِ وَ سَیِّدُ الْبُلَغَآءِ وَ عَنْ کَلَامِہٖ قِیْلَ دُوْنَ کَلَامِ الْخَالِقِ وَ فَوْقَ کَلَامِ الْمَخْلُوْقِیْنَ وَ مِنْہُ تَعَلَّمَ النَّاسُ الْخِطَابَۃَ وَ الْکِتَابَۃَ۔ قَالَ عَبْدُ الْحَمِیْدِ بْنُ یَحْیٰی حَفِظْتُ سَبْعِیْنَ خُطْبَۃً مِنْ خُطَبِ الْاَصْلَعِ فَفَاضَتْ ثُمَّ فَاضَتْ وَ قَالَ ابْنُ نُبَاتَۃَ حَفِظْتُ مِنَ الْخِطَابَۃِ کَنْزاً لَا یَزِیْدُہُ الْاِنْفَاقُ اِلَّا سَعَۃً وَ کَثْرَۃً حَفِظْتُ مِائَۃَ فَصْلٍ مِنْ مَوَاعِظِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ علیہ السلام وَ لَمَّا قَالَ مِحْقَنُ بْنُ اَبِیْ مِحْقَنٍ لِمُعَاوِیَۃَ جِئْتُکَ مِنْ عِنْدِ اَعْیَا النَّاسِ قَالَ لَہٗ وَیْحَکَ کَیْفَ یَکُوْنُ اَعْیَ النَّاسِ فَوَ اللّٰہِ مَا سَنَّ الْفَصَاحَۃَ لِقُرَیْشٍ غَیْرُہٗ وَ یَکْفِیْ ھٰذَا الْکِتَابُ الَّذِیْ نَحْنُ شَارِحُوْہُ دَلَالَۃً عَلٰی اَنَّہٗ لَا یُجَارٰی فِی الْفَصَاحَۃِ وَ لَا یُبَارٰی فِی الْبَلَاغَۃِ.

”فصاحت کا آپ کی یہ عالم ہے کہ آپ فصحاء کے امام اور بلغاء کے سرگروہ ہیں، آپ ہی کے کلام کے متعلق یہ مقولہ ہے کہ وہ خالق کے کلام کے نیچے اور تمام مخلوقین کے کلام سے بالاتر ہے اور آپ ہی سے دنیا نے خطابت و کتابت کے فن کو سیکھا۔ عبدالحمید بن یحیی نے کہا کہ میں نے ستر خطبے حضرت علیؑ کے خطبوں سے یاد کیے تو انہوں نے مجھے فیض پہنچایا اور کتنا فیض پہنچایا۔ اور ابن نباتہ نے کہا ہے کہ میں نے خطابت کا وہ ذخیرہ محفوظ کیا ہے جو صرف ہونے سے بڑھتا ہی جائے گا۔ میں نے سو فصلیں مواعظِ علی ابن ابیطالبؑ میں سے یاد کی ہیں۔ اور جب محقن ابن ابی محقن نے (خوشامد میں) معاویہ سے کہا کہ میں سب سے زیادہ گنگ شخص کے پاس سے آ رہا ہوں تو معاویہ نے کہا کہ خبردار! وہ گنگ کیسے کہے جا سکتے ہیں حالانکہ خدا کی قسم فصاحت کا راستہ قریش کو نہیں دکھایا مگر انہوں نے اور کافی ہے یہی کتاب جس کی ہم شرح لکھ رہے ہیں اس امر

کے ثابت کرنے میں کہ حضرت فصاحت میں وہ بلند درجہ رکھتے ہیں کہ کوئی آپ کے ساتھ نہیں چل سکتا اور بلاغت میں آپ کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا"۔

علامہ مذکور دوسرے موقع پر لکھتے ہیں:

اَنَّ کَثِیْرًا مِنْ فُصُوْلِهٖ دَاخِلٌ فِیْ بَابِ الْمُعْجِزَاتِ الْمُحَمَّدِیَّةِ؛ لِاِشْتِمَالِهَا عَلَی الْاَخْبَارِ الْغَیْبِیَّةِ، وَخُرُوْجِهَا عَنْ وُسْعِ الطَّبِیْعَةِ الْبَشَرِیَّةِ.

اس کتاب کے اکثر مقامات حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ کہے جا سکتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ غیبی خبروں پر مشتمل ہیں اور انسانی طاقت کے حدود سے بالاتر ہیں۔

اور خصوصیت سے خطبہ شقشقیہ کے متعلق جو اکثر اشخاص کے اغراضِ مذہبی کے خلاف ہونے کی بناء پر خصوصیت سے شبہات وشکوک کا آماج گاہ بنایا جاتا ہے۔ علامہ ابن ابی الحدید نے اپنے استاد ابوالخیر مصدق بن شبیب واسطی کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے جب اپنے استاد شیخ ابومحمد عبد اللہ بن احمد معروف با بن خشاب کے سامنے یہ خطبہ پڑھا تو ان سے دریافت کیا: اَتَقُوْلُ اَنَّهَا مَنْحُوْلَةٌ؟ کیا آپ کا خیال ہے کہ یہ خطبہ صحیح نہیں ہے اور بنایا ہوا ہے؟

ابن خشاب نے کہا:

لَا وَاللّٰهِ وَاِنِّیْ لَاَعْلَمُ اَنَّهَا کَلَامُهٗ کَمَا اَعْلَمُ اَنَّكَ مُصَدَّقٌ.

ہرگز نہیں بلکہ مجھے اس بات کا کہ حضرت علیؑ کا کلام ہے اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات کا کہ تم مصدّق ہو۔

مصدّق نے کہا:

اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ یَقُوْلُوْنَ اِنَّهَا مِنْ کَلَامِ الرَّضِیِّ.

اکثر لوگوں کا تو یہ خیال ہے کہ وہ خود سید رضی کا لکھا ہوا ہے۔

ابن خشاب نے کہا:

اَنَّ لِلرَّضِیِّ وَلِغَیْرِ الرَّضِیِّ هٰذَا النَّفَسُ وَهٰذَا الْاَسْلُوْبُ؟ قَدْ

وَقَفْنَا عَلٰى رَسَائِلِ الرَّضِيّ، وَعَرَفْنَا طَرِيْقَتَهٗ وَفَنَّهٗ فِي الْكَلَامِ الْمَنْثُوْرِ، وَمَا يَقَعُ مَعَ هٰذَا الْكَلَامِ فِيْ خَلٍّ وَلَا خَمْرٍ: ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ لَقَدْ وَقَفْتُ عَلٰى هٰذِهِ الْخُطْبَةِ فِيْ كُتُبٍ صُنِّفَتْ قَبْلَ اَنْ يُخْلَقَ الرَّضِيُّ بِمِائَتَيْ سَنَةٍ، وَلَقَدْ وَجَدْتُهَا مَسْطُوْرَةً بِخُطُوْطٍ اَعْرِفُهَا، وَاَعْرِفُ خُطُوْط مَنْ هُوَ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَاَهْلِ الْاَدَبِ قَبْلَ اَنْ يُخْلَقَ النَّقِيْبُ اَبُوْ اَحْمَدَ وَالِدُ الرَّضِيّ.

بھلا رضی یا رضی کے علاوہ کسی اور کو کہاں یہ قدرت اور یہ طرز بیان، ہم نے سید رضی کے خطوط دیکھے ہیں اور ان کے طرز نگارش کو پہچانتے یں۔ اس کو اس کلام سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ خدا کی قسم میں نے اس خطبہ کو ان کتابوں میں دیکھا ہے جو رضی کی پیدائش کے دوسو سال پہلے تصنیف ہوئی ہیں اور میں نے اس کو ایسے علماء وادباء کے خطوط سے لکھا پایا ہے جن کی تحریر کو میں پہچانتا ہوں اور وہ ابواحمد نقیب یعنی سید رضی کے والد کے بھی خلق ہونے کے پہلے تھے۔

اس کے بعد خود علامہ ابن ابی الحدید کا بیان ہے:

وَقَدْ وَجَدْتُ اَنَا كَثِيْرًا مِنْ هٰذِهِ الْخُطْبَةِ فِيْ تَصَانِيْفِ شَيْخِنَا اَبِي الْقَاسِمِ الْبَلْخِيّ اِمَامُ الْبَغْدَادِيِّيْنَ مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ، وَكَانَ فِيْ دَوْلَةِ الْمُقْتَدِرِ قَبْلَ اَنْ يُخْلَقَ الرَّضِيُّ بِمُدَّةٍ طَوِيْلَةٍ. وَوَجَدْتُ اَيْضًا كَثِيْرًا مِنْهَا فِيْ كِتَابِ اَبِيْ جَعْفَرِ بْنِ قُبَّةِ اَحَدُ مُتَكَلِّمِيّ الْاِمَامِيَّةِ وَهُوَ الْكِتَابُ الْمَشْهُوْرُ الْمَعْرُوْفُ بِكِتَابِ "اَلْاِنْصَافُ". وَكَانَ اَبُوْ جَعْفَرٍ هٰذَا مِنْ تَلَامِذَةِ الشَّيْخِ اَبِي الْقَاسِمِ الْبَلْخِيّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَمَاتَ فِيْ ذٰلِكَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ يَكُوْنَ الرَّضِيُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى مَوْجُوْدًا.

میں نے اس خطبہ کے اکثر اجزاء شیخ ابوالقاسم بلخی بغدادی کے تصانیف میں دیکھے ہیں

جو سید رضیؒ کی پیدائش کے بہت پہلے مقتدر باللہ عباسی کے زمانہ میں تھے۔ نیز اکثر اجزاء اس کے ابوجعفر بن قبہؒ کی کتاب "الانصاف" میں دیکھے ہیں۔ یہ فرقہ امامیہ کے متکلم تھے اور شیخ ابوالقاسم بلخی کے تلامذہ میں سے تھے۔ اور اسی زمانہ میں انکا انتقال ہوگیا قبل اس کے کہ علامہ سید رضیؒ عالمِ وجود میں آئیں۔

(۲) ابوالسعادات مبارک مجد الدین ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ میں جنہوں نے اپنی مشہور کتاب (النهاية في غريب الحديث والاثر) میں نہج البلاغہ کے مندرجہ خطب و کتب کو الفاظ امیر المؤمنینؑ تسلیم کرتے ہوئے ان کے الفاظ کو حل کیا ہے۔ چنانچہ اس وقت ہمارے سامنے داہنی طرف نہج البلاغہ اور بائیں طرف نہایہ ابن اثیر دونوں کتابیں کھلی رکھی ہیں اور ہم نہج البلاغہ سے سلسلہ وار فقرات نقل کر کے نہایہ ابن اثیر میں ان کا وجود ثابت کرتے ہیں جس کے بعد دیکھنے والے کو کوئی شبہ باقی نہ رہے گا کہ نہج البلاغہ کے مندرجہ عبارات علمائے اسلام کے نزدیک امیر المؤمنینؑ کی طرف صحیح نسبت رکھتے ہیں۔

(۱) نہج البلاغہ مطبوعہ مصر ص ۱۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ مرکز افکار اسلامی خطبہ ۱، ص ۹۲]:

{ثُمَّ اَنْشَاَ سُبْحَانَهٗ ـ فَتْقَ الْاَجْوَآءِ، وَشَقَّ الْاَرْجَآءِ، وَسَكَآئِكَ الْهَوَآءِ.}

پھر یہ کہ اس نے کشادہ فضا، وسیع اطراف واکناف اور خلا کی وسعتیں خلق کیں۔

نہایہ لغت؛(جَوِیَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ فَتْقَ الاَجْوَآءِ، وَشَقَّ الاَرْجَآءِ.

نہایہ لغت؛(سَكَكَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ شَقَّ الْاَرْجَآءِ، وَسَكَآئِكَ الْهَوَآءِ.

(۲) صفحہ ۲۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱، ص ۹۳]:

{فَرَفَعَهٗ فِيْ هَوَآءٍ مُّنْفَتِقٍ، وَ جَوٍّ مُّنْفَهِقٍ.}

اللہ تعالی نے وہ جھاگ ہوا اور کشادہ فضا کی طرف اٹھائی۔

نہایہ لغت؛ (فَهَقَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ فِيْ هَوَآءٍ مُّنْفَتِقٍ، وَ جَوٍّ مُّنْفَهِقٍ.

ایضاً　صفحہ ۲۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱، ص ۹۳]:

{بِغَيْرِ عَمَدٍ يَّدْعَمُهَا، وَ لَا دِسَارٍ يَّنْظِمُهَا.}

نہ ستونوں کے سہارے کی حاجت تھی، نہ بندھنوں سے جوڑنے کی ضرورت۔

نہایہ لغت؛(دَسَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ رَفَعَهَا بِغَيْرِ عَمَدٍ يَّدْعَمُهَا، وَلَادِسَارٍ يَّنْظِمُهَا.

(۳) صفحہ ۲۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱، ص ۹۳]:

{فِيْ فَلَكٍ دَآئِرٍ، وَ سَقْفٍ سَآئِرٍ، وَ رَقِيْمٍ مَآئِرٍ.}

گھومنے والے فلک، چلتی پھرتی چھت اور جنبش کھانے والی لوح میں ہے۔

نہایہ لغت؛(رَقَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ فِيْ صِفَةِ السَّمَآءِ: سَقْفٌ سَائِرٌ وَرَقِيْمٌ مَائِرٌ.

(۴) صفحہ ۲۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱، ص ۹۴]:

{تُرْبَةً سَنَّهَا بِالْمَآءِ حَتّٰى خَلَصَتْ، وَ لَاطَهَا بِالْبَلَّةِ حَتّٰى لَزُبَتْ}

اسے (مٹی کو) پانی سے اتنا بھگویا کہ وہ صاف ہو کر نتھر گئی اور تری سے اتنا گوندھا کہ اس میں لَس پیدا ہو گیا۔

نہایہ لغت؛ (لَزِبَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَلَاطَهَا بِالْبَلَّةِ حَتّٰى لَزُبَتْ.

نہایہ لغت؛ (لَوَط): فِي خُطْبَةِ عَلِيٍّ ولَاطَهَا بِالْبَلَّةِ حَتّٰى لَزُبَتْ.

(۵) صفحہ ۳۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲، ص ۹۴]:

{وَ النَّاسُ فِيْ فِتَنٍ اِنْجَذَمَ فِيْهَا حَبْلُ الدِّيْنِ، وَ تَزَعْزَعَتْ سَوَارِی الْيَقِيْنِ، وَاخْتَلَفَ النَّجْرُ وَ تَشَتَّتَ الْاَمْرُ.}

اور لوگ ایسے فتنوں میں مبتلا تھے جہاں دین کے بندھن شکستہ، یقین کے ستون متزلزل، اصول مختلف اور حالات پراگندہ تھے۔

نہایہ لغت؛ (نَجَرَ): وَفِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَاخْتَلَفَ النَّجْرُ، وتَشَتَّتَ الْاَمْرُ.

(۶) صفحہ ۳۵، خطبہ شقشقیہ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۰]:

{وَ طَفِقْتُ اَرْتَئِیْ بَيْنَ اَنْ اَصُوْلَ بِيَدٍ جَذَّآءَ، اَوْ اَصْبِرَ عَلٰى طَخْيَةٍ عَمْيَآءَ.}

اور سوچنا شروع کیا کہ اپنے کٹے ہوئے ہاتھوں سے حملہ کروں یا اس سے بھیانک تیرگی پر صبر کرلوں۔

نہایہ لغت؛ (جَذَّ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ اَصُوْلُ بِيَدٍ جَذَّآءَ، وَيُرْوٰى بِالْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ.

نہایہ لغت؛ (حَذَذَ): فِي حَدِيثِ عَلِيٍّ اَصُوْلُ بِيَدٍ حَذَّآءَ، وَيُرْوٰى بِالْجِيْمِ، وَكَاَنَّهَا بِالْجِيْمِ اَشْبَهُ.

(۷) صفحہ ۳۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۱]:

{فَصَاحِبُهَا كَرَاكِبِ الصَّعْبَةِ اِنْ اَشْنَقَ لَهَا خَرَمَ وَ اِنْ اَسْلَسَ لَهَا تَقَحَّمَ.}

جس کا اس سے سابقہ پڑے وہ ایسا ہے جیسے سرکش اونٹنی کا سوار کہ اگر مہار کھینچتا ہے تو (اس کی منہ زوری سے) اس کی ناک کا درمیانی حصہ ہی شگافتہ ہوا جاتا ہے (جس کے بعد مہار دینا ہی ناممکن ہوجائے گا) اور اگر باگ کو ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے تو وہ اس کے ساتھ مہلکوں میں پڑ جائے گا۔

نہایہ لغت؛ (شَنَقَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اِنْ اَشْنَقَ لَهَا خَرَمَ.

(۸) صفحہ ۳۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۱]:

{لٰكِنِّيْ اَسْفَفْتُ اِذْ اَسَفُّوْا، وَ طِرْتُ اِذْ طَارُوْا.}

مگر میں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جب وہ زمین کے نزدیک ہوکر پرواز کرنے لگیں تو میں بھی ایسا ہی کرنے لگوں اور جب وہ اونچے ہوکر اڑنے لگیں تو میں بھی اسی طرح پرواز کروں (یعنی حتی الامکان کسی صورت سے نباہ کرتا رہوں)۔

نہایہ لغت؛ (سَفَفَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: لٰكِنِّيْ اَسْفَفْتُ اِذْ اَسَفُّوْا.

(۹) صفحہ ۳۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۱]:

{اِلٰى اَنْ قَامَ ثَالِثُ الْقَوْمِ، نَافِجًا حِضْنَيْهِ بَيْنَ نَثِيْلِهٖ وَ مُعْتَلَفِهٖ.}

یہاں تک کہ اس قوم کا تیسرا شخص پیٹ پھلائے سرگین اور چارے کے درمیان کھڑا ہوا۔

نہایہ لغت؛ (نَفَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ نَافِجاً حِضْنَيْهِ.

نہایہ لغت؛ (نَثَلَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: بَيْنَ نَثِيْلِهٖ وَ مُعْتَلَفِهٖ.

(۱۰) صفحہ ۴۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۱]:

{قَامَ مَعَهٗ بَنُوْ اَبِيْهِ يَخْضِمُوْنَ مَالَ اللّٰهِ خَضْمَةَ الْاِبِلِ نِبْتَةَ الرَّبِيْعِ.}

اس کے ساتھ اس کے بھائی بند اٹھ کھڑے ہوئے جو اللہ کے مال کو اس طرح نگلتے تھے جس طرح اونٹ فصلِ ربیع کا چارہ چرتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (خَضَمَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: فَقَامَ اِلَيْهِ بَنُوْ اُمَيَّة يَخْضَمُوْنَ مَالَ اللّٰهِ خَضْمَ الْاِبِلِ نِبْتَةَ الرَّبِيْعِ.

(۱۱) ایضاً صفحہ ۴۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۲]:

{مُجْتَمِعِيْنَ حَوْلِيْ كَرَبِيْضَةِ الْغَنَمِ.}

وہ سب میرے گرد بکریوں کے گلے کی طرح گھیرا ڈالے ہوئے تھے۔

نہایہ لغت؛ (رَبَضَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ وَالنَّاسُ حَوْلِيْ كَرَبِيْضَةِ الْغَنَمِ.

(۱۲) صفحہ ۴۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۲]:

{لٰكِنَّهُمْ حَلِيَتِ الدُّنْيَا فِيْ اَعْيُنِهِمْ، وَرَاقَهُمْ زِبْرِجُهَا.}

لیکن ان کی نگاہوں میں دنیا کا جمال کُھب گیا اور اس کی سج دھج نے انہیں لبھا دیا۔

نہایہ لغت؛ (حَلَا): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: لٰكِنَّهُمْ حَلِيَتِ الدُّنْيَا فِيْ اَعْيُنِهِمْ.

نہایہ لغت؛ (زَبْرَجَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: لٰكِنَّهُمْ حَلِيَتِ الدُّنْيَا فِيْ اَعْيُنِهِمْ، وَرَاقَهُمْ زِبْرِجُهَا.

(۱۳) ایضاً صفحہ ۴۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۲]:

{اَمَا وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ.}

دیکھو! اس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور ذی روح چیزیں پیدا کیں۔

نہایہ لغت؛ (فَلَقَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ وَ الَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَاَ النَّسَمَةَ.

نہایہ لغت؛ (نَسَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ وَ الَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَاَ النَّسَمَةَ.

(۱۴) ایضاً صفحہ ۴۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۲]:

{لَاَلْفَيْتُمْ دُنْيَاكُمْ هٰذِهٖ اَزْهَدَ عِنْدِیْ مِنْ عَفْطَةِ عَنْزٍ.}

اور تم اپنی دنیا کو میری نظروں میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ ناقابلِ اعتنا پاتے۔

نہایہ لغت؛ (عَفَطَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَلَكَانَتْ دُنْيَاكُم هٰذِهٖ اَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ عَفْطَةِ عَنْزٍ.

نہایہ لغت؛ (عَطَفَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَلَكَانَتْ دُنْيَاكُم هٰذِهٖ اَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ عَطْفَةِ عَنْزٍ.

(اس قسم کا جزئی اختلاف، اختلافِ نسخ کا نتیجہ ہے، جس سے کوئی قدیمی کتاب محفوظ نہیں ہوا کرتی۔)

(۱۵) صفحہ ۴۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۳]:

{تِلْكَ شِقْشِقَةٌ هَدَرَتْ ثُمَّ قَرَّتْ.}

یہ تو "شقشقہ" تھا (گوشت کا وہ نرم لوتھڑا جو اونٹ کے منہ سے مستی و ہیجان کے وقت نکلتا ہے) جو اُبھر کر دب گیا۔

نہایہ لغت؛ (شَقْشَق): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ فِيْ خُطْبَةٍ لَهٗ تِلْكَ شِقْشِقَةٌ هَدَرَتْ ثُمَّ قَرَّتْ.

یہاں تک سب خطبہ شقشقیہ کے الفاظ تھے۔

(۱۶) صفحہ ۴۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵، ص ۱۳۱]:

{بَلِ انْدَمَجْتُ عَلٰى مَكْنُوْنِ عِلْمٍ لَوْ بُحْتُ بِهٖ لَاضْطَرَبْتُمْ اضْطِرَابَ الْاَرْشِيَةِ فِى الطَّوِيِّ الْبَعِيْدَةِ.}

البتہ ایک علم پوشیدہ میرے سینے کی تہوں میں لپٹا ہوا ہے کہ اسے ظاہر کر دوں تو تم اسی

طرح پیچ وتاب کھانے لگو جس طرح گہرے کنوؤں میں رسیاں لرزتی اور تھرتھراتی ہیں۔

نہایہ لغت: (دَمَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ بَلِ انْدَمَجْتُ عَلٰى مَكْنُوْنِ عِلْمٍ لَوْ بُحْتُ بِهٖ لَاضْطَرَبْتُمْ اضْطِرَابَ الْاَرْشِيَةِ فِي الطَّوِيِّ الْبَعِيْدَةِ.

(۱۷) صفحہ ۴۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷، ص ۱۳۵]:

{فَرَكِبَ بِهِمُ الزَّلَلَ، وَ زَيَّنَ لَهُمُ الْخَطَلَ.}

اس نے انہیں خطاؤں کی راہوں پر لگایا ہے اور بُری باتیں سجا کر ان کے سامنے رکھی ہیں۔

نہایہ لغت: (خَطَلَ): فِيْ خُطْبَةِ عَلِيٍّ فَرَكِبَ بِهِمُ الزَّلَلَ، وَ زَيَّنَ لَهُمُ الْخَطَلَ.

(۱۸) صفحہ ۴۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸، ص ۱۳۶]:

{فَقَدْ اَقَرَّ بِالْبَيْعَةِ، وَ ادَّعَى الْوَلِيْجَةَ.}

اس نے بیعت کا اقرار کرلیا، لیکن اس کا اِدّعا کہ اس کے دل میں کھوٹ تھا۔

نہایہ لغت: (وَلَجَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَقَرَّ بِالْبَيْعَةِ، وَ ادَّعَى الْوَلِيْجَةَ.

(۱۹) صفحہ ۵۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۳، ص ۱۴۴]:

{وَايْمُ اللّٰهِ لَتَغْرَقَنَّ بَلْدَتُكُمْ حَتّٰى كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مَسْجِدِهَا كَجُؤْجُؤِ سَفِيْنَةٍ، اَوْ نَعَامَةٍ جَاثِمَةٍ. [وَ فِيْ رِوَايَةٍ] كَجُؤْجُؤِ طَيْرٍ فِيْ لُجَّةِ بَحْرٍ.}

خدا کی قسم تمہارا شہر غرق ہو کر رہے گا، اس حد تک کہ اس کی مسجد کشتی کے اگلے حصے یا سینے کے بل بیٹھے ہوئے شتر کی طرح گویا مجھے نظر آ رہی ہے۔ [ایک اور روایت میں اس طرح ہے] جیسے پانی کے گہراؤ میں پرندے کا سینہ۔

نہایہ لغت: (جُؤْجُؤٌ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مَسْجِدِهَا كَجُؤْجُؤِ سَفِيْنَةٍ، اَوْ نَعَامَةٍ جَاثِمَةٍ، كَجُؤْجُؤِ طَيْرٍ فِيْ لُجَّةِ بَحْرٍ.

(۲۰) صفحہ ۵۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶، ص ۱۵۳]:

{ذِمَّتِيْ بِمَآ اَقُوْلُ رَهِيْنَةٌ. ﴿وَ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ﴾}

اپنے قول کا ذمہ دار اور اس کی صحت کا ضامن ہوں۔

نہایہ لغت؛ (ذَمَمَ) صفحہ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: ذِمَّتِيْ رَهِيْنَةٌ، وَ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ.

نہایہ لغت؛ (زَعَمَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: ذِمَّتِيْ رَهِيْنَةٌ، وَ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ.

(۲۱) صفحہ ۵۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶، ص ۱۵۳]:

{وَ الَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ لَتُبَلْبَلُنَّ بَلْبَلَةً، وَ لَتُغَرْبَلُنَّ غَرْبَلَةً.}

اس ذات کی قسم جس نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق و صداقت کے ساتھ بھیجا! تم بری طرح تہ و بالا کیے جاؤ گے اور اس طرح چھانٹے جاؤ گے جس طرح چھلنی سے کسی چیز کو چھانا جاتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (بَلْبَلَ) مِنْهُ خُطْبَةُ عَلِيٍّ لَتُبَلْبَلُنَّ بَلْبَلَةً، وَ لَتُغَرْبَلُنَّ غَرْبَلَةً.

(۲۲) ایضاً صفحہ ۵۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶، ص ۱۵۴]:

{وَاللّٰهِ! مَا كَتَمْتُ وَشْمَةً وَّ لَا كَذَبْتُ كِذْبَةً.}

خدا کی قسم! میں نے کوئی بات پردے میں نہیں رکھی، نہ کبھی کذب بیانی سے کام لیا۔

نہایہ لغت؛ (وَشَمَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَاللّٰهِ! مَا كَتَمْتُ وَشْمَةً.

(۲۳) صفحہ ۵۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶، ص ۱۵۵]:

{لَا يَهْلِكُ عَلَى التَّقْوٰى سِنْخُ اَصْلٍ، وَ لَا يَظْمَاُ عَلَيْهَا زَرْعُ قَوْمٍ.}

وہ اصل و اساس، جو تقویٰ پر ہو برباد نہیں ہوتی اور اس کے ہوتے ہوئے کسی قوم کی کشت (عمل) بے آب و خشک نہیں رہتی۔

نہایہ لغت؛ (سَنَخَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: لَا يَظْمَاُ عَلَى التَّقْوٰى سِنْخُ اَصْلٍ.

یہ بھی اختلافِ نسخہ کا نتیجہ ہے۔

(۲۴) صفحہ ۵۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷، ص۱۵۸]:

{وَ رَجُلٌ قَمَشَ جهلًا مُّوضِعٌ فِیْ جُهَّالِ الْاُمَّةِ، عَادٍ فِیْ اَغْبَاشِ الْفِتْنَةِ.}

اور دوسرا شخص وہ ہے جس نے جہالت کی باتوں کو (ادھر ادھر سے) بٹور لیا ہے۔ وہ اُمت کے جاہل افراد میں دوڑ دھوپ کرتا ہے اور فتنوں کی تاریکیوں میں غافل و مدہوش پڑا رہتا ہے۔

محشی لکھتے ہیں: وَ یُرْوٰی غَارٍ فِیْ اَغْبَاشِ الْفِتْنَةِ.

نہایہ لغت؛ (غَبِشَ): مِنْهُ حَدِیْثُ عَلِیٍّ قَمَشَ عِلْمًا غَارًّا بِاَغْبَاشِ الْفِتْنَةِ.

(۲۵) صفحہ ۶) صفحہ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶، ص۱۵۹]:

{یُذْرِی الرِّوَایَاتِ اِذْرَآءَ الرِّیْحِ الْهَشِیْمَ.}

وہ روایات کو اس طرح درہم برہم کرتا ہے جس طرح ہوا سوکھے ہوئے تنکوں کو۔

محشی کتاب محمد عبدہ لکھتے ہیں: وَ یُرْوٰی یَذْرُو الرِّوَایَاتِ کَمَا تَذْرُو الرِّیْحِ الْهَشِیْمَ.

نہایہ لغت؛ (ذَرَا): مِنْهُ حَدِیْثُ عَلِیٍّ یَذْرُو الرِّوَایَةَ ذَرْوَ الرِّیْحِ الْهَشِیْمَ.

(۲۶) صفحہ ٦٦ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲، ص۱۷۲]:

{اَلَا وَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ قَدْ ذَمَرَ حِزْبَهٗ، وَ اسْتَجْلَبَ جَلَبَهٗ.}

معلوم ہونا چاہیے کہ شیطان نے اپنے گروہ کو بھڑکانا شروع کر دیا ہے اور اپنی فوجیں فراہم کر لی ہیں۔

نہایہ لغت؛ (ذَمَرَ): مِنْهُ حَدِیْثُ عَلِیٍّ اَلَا وَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ قَدْ ذَمَرَ حِزْبَهٗ.

(۲۷) صفحہ ٦٧ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲، ص۱۷۲]:

{هَبِلَتْهُمُ الْهَبُوْلُ، لَقَدْ کُنْتُ وَ مَا اُهَدَّدُ بِالْحَرْبِ.}

رونے والیاں ان کے غم میں روئیں! میں تو ہمیشہ ایسا رہا کہ جنگ سے مجھے دھمکایا نہیں جاسکا۔

نہایہ لغت؛ (هَبَلَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ هَبِلَتْهُمُ الْهَبُوْلُ.

(۲۸) ایضاً صفحہ ٦٧ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۳، ص۱۷۵]:

{فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ لِاَخِيْهِ غَفِيْرَةً فِيْ اَهْلٍ اَوْ مَالٍ اَوْ نَفْسٍ فَلَا تَكُوْنَنَّ لَهٗ فِتْنَةً.}

لہذا اگر کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے اہل و مال و نفس میں فروانی و وسعت پائے تو یہ چیز اس کے لیے کبیدگی خاطر کا سبب نہ بنے۔

نہایہ لغت؛ (غَفَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ لِاَخِيْهِ غَفِيْرَةً فِيْ اَهْلٍ اَوْ مَالٍ فَلَاتَكُوْنَنَّ لَهٗ فِتْنَةً.

(۲۹) ایضاً صفحہ ٦٧ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۳، ص۱۷۵]:

{فَاِنَّ الْمَرْءَ الْمُسْلِمَ مَا لَمْ يَغْشَ دَنَآءَةً تَظْهَرُ فَيَخْشَعُ لَهَا اِذَا ذُكِرَتْ، وَ تُغْرٰى بِهَا لِئَامُ النَّاسِ، كَانَ كَالْفَالِجِ الْيَاسِرِ.}

جب تک کوئی مرد مسلمان کسی ایسی ذلیل حرکت کا مرتکب نہیں ہوتا کہ جو ظاہر ہو جائے تو اس کے تذکرہ سے اسے آنکھیں نیچی کرنا پڑیں اور جس سے ذلیل آدمیوں کی جرأت بڑھے، وہ اس کامیاب جواری کی مانند ہے۔

نہایہ لغت؛ (فَلَجَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اِنَّ الْمُسْلِمَ مَا لَمْ يَغْشَ دَنَآءَةً تَظْهَرُ يَخْشَعُ لَهَا اِذَا ذُكِرَتْ، وَ تُغْرٰى بِهَا لِئَامُ النَّاسِ، كَالْيَاسِرِ الْفَالِجِ.

نہایہ لغت؛ (يَسَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اِنَّ الْمُسْلِمَ مَا لَمْ يَغْشَ دَنَآءَةً تَظْهَرُ يَخْشَعُ لَهَا اِذَا ذُكِرَتْ، وَ تُغْرٰى بِهَا لِئَامُ النَّاسِ، كَالْيَاسِرِ الْفَالِجِ.

(۳۰) صفحہ ۷۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۵، ص۱۷۸]:

{اَللّٰهُمَّ مِثْ قُلُوْبَهُمْ كَمَا يُمَاثُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ.}

خدایا! ان کے دلوں کو اس طرح (اپنے غضب سے) پگھلا دے جس طرح نمک پانی میں گھول دیا جاتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (مَيَثَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ اَللّٰهُمَّ مِثْ قُلُوْبَهُمْ كَمَا يُمَاثُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ.

(۳۱) صفحہ ۷۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۷، ص ۱۸۲]:

{اَلْبَسَهُ اللهُ ثَوْبَ الذُّلِّ، وَ شَمْلَةَ الْبَلَآءِ، وَدُيِّثَ بِالصَّغَارِ وَ الْقَمَآءِ.}

خدا اسے ذلت وخواری کا لباس پہنا اور مصیبت و ابتلا کی ردا اوڑھا دیتا ہے اور ذلتوں اور خواریوں کے ساتھ ٹھکرا دیا جاتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (دَيَثَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ دُيِّثَ بِالصَّغَارِ.

(۳۲) صفحہ ۷۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۷، ص ۱۸۳]:

{فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِالسَّيْرِ اِلَيْهِم فِيْ اَيَّامِ الْحَرِّ قُلْتُمْ: هٰذِهٖ حَمَارَّةُ الْقَيْظِ اَمْهِلْنَا يُسَبَّخْ عَنَّا الْحَرُّ، وَ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِالسَّيْرِ اِلَيْهِمْ فِي الشِّتَآءِ قُلْتُمْ: هٰذِهٖ صَبَارَّةُ الْقُرِّ اَمْهِلْنَا يَنْسَلِخْ عَنَّا الْبَرْدُ.}

اگر گرمیوں میں تمہیں ان کی طرف بڑھنے کے لیے کہتا ہوں تو تم یہ کہتے ہو کہ یہ انتہائی گرمی کا زمانہ ہے، اتنی مہلت دیجیے کہ گرمی کا زور ٹوٹ جائے۔ اور اگر سردیوں میں چلنے کے لیے کہتا ہوں تو تم یہ کہتے ہو کہ کڑاکے کا جاڑا پڑ رہا ہے، اتنا ٹھہر جائیے کہ سردی کا موسم گزر جائے۔

نہایہ لغت؛ (حَمَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: حَمَارَّةُ الْقَيْظِ اَيْ شِدَّةُ الْقَيْظِ.

نہایہ لغت؛ (سَبَخَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ اَمْهِلْنَا يُسَبَّخْ عَنَّا الْحَرُّ اَيْ يُخَفَّفُ.

نہایہ لغت؛ (صَبَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: قُلْتُمْ: هٰذِهٖ صَبَارَّةُ الْقُرِّ.

(۳۳) صفحہ ۷۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۷، ص ۱۸۴]:

{لَقَدْ نَهَضْتُ فِيْهَا وَ مَا بَلَغْتُ الْعِشْرِيْنَ، وَ هَا اَنَا ذَا قَدْ ذَرَّفْتُ

عَلَى السِّتِّيْنَ! }

میں تو ابھی بیس برس کا بھی نہ تھا کہ حرب وضرب کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور اب تو ساٹھ سے بھی اوپر ہو گیا ہوں۔

محشی کتاب علامہ محمد عبدہ تحریر کرتے ہیں:

فِي الْخُطْبَةِ رَوَايَاتٌ أُخْرٰى لَا تَخْتَلِفُ عَنْ رَوَايَةِ الشَّرِيْفِ فِي الْمَعْنٰى، وَإِنْ إِخْتَلَفَتْ عَنْهَا فِيْ بَعْضِ الْأَلْفَاظِ. أُنْظُرِ الْكَامِلَ لِلْمُبَرَّدِ.

اس خطبہ میں نسخے مختلف ہیں اور الفاظ میں بہت فرق ہے۔ دیکھو کتاب کامل مبرد۔

نہایہ لغت؛ (ذَرَفَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: هَا أَنَا الْآنَ قَدْ ذَرَّفْتُ عَلَى الْخَمْسِيْنَ.

(۳۴) صفحہ ۸۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۹، ص ۱۸۸]:

{مَنْ رَّمٰى بِكُمْ فَقَدْ رَمٰى بِأَفْوَقَ نَاصِلٍ. }

اور جس نے تم کو (تیروں کی طرح) دشمنوں پر پھینکا ہو اس نے گویا ایسا تیر پھینکا ہے جس کا سوفار ٹوٹ چکا ہو اور پیکان بھی شکستہ ہو۔

نہایہ لغت؛ (فَوَقَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ وَمَنْ رَّمٰى بِكُمْ فَقَدْ رَمٰى بِأَفْوَقَ نَاصِلٍ.

نہایہ لغت؛ (نَصَلَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ وَمَنْ رَّمٰى بِكُمْ فَقَدْ رَمٰى بِأَفْوَقَ نَاصِلٍ.

(۳۵) صفحہ ۸۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۲، ص ۱۹۷]:

{فَهُمْ بَيْنَ شَرِيْدٍ نَّادٍّ، وَ خَآئِفٍ مَّقْمُوْعٍ، وَ سَاكِتٍ مَّكْعُوْمٍ. }

ان میں کچھ تو وہ ہیں جو دنیا والوں سے الگ تھلگ تنہائی میں پڑے ہیں اور کچھ خوف وہراس کے عالم میں ذلتیں سہہ رہے ہیں اور بعض نے اس طرح چپ سادھ لی ہے کہ گویا ان کے منہ باندھ دیئے گئے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (كَعَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ فَهُمْ بَيْنَ شَرِيْدٍ نَّادٍّ، وَ خَآئِفٍ مَّقْمُوْعٍ، وَسَاكِتٍ مَّكْعُوْمٍ.

(۳۶) صفحہ ۸۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۲، ص۱۹۸]:

{فَهُمْ فِيْ بَحْرٍ اُجَاجٍ، اَفْوَاهُهُمْ ضَامِزَةٌ، وَ قُلُوْبُهُمْ قَرِحَةٌ.}

وہ ایک شور دریا میں ہیں (کہ باوجود پانی کی کثرت کے پھر وہ پیاسے ہیں)۔ ان کے منہ بند اور دل مجروح ہیں۔

نہایہ لغت؛ (ضَمَزَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَفْوَاهُهُمْ ضَامِزَةٌ، وَ قُلُوْبُهُمْ قَرِحَةٌ.

(۳۷) صفحہ ۹۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۴، ص۲۰۰]:

{لَاَظُنُّ بِكُمْ اَنْ لَّوْ حَمِسَ الْوَغٰى، وَاسْتَحَرَّ الْمَوْتُ، قَدِ انْفَرَجْتُمْ عَنِ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ انْفِرَاجَ الرَّاْسِ.}

میں تمہارے متعلق یہ گمان رکھتا ہوں کہ اگر جنگ زور پکڑ لے اور موت کی گرم بازاری ہو تو تم ابن ابی طالب سے اس طرح کٹ جاؤ گے جس طرح بدن سے سر۔

نہایہ لغت؛ (حَمِسَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: حَمِسَ الْوَغٰى، وَ اسْتَحَرَّ الْمَوْتُ.

(۳۸) صفحہ ۹۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۶، ص۲۰۷]:

{فَاَنَا نَذِيْرٌ لَّكُمْ اَنْ تُصْبِحُوْا صَرْعٰى بِاَثْنَآءِ هٰذَا النَّهَرِ، وَ بِاَهْضَامِ هٰذَا الْغَآئِطِ.

میں تمہیں متنبہ کر رہا ہوں کہ تم لوگ اس نہر کے موڑوں اور اس نشیب کی ہموار زمینوں پر قتل ہو ہو کر گرے ہوئے ہو گے۔

نہایہ لغت؛ (هَضَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ صَرْعٰى بِاَثْنَآءِ هٰذَا النَّهَرِ، وَاَهْضَامِ هٰذَا الْغَآئِطِ.

(۳۹) صفحہ ۹۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۶، ص۲۰۷]:

{وَ لَمْ اٰتِ لَا اَبَا لَكُمْ بُجْرًا، وَ لَا اَرَدْتُّ لَكُمْ ضُرًّا.}

خدا تمہارا بُرا کرے میں نے تمہیں نہ کسی مصیبت میں پھنسایا ہے نہ تمہارا برا چاہا تھا۔

نہایہ لغت؛ (بَجَرَ): مِنْهُ كَلَامُ عَلِيٍّ لَمْ آتِ لَا اَبَا لَكُمْ بُجْرًا.

(۴۰) صفحہ ۹۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۹، ص ۲۱۰]:

{ثُمَّ خَرَجَ اِلَیَّ مِنْکُمْ جُنَیْدٌ مُتَذَآئِبٌ ضَعِیْفٌ، ﴿کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ وَ هُمْ یَنْظُرُوْنَ﴾.}

پھر میرے پاس تم لوگوں کی ایک چھوٹی سی متزلزل و کمزور فوج آئی، اس عالم میں کہ گویا اسے اس کی نظروں کے سامنے موت کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔

نہایہ لغت؛ (ذَاَب): فِیْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ: خَرَجَ مِنْکُمْ اِلَیَّ جُنَیْدٌ مُتَذَآئِبٌ ضَعِیْفٌ.

(۴۱) صفحہ ۱۰۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۴۸، ص ۲۱۹]:

{بَعَثْتُ مُقَدِّمَتِیْ، وَاَمَرْتُهُمْ بِلُزُوْمِ هٰذَاالْمِلْطَاطِ، حَتّٰی یَاْتِیَهُمْ اَمْرِیْ.}

میں نے فوج کا ہراول دستہ آگے بھیج دیا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ میرا فرمان پہنچنے تک اس دریا کے کنارے پڑاؤ ڈالے رہے۔

نہایہ لغت؛ (مَلَط): مِنْهُ حَدِیْثُ عَلِیٍّ وَاَمَرْتُهُمْ بِلُزُوْمِ هٰذَا الْمِلْطَاطِ، حَتّٰی یَاْتِیَهُمْ اَمْرِیْ.

(۴۲) صفحہ ۱۰۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵۱، ص ۲۲۱]:

{اَلَا وَ اِنَّ مُعَاوِیَةَ قَادَ لُمَةً مِّنَ الْغُوَاةِ، وَ عَمَسَ عَلَیْهِمُ الْخَبَرَ.}

معاویہ گم کردہ راہ سرپھروں کا ایک چھوٹا سا جتھا لیے پھرتا ہے اور واقعات سے انہیں اندھیرے میں رکھ چھوڑا ہے۔

نہایہ لغت؛ (لَمَمَ): مِنْهُ حَدِیْثُ عَلِیٍّ اَلَا وَاِنَّ مُعَاوِیَةَ قَادَ لُمَةً مِّنَ الْغُوَاةِ.

(۴۳) صفحہ ۱۱۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵۲، ص ۲۲۳]:

{فَلَمْ یَبْقَ مِنْهَا اِلَّا سَمَلَةٌ کَسَمَلَةِ الْاِدَاوَةِ، اَوْ جُرْعَةٌ کَجُرْعَةِ الْمَقْلَةِ.}

دنیا سے بس اتنا باقی رہ گیا ہے جتنا برتن میں تھوڑا سا بچا پانی یا نپا تلا ہوا جرعۂ آب۔

نہایہ لغت؛ (مَقَلَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: لَمْ يَبْقَ مِنْهَا اِلَّا جُرْعَةٌ كَجُرْعَةِ الْمَقْلَةِ.

(۴۴) صفحہ ۱۱۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵۷، ص ۲۲۷]:

{اَمَا اِنَّهٗ سَيَظْهَرُ عَلَيْكُمْ بَعْدِىْ رَجُلٌ رَّحْبُ الْبُلْعُوْمِ، مُنْدَحِقُ الْبَطْنِ.}

میرے بعد جلد ہی تم پر ایک ایسا شخص مسلط ہوگا جس کا حلق کشادہ اور پیٹ بڑا ہوگا۔

نہایہ لغت؛ (دَحَقَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: سَيَظْهَرُ بَعْدِىْ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مُنْدَحِقُ الْبَطْنِ.

(۴۵) صفحہ ۱۱۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵۸، ص ۲۲۹]:

{اَصَابَكُمْ حَاصِبٌ، وَ لَا بَقِىَ مِنْكُمْ اٰبِرٌ.}

تم پر سخت آندھیاں آئیں اور تم میں کوئی اصلاح کرنے والا باقی نہ رہے۔

شریف رضیؒ لکھتے ہیں؛ **وَ يُرْوٰى آثِرٌ وَ هُوَ اَصَحُّ الْوُجُوْهِ عِنْدِىْ..... وَ يُرْوٰى آبِزٌ.**

نہایہ لغت؛ (اَبَرَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ فِيْ دُعَائِهٖ عَلَى الْخَوَارِجِ اَصَابَكُمْ حَاصِبٌ، وَ لَا بَقِىَ مِنْكُمْ آبِرٌ.

نہایہ لغت؛ (اَثَرَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ فِيْ دُعَائِهٖ عَلَى الْخَوَارِجِ وَ لَا بَقِىَ مِنْكُمْ آثِرٌ وَالْمَرْوِيُّ فِيْهِ بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ.

(۴۶) صفحہ ۱۲۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۴، ص ۲۳۸]:

{وَ اَكْمِلُوا اللَّاْمَةَ. وَ قَلْقِلُوْا السُّيُوْفَ فِيْ اَغْمَادِهَا قَبْلَ سَلِّهَا. وَ الْحَظُوا الْخَزْرَ، وَاطْعُنُوا الشَّزْرَ، وَ نَافِحُوْا بِالظُّبَا، وَ صِلُوا السُّيُوْفَ بِالْخُطَا.}

زرّہ کی تکمیل کرو (یعنی اس کے ساتھ خود، جوشن بھی پہن لو) اور تلواروں کو کھینچنے سے

پہلے نیاموں میں اچھی طرح ہلا جلا لو اور دشمن کو ترچھی نظروں سے دیکھتے رہو اور دائیں بائیں (دونوں طرف) نیزوں کے وار کرو اور دشمن کو تلواروں کی باڑ پر رکھ لو اور تلواروں کے ساتھ ساتھ قدموں کو آگے بڑھاؤ۔

نہایہ لغت؛ (لَامَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ كَانَ يُحَرِّضُ اَصْحَابَهٗ وَيَقُوْلُ تَجَلْبَبُوا السَّكِيْنَةَ، وَاَكْمِلُوا اللُّؤَمَ هُوَ جَمْعُ لَاْمَةٍ.

نہایہ لغت؛ (قَلَقَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ اَقْلِقُوا السُّيُوْفَ فِي الْغُمُدِ.

نہایہ لغت؛ (شَزَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَلْحَظُوا الشَّزْرَ.

نہایہ لغت؛ (نَفَحَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ فِيْ صِفِّيْنَ نَافِحُوْا بِالظُّبَا.

نہایہ لغت؛ (ظَبِيَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: نَافِحُوْا بِالظُّبَا.

(بعض فقرات میں نسخہ کا اختلاف ہے۔)

(۴۷) صفحہ ۱۲۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۴، ص ۲۳۸]:

{عَلَيْكُمْ بِهٰذَا السَّوَادِ الْاَعْظَمِ، وَ الرِّوَاقِ الْمُطَنَّبِ، فَاضْرِبُوْا ثَبَجَهٗ، فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ كَامِنٌ فِيْ كِسْرِهٖ، قَدْ قَدَّمَ لِلْوَثْبَةِ يَدًا، وَ اَخَّرَ لِلنُّكُوْصِ رِجْلًا فَصَمْدًا صَمْدًا! حَتّٰى يَنْجَلِيَ لَكُمْ عَمُوْدُ الْحَقِّ.}

اور (شامیوں) کی اس بڑی جماعت اور طنابوں سے کھنچے ہوئے خیمے کو اپنے پیشِ نظر رکھو اور اس کے وسط پر حملہ کرو۔ اس لیے کہ شیطان اسی کے ایک گوشے میں چھپا بیٹھا ہے، جس نے ایک طرف تو حملہ کے لیے ہاتھ بڑھایا ہوا ہے اور دوسری طرف بھاگنے کے لیے قدم پیچھے ہٹا رکھا ہے۔ تم مضبوطی سے اپنے ارادے پر جمے رہو، یہاں تک کہ حق (صبح کے) اجالے کی طرح ظاہر ہو جائے۔

نہایہ لغت؛ (ثَبَجٌ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ وَعَلَيْكُمُ الرِّوَاقُ الْمُطَنَّبُ، فَاضْرِبُوْا ثَبَجَهٗ، فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ رَاكِدٌ فِيْ كِسْرِهٖ.

نہایہ لغت؛ (وَثَبَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: يَوْمَ صِفِّيْنَ قَدَّمَ لِلْوَثْبَةِ يَدًا، وَ اَخَّرَ لِلنُّكُوْصِ رِجْلًا.

نہایہ لغت؛(نَكَصَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: قَدَّمَ لِلْوَثْبَةِ يَدًا، وَ اَخَّرَ لِلنُّكُوْصِ رِجْلًا.

نہایہ لغت؛(صَمَدَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فَصَمْدًا صَمْدًا! حَتّٰى يَنْجَلِيَ لَكُمْ عَمُوْدُ الْحَقِّ.

(۴۸) صفحہ ۱۲۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۷، ص ۲۴۴]:

{كَمْ اُدَارِيْكُمْ كَمَا تُدَارَى الْبِكَارُ الْعَمِدَةُ، وَ الثِّيَابُ الْمُتَدَاعِيَةُ! كُلَّمَا حِيْصَتْ مِنْ جَانِبٍ تَهَتَّكَتْ مِنْ اٰخَرَ. كُلَّمَا اَطَلَّ عَلَيْكُمْ مَنْسِرٌ مِّنْ مَّنَاسِرِ اَهْلِ الشَّامِ اَغْلَقَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ بَابَهٗ، وَ انْجَحَرَ انْجِحَارَ الضَّبَّةِ فِيْ جُحْرِهَا، وَ الضَّبُعِ فِيْ وِجَارِهَا. }

کب تک میں تمہارے ساتھ ایسی نرمی اور رورعایت کرتا رہوں گا جیسی ان اونٹوں سے کی جاتی ہے جن کی کوہانیں اندر سے کھوکھلی ہو چکی ہوں اور ان پھٹے پرانے کپڑوں سے کہ جنہیں ایک طرف سے سیا جائے تو دوسری طرف سے پھٹ جاتے ہیں۔ جب بھی شامیوں کے ہراول دستوں میں کوئی دستہ تم پر منڈلاتا ہے تو تم سب کے سب (اپنے گھروں) کے دروازے بند کر لیتے ہو اور اس طرح اندر دبک جاتے ہو جس طرح گوہ اپنے سوراخ میں اور بجو اپنے بھٹ میں۔

نہایہ لغت؛ (عَمِدَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كَمْ اُدَارِيْكُمْ كَمَا تُدَارَى الْبِكَارُ الْعَمِدَةُ.

نہایہ لغت؛(حَوَصَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كُلَّمَا حِيْصَتْ مِنْ جَانِبٍ تَهَتَّكَتْ مِنْ اٰخَرَ.

نہایہ لغت؛ (نَسَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: كُلَّمَا اَطَلَّ عَلَيْكُمْ مَنْسِرٌ مِّنْ مَّنَاسِرِ اَهْلِ الشَّامِ اَغْلَقَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ بَابَهٗ.

نہایہ لغت؛ (وَجَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ انْجَحَرَ انْجِحَارَ الضَّبَّةِ فِيْ جُحْرِهَا، وَ الضَّبُعِ فِيْ وِجَارِهَا.

(۴۹) صفحہ ۱۲۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۷، ص ۲۴۴]:

{اَضْرَعَ اللّٰهُ خُدُوْدَكُمْ ، وَ اَتْعَسَ جُدُوْدَكُمْ !}

خدا تمہارے چہروں کو بے آبرو کرے اور تمہیں بدنصیب کرے۔

نہایہ لغت؛ (ضَرَعَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اَضْرَعَ اللّٰهُ خُدُوْدَكُمْ.

(۵۰) صفحہ ۱۲۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۸، ص ۲۴۴، ۲۴۵]:

{مَلَكَتْنِيْ عَيْنِيْ وَ اَنَا جَالِسٌ، فَسَنَحَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاذَا لَقِيْتُ مِنْ اُمَّتِكَ مِنَ الْاَوَدِ وَ اللَّدَدِ؟}

میں بیٹھا ہوا تھا کہ میری آنکھ لگ گئی۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ میرے سامنے جلوہ فرما ہوئے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہؐ! مجھے آپؐ کی اُمت کے ہاتھوں کیسی کیسی کجرویوں اور دشمنیوں سے دوچار ہونا پڑا ہے۔

نہایہ لغت؛ (لَدَدَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي النَّوْمِ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاذَا لَقِيْتُ مِنْ اُمَّتِكَ مِنَ الْاَوَدِ وَ اللَّدَدِ.

(۵۱) صفحہ ۱۲۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۹، ص ۲۴۵]:

{اَنْتُمْ كَالْمَرْاَةِ الْحَامِلِ، حَمَلَتْ فَلَمَّا اَتَمَّتْ اَمْلَصَتْ، وَ مَاتَ قَيِّمُهَا، وَ طَالَ تَاَيُّمُهَا.}

تم اس حاملہ عورت کے مانند ہو جو حاملہ ہونے کے بعد جب حمل کے دن پورے کرے تو مرا ہوا بچہ گرا دے اور اس کا شوہر بھی مر چکا ہو اور رنڈاپے کی مدت بھی دراز ہو چکی ہو۔

نہایہ لغت؛ (مَلِصَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فَلَمَّا اَتَمَّتْ اَمْلَصَتْ، وَ مَاتَ قَيِّمُهَا.

نہایہ لغت؛ (اَيَمَ): مِنْهُ كَلَامُ عَلِيٍّ وَ مَاتَ قَيِّمُهَا، وَ طَالَ تَاَيُّمُهَا.

(۵۲) صفحہ ۱۲۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۹، ص ۲۴۵]:

{وَيْلُمِّهِ، كَيْلًا بِغَيْرِ ثَمَنٍ! لَوْ كَانَ لَهٗ وِعَآءٌ.}

خدا تمہیں سمجھے! میں تو بغیر کسی عوض کے (علمی جواہر ریزے) ناپ ناپ کر دے رہا ہوں۔

نہایہ لغت؛(وَيْلٌ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَيْلُمِّهٖ، كَيْلًا بِغَيْرِ ثَمَنٍ! لَوْ كَانَ لَهٗ وِعَآءٌ.

(۵۳) صفحہ ۱۳۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۰، ص ۲۴۷]:

{(وَ مِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَ فِيْهَا النَّاسَ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَللّٰهُمَّ دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ، وَدَاعِمَ الْمَسْمُوْكَاتِ، وَ جَابِلَ الْقُلُوْبِ عَلٰى فِطْرَتِهَا.}

اس میں آپؑ نے لوگوں کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجنے کا طریقہ بتایا ہے۔ اے اللہ! اے فرش زمین کے بچھانے والے اور بلند آسمانوں کو (بغیر سہارے کے) روکنے والے! دلوں کو فطرت پر پیدا کرنے والے!

نہایہ لغت؛(دَحَا): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَصَلَاتُهٗ عَلَى النَّبِيِّ اَللّٰهُمَّ يَا دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ وَ رُوِيَ الْمَدْحِيَّاتِ.

(۵۴) صفحہ ۱۳۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۰، ص ۲۴۷]:

{وَ الدَّافِعِ جَيْشَاتِ الْاَبَاطِيْلِ، وَ الدَّامِغِ صَوْلَاتِ الْاَضَالِيْلِ كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ قَآئِمًا بِاَمْرِكَ، مُسْتَوْفِزًا فِيْ مَرْضَاتِكَ، غَيْرَ نَاكِلٍ عَنْ قُدُمٍ، وَ لَا وَاهٍ فِيْ عَزْمٍ.}

باطل کی طغیانیوں کو دبانے والے اور ضلالت کے حملوں کو کچلنے والے تھے۔ جیسا ان پر (ذمہ داری کا) بوجھ عائد کیا گیا تھا اس کو انہوں نے اٹھایا، (تیرے امر کے ساتھ قیام کیا) اور تیری خوشنودیوں کی طرف بڑھنے کیلئے مضبوطی سے جم کر کھڑے ہو گئے۔ نہ آگے بڑھنے سے منہ موڑا، نہ ارادے میں کمزوری کو راہ دی۔

نہایہ لغت؛ (دَمَغَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: دَامِغُ جَيْشَاتِ الْاَبَاطِيْلِ.

نہایہ لغت؛ (جَيَش): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ صِفَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دَامِغُ جَيْشَاتِ الْاَبَاطِيْلِ.

نہایہ لغت؛ (ضَلَعَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ صِفَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ بِاَمْرِكَ.

نہایہ لغت؛ (نَكَلَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: غَيْرُ نَاكِلٍ فِيْ قَدَمٍ.

نہایہ لغت؛ (قَدَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: غَيْرُ نَاكِلٍ فِيْ قَدَمٍ، وَلَا وَاهِنًا فِيْ عَزْمٍ.

(۵۵) صفحہ ۱۳۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۰، ص ۲۴۷]:

{حَتّٰى اَوْرٰى قَبَسَ الْقَابِسِ، وَ اَضَآءَ الطَّرِيْقَ لِلْخَابِطِ.}

یہاں تک کہ انہوں نے روشنی ڈھونڈنے والے کیلئے شعلے بھڑکا دیئے اور اندھیرے میں بھٹکنے والے کیلئے راستہ روشن کر دیا۔

نہایہ لغت؛ (قَبَسَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: حَتّٰى اَوْرٰى قَبَسًا لِقَابِسٍ.

نہایہ لغت؛ (وَرَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: حَتّٰى اَوْرٰى قَبَسًا لِقَابِسٍ.

(۵۶) صفحہ ۱۳۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۰، ص ۲۴۷]:

{فَهُوَ اَمِيْنُكَ الْمَاْمُوْنُ، وَ خَازِنُ عِلْمِكَ الْمَخْزُوْنِ، وَ شَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ، وَ بَعِيْثُكَ بِالْحَقِّ.}

وہ تیرے امین، معتمد اور تیرے علم مخفی کے خزینہ دار تھے اور قیامت کے دن تیرے گواہ اور تیرے پیغمبر برحق تھے۔

نہایہ لغت؛ (بَعَثَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: يَصِفُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ وَبَعِيْثُكَ نِعْمَةً.

نہایہ لغت؛ (شَهِدَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَشَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ.

(۵۷) صفحہ ۱۳۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۱، ص ۲۴۸]:

{اَمَا اِنَّ لَهٗ اِمْرَةً كَلَعْقَةِ الْكَلْبِ اَنْفَهٗ.}

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بھی اتنی دیر کہ کتا اپنی ناک چاٹنے سے فارغ ہو،

حکومت کرے گا۔

نہایہ لغت؛ (اَمِرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَمَا اِنَّ لَهٗ اِمْرَةً كَلَعْقَةِ الْكَلْبِ اَنْفَهٗ.

(۵۸) صفحہ ۱۳۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۵، ص ۲۵۱]:

{اِنَّ بَنِيْ اُمَيَّةَ لَيُفَوِّقُوْنَنِيْ تُرَاثَ مُحَمَّدٍ ﷺ تَفْوِيْقًا، وَاللّٰهِ! لَئِنْ بَقِيْتُ لَهُمْ لَاَنْفُضَنَّهُمْ نَفْضَ اللَّحَّامِ الْوِذَامَ التَّرِبَةَ!. وَ يُرْوٰى: التُّرَابُ الْوَذَمَةُ.}

بنی امیہ مجھے محمد ﷺ کا ورثہ تھوڑا تھوڑا کر کے دیتے ہیں۔خدا کی قسم! اگر میں زندہ رہا تو انہیں اس طرح جھاڑ پھینکوں گا جس طرح قصائی خاک آلودہ گوشت کے ٹکڑے سے مٹی جھاڑ دیتا ہے۔اور ایک روایت میں (اَلتُّرَابُ الْوَذَمَةُ) مٹی جو گوشت کے ٹکڑے میں بھر گئی ہو) آیا ہے۔

نہایہ لغت؛ (فَوَقَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اِنَّ بَنِيْ اُمَيَّةَ لَيُفَوِّقُوْنَنِيْ تُرَاثَ مُحَمَّدٍ ﷺ تَفْوِيْقًا.

نہایہ لغت؛ (وَذَمَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: لَئِنْ وَلِيْتُ بَنِيْ اُمَيَّةَ لَاَنْفُضَنَّهُمْ نَفْضَ الْقَصَّابِ الْوِذَامَ التَّرِبَةَ. وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلتُّرَابُ الْوَذَمَةُ.

(۵۹) صفحہ ۱۳۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۷، ص ۲۵۲]:

{اَ تَزْعَمُ اَنَّكَ تَهْدِيْ اِلَى السَّاعَةِ الَّتِيْ مَنْ سَارَ فِيْهَا صُرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءُ؟ وَتُخَوِّفُ مِنَ السَّاعَةِ الَّتِيْ مَنْ سَارَ فِيْهَا حَاقَ بِهِ الضُّرُّ.}

کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم اس گھڑی کا پتہ دیتے ہو کہ اگر کوئی اس میں نکلے تو اس کیلئے کوئی بُرائی نہ ہوگی اور اس لمحے سے خبردار کرتے ہو کہ اگر کوئی اس میں نکلے تو اسے نقصان درپیش ہوگا۔

نہایہ لغت؛ (حِيْقَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: تُخَوِّفُ مِنَ السَّاعَةِ الَّتِيْ مَنْ سَارَ فِيْهَا حَاقَ

بِهِ الضُّرُّ.

(٦٠) صفحہ ۱۴۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۰، ص ۲۵۷]:

{وَ مَنْ سَاعَاهَا فَاتَتْهُ، وَ مَنْ قَعَدَ عَنْهَا وَاتَتْهُ.}

جو دنیا کیلئے سعی و کوشش میں لگا رہتا ہے اس کی دُنیوی آرزوئیں بڑھتی ہی جاتی ہیں اور جو کوششوں سے ہاتھ اٹھالیتا ہے دنیا خود ہی اس سے سازگار ہو جاتی ہے۔

نہایہ لغت؛ (سَعٰی): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ ذَمِّ الدُّنْيَا مَنْ سَاعَاهَا فَاتَتْهُ.

(٦١) صفحہ ۱۴۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۰]:

{اَلْبَسَكُمُ الرِّيَاشَ، وَ اَرْفَغَ لَكُمُ الْمَعَاشَ.}

تمہیں (مختلف) لباسوں سے ڈھانپا اور تمہارے رزق کا سامان فراواں کیا۔

نہایہ لغت؛ (رَفَغَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَرْفَغَ لَكُمُ الْمَعَاشَ.

(٦٢) صفحہ ۱۴۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۱]:

{حَتّٰى اِذَا اَنِسَ نَافِرُهَا، وَ اطْمَاَنَّ نَاكِرُهَا، قَمَصَتْ بِاَرْجُلِهَا، وَ قَنَصَتْ بِاَحْبُلِهَا، وَ اَقْصَدَتْ بِاَسْهُمِهَا، وَ اَعْلَقَتِ الْمَرْءَ اَوْهَاقَ الْمَنِيَّةِ.}

جب اس سے نفرت کرنے والا اس سے دل لگا لیتا ہے اور اجنبی اس سے مطمئن ہو جاتا ہے تو یہ اپنے پیروں کو اُٹھا کر زمین پر دے مارتی ہے اور اپنے جال میں پھانس لیتی ہے اور اپنے تیروں کا نشانہ بنا لیتی ہے۔

نہایہ لغت؛ (قَمَصَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: قَمَصَتْ بِاَرْجُلِهَا، وَ قَنَصَتْ بِاَحْبُلِهَا.

نہایہ لغت؛ (قَنَصَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: قَمَصَتْ بِاَرْجُلِهَا، وَ قَنَصَتْ بِاَحْبُلِهَا.

نہایہ لغت؛ (قَصَدَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ اَقْصَدَتْ بِاَسْهُمِهَا.

نہایہ لغت؛ (وَهَقَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ اَعْلَقَتِ الْمَرْءَ اَوْهَاقَ الْمَنِيَّةِ.

(۶۳) صفحہ ۱۴۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۱]:

{اَخْرَجَهُمْ مِنْ ضَرَآئِحِ الْقُبُوْرِ، وَ اَوْكَارِ الطُّيُوْرِ، وَ اَوْجِرَةِ السِّبَاعِ، وَ مَطَارِحِ الْمَهَالِكِ، سِرَاعًا اِلٰى اَمْرِهٖ، مُهْطِعِيْنَ اِلٰى مَعَادِهٖ، رَعِيْلًا صُمُوْتًا، قِيَامًا صُفُوْفًا.}

اللہ سب کو قبر کے گوشوں، پرندوں کے گھونسلوں، درندوں کے بھٹوں اور ہلاکت گاہوں سے نکالے گا، گروہ در گروہ، صامت و ساکت، ایستادہ وصف بستہ امر الٰہی کی طرف بڑھتے ہوئے اور اپنی جائے بازگشت کی جانب دوڑتے ہوئے۔

نہایہ لغت؛ (هَطَعَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: سِرَاعًا اِلٰى اَمْرِهٖ، مُهْطِعِيْنَ اِلٰى مَعَادِهٖ.

نہایہ لغت؛ (رَعَلَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: سِرَاعًا اِلٰى اَمْرِهٖ رَعِيْلًا.

(۶۴) صفحہ ۱۴۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۲]:

{عِبَادٌ مَّخْلُوْقُوْنَ اقْتِدَارًا، وَ مَرْبُوْبُوْنَ اقْتِسَارًا.}

یہ بندے اس کے اقتدار کا ثبوت دینے کیلئے وجود میں آئے ہیں اور غلبہ وتسلط کے ساتھ ان کی تربیت ہوئی ہے۔

نہایہ لغت؛ (قَسَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: مَرْبُوْبُوْنَ اقْتِسَارًا.

(۶۵) صفحہ ۱۴۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۲]:

{وَكُشِفَتْ عَنْهُمْ سُدَفُ الرِّيَبِ، وَ خُلُّوْا لِمِضْمَارِ الْجِيَادِ، وَ رَوِيَّةِ الْاِرْتِيَادِ، وَ اَنَاةِ الْمُقْتَبِسِ الْمُرْتَادِ.}

شک وشبہات کی تاریکیاں ان سے دور کر دی گئی تھیں اور اس مدتِ حیات و آماجگاہ عمل میں انہیں کھلا چھوڑ دیا گیا تھا تاکہ آخرت میں دوڑ لگانے کی تیاری اور سوچ بچار سے مقصد کی تلاش کر لیں۔

نہایہ لغت؛ (سَدَفَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَكُشِفَتْ عَنْهُمْ سُدَفُ الرِّيَبِ.

(٦٦) صفحہ ١٥٠ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ٨١، ص ٢٦٣]:

{جَعَلَ لَكُمْ اَسْمَاعًا لِّتَعِيَ مَا عَنَاهَا، وَ اَبْصَارًا لِّتَجْلُوَ عَنْ عَشَاهَا، وَ اَشْلَآءً جَامِعَةً لِّاَعْضَآئِهَا، مُلَآئِمَةً لِاَحْنَآئِهَا.}

اس نے تمہارے لئے کان بنائے تاکہ ضروری اور اہم چیزوں کو سن کر محفوظ رکھیں اور اس نے تمہیں آنکھیں دی ہیں تاکہ وہ کوری و بے بصری سے نکل کر روشن وضیاء بار ہوں اور جسم کے مختلف حصے جن میں سے ہر ایک میں بہت سے اعضاء ہیں جن کے پیچ وخم ان کی مناسبت سے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (شَلَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ اَشْلَآءً جَامِعَةً لِّاَعْضَآئِهَا.

نہایہ لغت؛ (حَنَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: مُلَآئِمَةً لِاَحْنَآئِهَا.

(٦٧) صفحہ ١٥١ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ٨١، ص ٢٦٤]:

{اَرْهَقَتْهُمُ الْمَنَايَادُوْنَ الْاٰمَالِ، وَشَذَّبَهُمْ عَنْهَاتَخَرُّمُ الْاٰجَالِ.}

ایسے لوگ جو اپنے حظ ونصیب سے لذت اندوز تھے اور کھلے بندوں آزاد پھرتے تھے، کس طرح امیدوں کے برآنے سے پہلے موت نے انہیں جالیا اور عمر کے ہاتھ نے انہیں ان امیدوں سے دور کر دیا۔

نہایہ لغت؛ (شَذَبَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: شَذَّبَهُمْ عَنَّا تَخَرُّمُ الْآجَالِ.

(٦٨) صفحہ ١٥٢ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ٨١، ص ٢٦٤]:

{فَهَلْ يَنْتَظِرُ اَهْلُ بَضَاضَةِ الشَّبَابِ اِلَّا حَوَانِيَ الْهَرَمِ؟ وَ اَهْلُ غَضَارَةِالصِّحَّةِ اِلَّا نَوَازِلَ السَّقَمِ؟ وَ اَهْلُ مُدَّةِ الْبَقَآءِ اِلَّا اٰوِنَةَ الْفَنَآءِ؟ مَعَ قُرْبِ الزِّيَالِ، وَ اُزُوْفِ الْاِنْتِقَالِ، وَ عَلَزِ الْقَلَقِ، وَ اَلَمِ الْمَضَضِ، وَ غُصَصِ الْجَرَضِ.}

کیا یہ بھرپور جوانی والے، کمر جھکا دینے والے بڑھاپے کے منتظر ہیں اور صحت کی تر

وتازگی والے ٹوٹ پڑنے والی بیماریوں کے انتظار میں ہیں اور یہ زندگی والے فنا کی گھڑیاں دیکھ رہے ہیں؟ جب چل چلاؤ کا ہنگام نزدیک اور کوچ قریب ہوگا اور (بستر مرگ پر) قلق واضطراب کی بےقراریاں اور سوز وتپش کی بے چینیاں اور لعابِ دہن کے پھندے ہوں گے۔

نہایہ لغت؛ (بَضَضَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: هَلْ يَنْتَظِرُ اَهْلُ بَضَاضَةِ الشَّبَابِ اِلَّا كَذَا.

نہایہ لغت؛ (حَنَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فَهَلْ يَنْتَظِرُ اَهْلُ بَضَاضَةِ الشَّبَابِ اِلَّا حَوَانِيَ الْهَرَمِ ؟

نہایہ لغت؛ (غَضَضَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: هَلْ يَنْتَظِرُ اَهْلُ غَضَاضَةِ الشَّبَابِ.
(یہ اختلافِ نسخہ کا نتیجہ ہے۔)

نہایہ لغت؛ (جَرَضَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: هَلْ يَنْتَظِرُ اَهْلُ بَضَاضَةِ الشَّبَابِ اِلَّا عَلَزَ الْقَلَقِ وَغَصَصَ الْجَرَضِ.

(ان دونوں جگہ محل استشہاد پر اکتفا کرتے ہوئے ربطِ کلام سمجھانے کے لیے فقرہ کے اول کو آخر کے ساتھ ملحق کر دیا گیا ہے۔ اور درمیانی اجزاء اس لغت کے ذیل میں غیر ضروری ہونے کی بنا پر ترک کیے گئے ہیں۔)

(۶۹) صفحہ ۱۵۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۴]:

{فَهَلْ دَفَعَتِ الْاَقَارِبُ، اَوْ نَفَعَتِ النَّوَاحِبُ؟}

توکیا قریبیوں نے موت کو روک لیا، یا رونے والیوں کے (رونے نے) کچھ فائدہ پہنچایا۔

نہایہ لغت؛ (نَحَبَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: فَهَلْ دَفَعَتِ الْاَقَارِبُ، اَوْ نَفَعَتِ النَّوَاحِبُ؟

(۷۰) صفحہ ۱۵۳، ۱۵۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۵]:

{وَ ظَلَفَ الزُّهْدُ شَهَوَاتِهٖ، وَ اَوْجَفَ الذِّكْرُ بِلِسَانِهٖ، وَ قَدَّمَ الْخَوْفَ لِاَمَانِهٖ، وَ تَنَكَّبَ الْمَخَالِجَ عَنْ وَّضَحِ السَّبِيْلِ.}

اور زہد و ورع نے اس کی خواہشوں کو روک دیا ہو اور ذکرِ الٰہی سے اس کی زبان ہر وقت حرکت میں ہو، خطروں کے آنے سے پہلے اس نے خوف کھایا ہو اور کٹی پھٹی راہوں سے بچتا ہوا سیدھی راہ پر ہولیا ہو۔

محشی لکھتے ہیں: لفظ اَرْجَفَ کے تحت میں وَ یُرْوٰی اَوْجَفَ بِالْوَاوِ.

نہایہ لغت؛ (ظَلَفَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: ظَلَفَ الزُّهْدُ شَهَوَاتِهٖ.

نہایہ لغت؛ (وَجَفَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ اَوْجَفَ الذِّكْرُ بِلِسَانِهٖ.

نہایہ لغت؛ (خَلَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: تَنَكَّبَ الْمَخَالِجَ عَنْ وَّضَحِ السَّبِيْلِ.

(۷۱) صفحہ ۱۵۴، ۱۵۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۶]:

{قَدْ عَبَرَ مَعْبَرَ الْعَاجِلَةِ حَمِيْدًا، وَ قَدَّمَ زَادَ الْاٰجِلَةِ سَعِيْدًا، وَ بَادَرَ مِنْ وَّجَلٍ، وَ اَكْمَشَ فِيْ مَهَلٍ.}

وہ دنیا کی عبور گاہ سے قابلِ تعریف سیرت کے ساتھ گزر گیا اور آخرت کی منزل پر سعادتوں کے ساتھ پہنچا، (وہاں کے) خطروں کے پیش نظر اس نے نیکیوں کی طرف قدم بڑھایا اور اچھائیوں کیلئے اس وقفہ حیات میں تیز گام چلا۔

نہایہ لغت؛ (كَمِشَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: بَادَرَ مِنْ وَّجَلٍ، وَ اَكْمَشَ فِيْ مَهَلٍ.

(۷۲) صفحہ ۱۵۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۷]:

{اَمْ هٰذَا الَّذِيْ اَنْشَاَهٗ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْحَامِ، وَ شُغُفِ الْاَسْتَارِ، نُطْفَةً دِهَاقًا، وَ عَلَقَةً مُّحَاقًا، وَجَنِيْنًا وَّرَاضِعًا، وَوَلِيْدًا وَّ يَافِعًا.}

یا پھر اسے دیکھو جسے (اللہ نے) ماں کے پیٹ کی اندھیاریوں اور پردے کی اندرونی تہوں میں بنایا، جو ایک (جراثیم حیات) سے چھلکتا ہوا نطفہ اور بے شکل و صورت کا منجمد خون تھا، (پھر انسانی خط و خال کے سانچے میں ڈھل کر) جنین بنا اور (پھر) طفل شیر خوار اور (پھر حدِ رضاعت سے نکل کر) طفل (نوخیز) اور (پھر)

پورا پورا جوان ہوا۔

نہایہ لغت؛(شَغَفَ):فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ:اَنْشَأَهٗ فِيْ ظُلَمِ الْاَرْحَامِ ، وَ شُغُفِ الْاَسْتَارِ.

نہایہ لغت؛ (دَهَقَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: نُطْفَةً دِهَاقًا، وَ عَلَقَةً مُّحَاقًا.

(۷۳) صفحہ ۱۵۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۷]:

{حَتّٰى اِذَا قَامَ اعْتِدَالُهٗ، وَ اسْتَوٰى مِثَالُهٗ. نَفَرَ مُسْتَكْبِرًا، وَ خَبَطَ سَادِرًا.}

مگر ہوا یہ کہ جب اس (کے اعضاء) میں توازن و اعتدال پیدا ہو گیا اور اس کا قدو قامت اپنی بلندی پر پہنچ گیا تو غرور و سرمستی میں آ کر (ہدایت سے) بھڑک اٹھا اور اندھا دھند بھٹکنے لگا۔

نہایہ لغت؛ (سَدَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: نَفَرَ مُسْتَكْبِرًا، وَ خَبَطَ سَادِرًا.

(۷۴) صفحہ ۱۵۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۷]:

{دَهِمَتْهُ فَجَعَاتُ الْمَنِيَّةِ فِيْ غُبَّرِ جِمَاحِهٖ، وَ سَنَنِ مِرَاحِهٖ.}

ابھی وہ باقی ماندہ سرکشیوں کی راہ ہی میں تھا کہ موت لانے والی بیماریاں اس پر ٹوٹ پڑیں کہ وہ بھونچکا سا ہو کر رہ گیا۔

نہایہ لغت؛ (عَنَنَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: دَهِمَتْهُ فَجَعَاتُ الْمَنِيَّةِ فِيْ عَنَنِ جِمَاحِهٖ.
(یہ نسخہ کا اختلاف ہے۔)

(۷۵) صفحہ ۱۵۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۸]:

{وَ الْمَرْءُ فِيْ سَكْرَةٍ مُّلْهِيَةٍ، وَ غَمْرَةٍ كَارِثَةٍ، وَ اَنَّةٍ مُّوْجِعَةٍ، وَ جَذْبَةٍ مُّكْرِبَةٍ وَّ سَوْقَةٍ مُّتْعِبَةٍ.}

سکرات کی مدہوشیوں اور سخت بدحواسیوں اور دردناک چیخوں اور سانس اُکھڑنے کی بے چینیوں اور نزع کی درماندہ کر دینے والی شدتوں میں پڑا ہوا تھا۔

نہایہ لغت؛ (کَرَثَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ سَكْرَةٍ مُّلْهِيَةٍ ، وَ غَمْرَةٍ كَارِثَةٍ.

(۷۶) صفحہ ۱۵۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص۲۶۹]:

{اَلْاٰنَ عِبَادَ اللهِ! وَ الْخِنَاقُ مُهْمَلٌ، وَ الرُّوْحُ مُرْسَلٌ، فِيْ فَيْنَةِ الْاِرْشَادِ، وَ رَاحَةِ الْاَجْسَادِ.}

یہ ابھی غنیمت ہے خدا کے بندو، جبکہ گردن میں پھندا نہیں پڑا ہوا ہے اور روح بھی آزاد ہے۔

محشی لکھتے ہیں: وَ يُرْوٰى فَيْنَةِ الْاِرْتِيَادِ.

نہایہ لغت؛ (فَيَنَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ فَيْنَةِ الْاِرْتِيَادِ، وَ رَاحَةِ الْاَجْسَادِ.

(۷۷) صفحہ ۱۶۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۲، ص۲۷۱]:

{عَجَبًا لِّابْنِ النَّابِغَةِ! يَزْعُمُ لِاَهْلِ الشَّامِ اَنَّ فِيَّ دُعَابَةً، وَاَنِّيْ امْرُؤٌ تِلْعَابَةٌ: اُعَافِسُ وَ اُمَارِسُ!}

نابغہ کے بیٹے پر حیرت ہے کہ وہ میرے بارے میں اہل شام سے یہ کہتا پھرتا ہے کہ مجھ میں مسخرہ پن پایا جاتا ہے اور میں کھیل و تفریح میں پڑا رہتا ہوں۔

نہایہ لغت؛ (لَعِبَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: زَعَمَ ابْنُ النَّابِغَةِ اَنِّيْ تِلْعَابَةٌ.

نہایہ لغت؛ (عَفَسَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كُنْتُ اُعَافِسُ وَ اُمَارِسُ.

(۷۸) صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۲، ص۲۷۱]:

{اِنَّهٗ لَيَقُوْلُ فَيَكْذِبُ، وَ يَعِدُ فَيُخْلِفُ، وَ يَسْئَلُ فَيُلْحِفُ، وَ يُسْئَلُ فَيَبْخَلُ، وَ يَخُوْنُ الْعَهْدَ، وَ يَقْطَعُ الْاِلَّ.}

وہ خود بات کرتا ہے تو جھوٹی اور وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے، مانگتا ہے تو لپٹ جاتا ہے اور خود اس سے مانگا جائے تو اس میں بخل کر جاتا ہے۔ وہ پیمان شکنی اور قطع رحمی کرتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (اَلَّ): مِنْہُ حَدِیْثُ عَلِیٍّ: یَخُوْنُ الْعَہْدَ، وَ یَقْطَعُ الْاِلَّ.

(۷۹) صفحہ ۱۶۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۴]:

{﴿فَاَیْنَ تَذْہَبُوْنَ﴾ وَ ﴿اَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ﴾! وَ الْاَعْلَامُ قَآئِمَۃٌ، وَ الْاٰیَاتُ وَاضِحَۃٌ، وَ الْمَنَارُ مَنْصُوْبَۃٌ. فَاَیْنَ یُتَاہُ بِکُمْ؟ بَلْ کَیْفَ تَعْمَہُوْنَ وَ بَیْنَکُمْ عِتْرَۃُ نَبِیِّکُمْ؟}

اب تم کہاں جا رہے ہو؟ اور تمہیں کدھر موڑا جا رہا ہے؟ حالانکہ ہدایت کے جھنڈے بلند، نشانات ظاہر و روشن اور حق کے مینار نصب ہیں اور تمہیں کہاں بہکایا جا رہا ہے اور کیوں ادھر ادھر بھٹک رہے ہو؟ جبکہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترتؑ تمہارے اندر موجود ہے۔

نہایہ لغت؛ (عَمِہَ): فِیْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ: فَاَیْنَ تَذْہَبُوْنَ، بَلْ کَیْفَ تَعْمَہُوْنَ؟

(۸۰) صفحہ ۱۶۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۶، ص ۲۸۲]:

{وَ لَمْ یَجْبُرْ عَظْمَ اَحَدٍ مِّنَ الْاُمَمِ اِلَّا بَعْدَ اَزْلٍ وَّ بَلَآءٍ.}

اور کسی اُمت کی ہڈی کو نہیں جوڑا جب تک اسے شدت و سختی اور ابتلا و آزمائش میں ڈال نہیں لیا۔

نہایہ لغت؛ (اَزَلَ): مِنْہُ حَدِیْثُ عَلِیٍّ: اِلَّا بَعْدَ اَزْلٍ وَّ بَلَآءٍ.

(۸۱) صفحہ ۱۷۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۷، ص ۲۸۲]:

{اَرْسَلَہٗ عَلٰی حِیْنِ فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ، وَ طُوْلِ ہَجْعَۃٍ مِّنَ الْاُمَمِ، وَ اعْتِزَامٍ مِّنَ الْفِتَنِ.}

اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت بھیجا جب کہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور ساری اُمتیں مدت سے پڑی سو رہی تھیں، فتنے سر اُٹھا رہے تھے۔

محشی لکھتے ہیں: وَ یُرْوٰی اِعْتِرَامٍ بِالرَّاءِ الْمُہْمَلَۃِ.

نہایہ لغت؛ (عَزَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: عَلٰى حِيْنِ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ، وَ اعْتِزَامٍ مِّنَ الْفِتَنِ.

(۸۲) صفحہ ۱۷۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۸، ص ۲۸۴]:

{لَمْ يَزَلْ قَآئِمًا دَآئِمًا، اِذْ لَا سَمَآءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ، وَ لَا حُجُبٌ ذَاتُ اِرْتَاجٍ، وَ لَا لَيْلٌ دَاجٍ، وَ لَا بَحْرٌ سَاجٍ.}

وہ اس وقت بھی دائم و برقرار تھا جب کہ نہ برجوں والا آسمان تھا، نہ بلند دروازوں والے حجاب تھے۔

نہایہ لغت؛ (سَجَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ لَا لَيْلٌ دَاجٍ، وَ لَا بَحْرٌ سَاجٍ.

(۸۳) صفحہ ۱۷۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۸۵]:

{اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا يَفِرُهُ الْمَنْعُ وَ الْجُمُوْدُ، وَ لَا يُكْدِيْهِ الْاِعْطَآءُ وَ الْجُوْدُ.}

تمام حمد اس اللہ کیلئے ہے کہ جو فیض وعطا کے روکنے سے مالدار نہیں ہوجاتا۔

نہایہ لغت؛ (وَفَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا يَفِرُهُ الْمَنْعُ.

نہایہ لغت؛ (وَكَدَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا يَفِرُهُ الْمَنْعُ وَ الْجُمُوْدُ، وَ لَا يَكِدُهُ الْاِعْطَآءُ.

(۸۴) صفحہ ۱۷۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۸۶]:

{وَ لَوْ وَهَبَ مَا تَنَفَّسَتْ عَنْهُ مَعَادِنُ الْجِبَالِ، وَ ضَحِكَتْ عَنْهُ اَصْدَافُ الْبِحَارِ، مِنْ فِلِزِّ اللُّجَيْنِ وَ الْعِقْيَانِ.}

اگر وہ چاندی اور سونے جیسی نفیس دھاتیں کہ جنہیں پہاڑوں کے معدن (لمبی لمبی) سانسیں بھر کر اچھال دیتے ہیں اور بکھرے ہوئے موتی اور مرجان کی کٹی ہوئی شاخیں کہ جنہیں دریاؤں کی سیپیاں کھل کھلا کر ہنستے ہوئے اُگل دیتی ہیں، بخش دے۔

نہایہ لغت؛ (فِلِزٌّ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: مِنْ فِلِزِّ اللُّجَيْنِ وَ الْعِقْيَانِ.

(۸۵) صفحہ ۱۷۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۸۹]:

{كَذَبَ الْعَادِلُوْنَ بِكَ، اِذْ شَبَّهُوْكَ بِاَصْنَامِهِمْ.}

وہ لوگ جھوٹے ہیں جو تجھے دوسروں کے برابر سمجھ کر اپنے بتوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (عَدَلَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كَذَبَ الْعَادِلُوْنَ بِكَ، اِذْ شَبَّهُوْكَ بِاَصْنَامِهِمْ.

(۸۶) صفحہ ۱۸۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۰]:

{وَ نَظَمَ بِلَا تَعْلِيْقٍ رَّهَوَاتِ فُرَجِهَا، وَ لَاحَمَ صُدُوْعَ انْفِرَاجِهَا، وَ وَشَّجَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ اَزْوَاجِهَا.}

اس نے بغیر (کسی چیز سے) وابستہ کئے اس کے شگافوں کے نشیب و فراز کو مرتب کر دیا اور اس کے دراڑوں کی کشادگیوں کو ملا دیا اور انہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑ دیا۔

نہایہ لغت؛ (وَشَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَشَّجَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ اَزْوَاجِهَا.

(۸۷) صفحہ ۱۸۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۱]:

{وَ اَمْسَكَهَا مِنْ اَنْ تَمُوْرَ فِيْ خَرْقِ الْهَوَآءِ بِاَيْدِهٖ.}

اور انہیں اپنے زور سے روک دیا کہ کہیں وہ ہوا کے پھیلاؤ میں ادھر ادھر نہ ہو جائیں۔

نہایہ لغت؛ (اَيَدَ): مِنْهُ خُطْبَةُ عَلِيٍّ وَ اَمْسَكَهَا مِنْ اَنْ تَمُوْرَ بِاَيْدِهٖ.

(۸۸) صفحہ ۱۸۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۱]:

{خَلَقَ سُبْحَانَهٗ لِاِسْكَانِ سَمٰوٰتِهٖ، وَ عِمَارَةِ الصَّفِيْحِ الْاَعْلٰى مِنْ مَّلَكُوْتِهٖ، خَلْقًا بَدِيْعًا مِّنْ مَّلٰٓئِكَتِهٖ.}

اللہ سبحانہ نے اپنے آسمانوں میں ٹھہرانے اور اپنی مملکت کے بلند طبقات کو آباد

کرنے کیلئے فرشتوں کی عجیب وغریب مخلوق پیدا کی۔

نہایہ لغت؛ (صَفَحَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ عِمَارَةِ الصَّفِيْحِ الْاَعْلٰى مِنْ مَّلَكُوْتِهٖ.

(۸۹) صفحہ ۱۸۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۲]:

{وَ لَمْ تَرْتَحِلْهُمْ عُقَبُ اللَّيَالِيْ وَ الْاَيَّامِ، وَ لَمْ تَرْمِ الشُّكُوْكُ بِنَوَازِعِهَا عَزِيْمَةَ اِيْمَانِهِمْ.}

اور نہ شکوک وشبہات نے ان کے ایمان کے استحکام پر تیر چلائے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (نَزَعَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَلَمْ تَرْمِ الشُّكُوْكُ بِنَوَازِعِهَا عَزِيْمَةَ اِيْمَانِهِمْ.

(۹۰) صفحہ ۱۸۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۳]:

{مِنْهُمْ مَنْ هُوَ فِيْ خَلْقِ الْغَمَامِ الدُّلَّحِ.}

ان میں کچھ وہ ہیں جو اللہ کے پیدا کردہ بوجھل بادلوں کی صورتوں میں ہیں۔

نہایہ لغت؛ (دَلَحَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَوَصَفَ الْمَلَائِكَةَ فَقَالَ وَمِنْهُمْ كَالسَّحَائِبِ الدُّلَّحِ.

(۹۱) صفحہ ۱۸۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۳]:

{وَ تَمَكَّنَتْ مِنْ سُوَيْدَآءِ قُلُوْبِهِمْ وَ شِيْجَةُ خِيْفَتِهٖ.}

اور ان کے دلوں کی تہ میں اس کا خوف جڑ پکڑ چکا ہے۔

نہایہ لغت؛ (وَشَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ تَمَكَّنَتْ مِنْ سُوَيْدَآءِ قُلُوْبِهِمْ وَ شِيْجَةُ خِيْفَتِهٖ.

(۹۲) صفحہ ۱۸۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۴]:

{وَ لَمْ تَغِضْ رَغَبَاتُهُمْ فَيُخَالِفُوْا عَنْ رَّجَآءِ رَبِّهِمْ، وَ لَمْ تَجِفَّ لِطُوْلِ الْمُنَاجَاةِ اَسَلَاتُ اَلْسِنَتِهِمْ.}

اور نہ ان کی طلب ورغبت میں کبھی کمی پیدا ہوئی ہے کہ وہ اپنے پالنے والے کے توقعات سے روگرداں ہوجائیں اور نہ مسلسل مناجاتوں سے ان کی زبان کی نوکیں خشک ہوتی ہیں۔

نہایہ لغت؛ (اَسَلٌ): فِيْ كَلَامِ عَلِيٍّ تَجِفُّ لِطُوْلِ الْمُنَاجَاةِ اَسَلَاتُ اَلْسِنَتِهِمْ.

(۹۳) صفحہ ۱۸۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۴]:

{لَمْ تَنْقَطِعْ اَسْبَابُ الشَّفَقَةِ مِنْهُمْ، فَيَنُوْا فِيْ جِدِّهِمْ.}

خوف کھانے کے وجوہ ختم نہیں ہوئے کہ وہ اپنی کوششوں میں سستی کریں۔

نہایہ لغت؛ (وَنا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: لَمْ تَنْقَطِعْ اَسْبَابُ الشَّفَقَةِ مِنْهُمْ، فَيَنُوْا فِيْ جِدِّهِمْ.

(۹۴) صفحہ ۱۸۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۶]:

{وَ رَدَّتْ مِنْ نَّخْوَةِ بَأْوِهٖ وَ اعْتِلَآئِهٖ، وَ شُمُوْخِ اَنْفِهٖ وَ سُمُوِّ غُلَوَآئِهٖ، وَ كَعَمَتْهُ عَلٰى كِظَّةِ جَرْيَتِهٖ، فَهَمَدَ بَعْدَ نَزَقَاتِهٖ، وَ لَبَدَ بَعْدَ زَيَفَانِ وَثَبَاتِهٖ.}

اور اس کے اٹھلانے اور سر اٹھانے کے غرور اور تکبر سے ناک اوپر چڑھانے اور بہاؤ میں تفوق و سربلندی دکھانے کا خاتمہ کر دیا اور اس کی روانی کی بے اعتدالیوں پر ایسے بند باندھے کہ وہ اچھلنے کودنے کے بعد (بالکل بے دم) ہو کر ٹھہر گیا اور جست و خیز کی سرمستیاں دکھا کر تھم گیا۔

نہایہ لغت؛ (غَلَا): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: شُمُوْخِ اَنْفِهٖ وَ سُمُوِّ غُلَوَآئِهٖ.

نہایہ لغت؛ (زَيَفَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: بَعْدَ زَيَفَانِ وَثَبَاتِهٖ.

(۹۵) صفحہ ۱۸۹، ۱۹۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۶]:

{فَلَمَّا سَكَنَ هَيْجُ الْمَآءِ مِنْ تَحْتِ اَكْنَافِهَا، وَ حَمَلَ شَوَاهِقَ الْجِبَالِ الشُّمَّخِ الْبُذَّخِ عَلٰى اَكْتَافِهَا، فَجَّرَ يَنَابِيْعَ الْعُيُوْنِ مِنْ عَرَانِيْنِ اُنُوْفِهَا، وَ فَرَّقَهَا فِيْ سُهُوْبِ بِيْدِهَا وَ اَخَادِيْدِهَا، وَ عَدَّلَ حَرَكَاتِهَا بِالرَّاسِيَاتِ مِنْ جَلَامِيْدِهَا، وَ ذَوَاتِ الشَّنَاخِيْبِ الشُّمِّ مِنْ صَيَاخِيْدِهَا، فَسَكَنَتْ مِنَ الْمَيَدَانِ لِرُسُوْبِ الْجِبَالِ

فِيْ قِطَعِ اَدِيْمِهَا. }

جب اس کے کناروں کے نیچے پانی کی طغیانی کا زور وشور سکون پذیر ہوا اور اس کے کاندھوں پر اونچے اونچے اور چوڑے چکلے پہاڑوں کا بوجھ لد گیا تو (اللہ نے) اس کی ناک کے بانسوں سے پانی کے چشمے جاری کر دیے جنہیں دور و دراز جنگلوں اور کھدے ہوئے گڑھوں میں پھیلا دیا اور پتھروں کی مضبوط چٹانوں اور بلند چوٹیوں والے پتھریلے پہاڑوں سے اس کی حرکت میں اعتدال پیدا کیا۔

نہایہ لغت؛ (بَذَخَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ حَمَلَ الْجِبَالَ الْبُذَّخَ عَلٰى اَكْتَافِهَا.

نہایہ لغت؛ (عَرِنَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: مِنْ عَرَانِيْنِ اُنُوْفِهَا.

نہایہ لغت؛ (شَنْخَبَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: ذَوَاتِ الشَّنَاخِيْبِ الصُّمِّ.

نہایہ لغت؛ (صَخَدَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: ذَوَاتِ الشَّنَاخِيْبِ الصُّمِّ صَيَاخِيْدِهَا.

نہایہ لغت؛ (مَيَدَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فَسَكَنَتْ مِنَ الْمَيَدَانِ لِرُسُوْبِ الْجِبَالِ.

(۹۶) صفحہ ۱۹۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۷]:

{حَتّٰى اِذَا تَمَخَّضَتْ لُجَّةُ الْمُزْنِ فِيْهِ، وَ الْتَمَعَ بَرْقُهٗ فِيْ كُفَفِهٖ، وَ لَمْ يَنَمْ وَمِيْضُهٗ فِيْ كَنَهْوَرِ رَبَابِهٖ، وَ مُتَرَاكِمِ سَحَابِهٖ، اَرْسَلَهٗ سَحًّا مُّتَدَارِكًا، قَدْ اَسَفَّ هَيْدَبُهٗ، تَمْرِيْهِ الْجَنُوْبُ دِرَرَ اَهَاضِيْبِهٖ، وَ دُفَعَ شَاٰبِيْبِهٖ. }

جب اس کے اندر پانی کے ذخیرے حرکت میں آ گئے اور اس کے کناروں میں بجلیاں تڑپنے لگیں اور برق کی چمک سفید ابروں کی تہوں اور گھنے بادلوں کے اندر مسلسل جاری رہی تو اللہ نے انہیں موسلا دھار برسنے کیلئے بھیج دیا۔ اس طرح کہ اس کے پانی سے بھرے ہوئے بوجھل ٹکڑے زمین پر منڈلا رہے تھے اور جنوبی ہوائیں انہیں مسل مسل کر برسنے والے مینہ کی بوندیں اور ایک دم ٹوٹ پڑنے والی

بارش کے جھالے برسا رہی تھیں۔

نہایہ لغت؛ (کَفَفَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: يَصِفُ السَّحَابَ وَ الْتَمَعَ بَرْقُهُ فِيْ كُفَفِهٖ.

نہایہ لغت؛ (كَنَهْوَرٌ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَمِيْضُهُ فِيْ كَنَهْوَرِ رَبَابِهٖ.

نہایہ لغت؛ (هَضَبَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: تَمْرِيْهِ الْجُنُوْبُ دِرَرَ اَهَاضِيْبِهٖ.

نہایہ لغت؛ (شَأَبَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: تَمْرِيْهِ الْجُنُوْبُ دِرَرَ اَهَاضِيْبِهٖ، وَدُفَعَ شَآبِيْبِهٖ.

(۹۷) صفحہ ۱۹۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۷]:

{فَلَمَّا اَلْقَتِ السَّحَابُ بَرْكَ بِوَانِيْهَا، وَ بَعَاعَ مَا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ مِنَ الْعِبْءِ الْمَحْمُوْلِ عَلَيْهَا، اَخْرَجَ بِهٖ مِنْ هَوَامِدِ الْاَرْضِ النَّبَاتَ، وَ مِنْ زُعْرِ الْجِبَالِ الْاَعْشَابَ.}

جب بادلوں نے اپنا سینہ ہاتھ پیروں سمیت زمین پر ٹیک دیا اور پانی کا سارا لدا لدایا بوجھ اس پر پھینک دیا تو اللہ نے افتادہ زمینوں سے سرسبز کھیتیاں اُگائیں اور خشک پہاڑوں پر ہرا بھرا سبزہ پھیلا دیا۔

نہایہ لغت؛ (بَرَكَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَلْقَتِ السَّحَابُ بَرْكَ بِوَانِيْهَا.

نہایہ لغت؛ (بَعَعَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اَلْقَتِ السَّحَابُ بَعَاعَ مَا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ مِنَ الْحَمْلِ.

نہایہ لغت؛ (هَمَدَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَخْرَجَ بِهٖ مِنْ هَوَامِدِ الْاَرْضِ النَّبَاتَ.

نہایہ لغت؛ (زَعَرَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: يَصِفُ الْغَيْثَ اَخْرَجَ بِهٖ مِنْ زُعْرِ الْجِبَالِ الْاَعْشَابَ.

(۹۸) صفحہ ۱۹۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۸]:

{ثُمَّ قَرَنَ بِسَعَتِهَا عَقَابِيْلَ فَاقَتِهَا، وَ بِسَلَامَتِهَا طَوَارِقَ اٰفَاتِهَا.}

پھر اس نے رزق کی فراخیوں کے ساتھ فقر و فاقہ کے خطرے اور اس کی سلامتیوں میں نت نئی آفتوں کے دغدغے اور فراخی و وسعت کی شادمانیوں کے ساتھ غم و غصہ

کے گلوگیر پھندے بھی لگا رکھے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (عقبل): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: ثُمَّ قَرَنَ بِسَعَتِهَا عَقَابِيْلَ فَاقَتِهَا.

(۹۹) صفحہ ۱۹۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۸، ۲۹۹]:

{خَلَقَ الْاٰجَالَ فَاَطَالَهَا وَ قَصَّرَهَا، وَ قَدَّمَهَا وَ اَخَّرَهَا، وَ وَصَلَ بِالْمَوْتِ اَسْبَابَهَا، وَ جَعَلَهٗ خَالِجًا لِّاَشْطَانِهَا، وَ قَاطِعًا لِّمَرَآئِرِ اَقْرَانِهَا.}

اس نے زندگی کی (مختلف) مدتیں مقرر کی ہیں، کسی کو زیادہ، کسی کو کم، کسی کو آگے اور کسی کو پیچھے کر دیا ہے اور ان مدتوں کی رسیوں کی موت سے گرہ لگا دی ہے اور وہ موت ان کو کھینچے لئے جاتی ہے اور ان کے مضبوط رشتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کئے دیتی ہے۔

نہایہ لغت؛ (خلج): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ ذِكْرِ الْحَيَاةِ اِنَّ اللهَ جَعَلَ الْمَوْتَ خَالِجًا لِّاَشْطَانِهَا.

نہایہ لغت؛ (شطن): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ ذَكَرَ الْحَيَاةِ اِنَّ اللهَ جَعَلَ الْمَوْتَ خَالِجًا لِّاَشْطَانِهَا.

نہایہ لغت؛ (مرر): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: فِيْ ذِكْرِ الْحَيَاةِ اِنَّ اللهَ جَعَلَ الْمَوْتَ قَاطِعًا لِّمَرَآئِرِ اَقْرَانِهَا.

(۱۰۰) صفحہ ۱۹۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۹]:

{وَ مَحَطِّ الْاَمْشَاجِ مِنْ مَّسَارِبِ الْاَصْلَابِ.}

صلب کی گزرگاہوں میں نطفوں کے ٹھکانوں۔

نہایہ لغت؛ (مشج): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ مَحَطِّ الْاَمْشَاجِ مِنْ مَّسَارِبِ الْاَصْلَابِ.

(۱۰۱) صفحہ ۱۹۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۹]:

{وَ مُسْتَقَرِّ ذَوَاتِ الْاَجْنِحَةِ بِذُرٰى شَنَاخِيْبِ الْجِبَالِ، وَ تَغْرِيْدِ ذَوَاتِ الْمَنْطِقِ فِيْ دَيَاجِيْرِ الْاَوْكَارِ.}

سربلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پَر و بال رکھنے والے طائروں کے نشیمنوں اور گھونسلوں

کی اندھیاریوں میں چہچہانے والے پرندوں کے نغموں کو جانتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (دَجَرَ): فِيْ كَلَامِ عَلِيٍّ تَغْرِيْدُ ذَوَاتِ الْمَنْطِقِ فِيْ دَيَاجِيْرِ الْاَوْكَارِ.

(۱۰۲) صفحہ ۲۰۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۹۱، ص ۳۱۰]:

{لَتَجِدُنَّ بَنِيْ اُمَيَّةَ لَكُمْ اَرْبَابَ سُوْٓءٍ بَعْدِيْ، كَالنَّابِ الضَّرُوْسِ: تَعْذِمُ بِفِيْهَا، وَتَخْبِطُ بِيَدِهَا.}

میرے بعد تم بنی امیہ کو اپنے لئے بدترین حکمران پاؤ گے۔ وہ تو اس بوڑھی اور سرکش اونٹنی کے مانند ہیں جو منہ سے کاٹتی ہو اور اِدھر اُدھر ہاتھ پیر مارتی ہو۔

نہایہ لغت؛ (عَذَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كَالنَّابِ الضَّرُوْسِ تَعْذِمُ بِفِيْهَا، وَتَخْبِطُ بِيَدِهَا.

(۱۰۳) صفحہ ۲۱۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۱، ص ۳۲۷]:

{لَيْسُوْا بِالْمَسَايِيْحِ، وَلَا الْمَذَايِيْعِ الْبُذُرِ.}

نہ وہ اِدھر اُدھر کچھ کا کچھ لگاتے پھرتے ہیں، نہ لوگوں کی برائیاں اچھالتے ہیں اور نہ ان کے راز فاش کرتے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (ذَيَعَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: لَيْسُوْا بِالْمَذَايِيْعِ الْبُذُرِ.

نہایہ لغت؛ (سَيَحَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: لَيْسُوْا بِالْمَسَايِيْحِ الْبُذُرِ.

(۱۰۴) صفحہ ۲۱۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۳، ص ۳۲۹]:

{قَدْ صَارَ حَرَامُهَا عِنْدَ اَقْوَامٍ بِمَنْزِلَةِ السِّدْرِ الْمَخْضُوْدِ.}

کچھ قوموں کیلئے تو حرام اس بیری کے مانند (خوشگوار اور مزے دار) ہو گیا تھا جس کی شاخیں پھلوں کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوں۔

نہایہ لغت؛ (خَضَدَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: حَرَامُهَا عِنْدَ اَقْوَامٍ بِمَنْزِلَةِ السِّدْرِ الْمَخْضُوْدِ.

(۱۰۵) صفحہ ۲۱۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۳، ص ۳۳۰]:

{فَاِنَّ النَّازِلَ بِهٰذَا الْمَنْزِلِ نَازِلٌ بِشَفَا جُرُفٍ هَارٍ.}

اس لئے کہ خواہشوں کی منزل میں اترنے والا ایسا ہے جیسے کوئی سیلاب زدہ دیوار کے کنارے پر کھڑا ہو کہ جو گرا چاہتی ہو۔

نہایہ لغت؛ (شَفَا): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: نَازِلٌ بِشَفَا جُرُفٍ هَارٍ.

(۱۰۶) صفحہ ۲۱۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۳، ص ۳۳۱]:

{فَبَادِرُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِ تَصْوِيحِ نَبْتِهِ.}

تمہیں چاہیے کہ علم کی طرف بڑھو قبل اس کے کہ اس کا (ہرا بھرا) سبزہ خشک ہو جائے۔

نہایہ لغت؛ (صوح): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: فَبَادِرُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِ تَصْوِيحِ نَبْتِهِ.

(۱۰۷) صفحہ ۲۲۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۴، ص ۳۳۲]:

{حَتّٰى اَوْرٰى قَبَسًا لِّقَابِسٍ، وَ اَنَارَ عَلَمًا لِّحَابِسٍ، فَهُوَ اَمِيْنُكَ الْمَاْمُوْنُ، وَشَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ، وَ بَعِيْثُكَ نِعْمَةً، وَ رَسُوْلُكَ بِالْحَقِّ رَحْمَةً.}

یہاں تک کہ آپؐ نے روشنی ڈھونڈھنے والے کیلئے شعلے بھڑکائے اور (راستہ کھو کر) سواری کے روکنے والے کیلئے نشانات روشن کئے۔ (اے اللہ!) وہ تیرے بھروسے کا امین اور قیامت کے دن تیرا (ٹھہرایا ہوا) گواہ ہے، وہ تیرا نبی مرسل و رسول برحق ہے جو (دنیا کیلئے) نعمت و رحمت ہے۔

نہایہ لغت؛ (قَبَس): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: اَوْرٰى قَبَسًا لِّقَابِسٍ.

نہایہ لغت؛ (وَرَا): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: حَتّٰى اَوْرٰى قَبَسًا لِّقَابِسٍ.

نہایہ لغت؛ (شَهِدَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: وَشَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ.

نہایہ لغت؛ (بَعَثَ): فِيْ حَدِيثِ عَلِيٍّ: يَصِفُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ وبَعِيْثُكَ نِعْمَةً.

(۱۰۸) صفحہ ۲۲۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۵، ص ۳۳۳]:

{تَحُوْزُكُمُ الْجُفَاةُ الطَّغَامُ، وَ اَعْرَابُ اَهْلِ الشَّامِ، وَ اَنْتُمْ

لَهَامِيمُ الْعَرَبِ، وَ يَآفِيخُ الشَّرَفِ. }

تمہیں چند کھرے قسم کے اوباشوں اور شام کے بدوؤں نے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا۔ حالانکہ تم عرب کے جواں مرد، شرف کے راس و رئیس ہو۔

نہایہ لغت؛ (لَهَمَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ اَنْتُمْ لَهَامِيمُ الْعَرَبِ.

نہایہ لغت؛ (يَاْفَخُ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ اَنْتُمْ لَهَامِيمُ الْعَرَبِ، وَ يَآفِيخُ الشَّرَفِ.

(۱۰۹) صفحہ ۲۲۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۶، ص ۳۳۵]:

{فَلَا يَبْقٰى يَوْمَئِذٍ مِّنْكُمْ اِلَّا ثُفَالَةٌ كَثُفَالَةِ الْقِدْرِ، اَوْ نُفَاضَةٌ كَنُفَاضَةِ الْعِكْمِ. }

اس دن تم میں سے کوئی نہیں بچے گا، مگر کچھ گرے پڑے لوگ، جیسے دیگ کی کھرچن یا تھیلے کے جھاڑنے سے گرے ہوئے ریزے۔

نہایہ لغت؛ (عَكَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: نُفَاضَةٌ كَنُفَاضَةِ الْعِكْمِ.

(۱۱۰) صفحہ ۲۳۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۹، ص ۳۴۵]:

{وَ اِنْ جَانِبٌ مِّنْهَا اعْذَوْذَبَ وَ احْلَوْلٰى، اَمَرَّ مِنْهَا جَانِبٌ فَاَوْبٰى. }

اگر اس کا ایک جنبہ شیریں و خوشگوار ہے تو دوسرا حصہ تلخ اور بلا انگیز۔

نہایہ لغت؛ (وَبَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اَمَرَّ مِنْهَا جَانِبٌ فَاَوْبٰى.

(۱۱۱) صفحہ ۲۳۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۹، ص ۳۴۶]:

{وَ عَيْشُهَا رَنِقٌ، وَ عَذْبُهَا اُجَاجٌ، وَ حُلْوُهَا صَبِرٌ، وَ غِذَآؤُهَا سِمَامٌ. }

اس کا سرچشمہ گدلا، اس کا خوشگوار پانی کھاری، اس کی حلاوتیں ایلوا (کے مانند تلخ) ہیں، اس کے کھانے زہر ہلاہل ہیں۔

نہایہ لغت؛ (اَجَجَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ عَذْبُهَا اُجَاجٌ.

نہایہ لغت؛ (سَمَمَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: يَذُمُّ الدُّنْيَا غِذَآؤُهَا سِمَامٌ.

(۱۱۲) صفحہ ۲۳۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۹، ص ۳۴۷]:

{وَ عَفَّرَتْهُمْ لِلْمَنَاخِرِ، وَ وَطِئَتْهُمْ بِالْمَنَاسِمِ.}

اور ناک کے بل انہیں خاک پر پچھاڑ دیا اور اپنے کھروں سے کچل ڈالا۔

نہایہ لغت؛ (نَسَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَطِئَتْهُمْ بِالْمَنَاسِمِ.

(۱۱۳) صفحہ ۲۳۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۹، ص ۳۴۷]:

{فَقَدْ رَاَيْتُمْ تَنَكُّرَهَا لِمَنْ دَانَ لَهَا، وَ اٰثَرَهَا وَ اَخْلَدَ اِلَيْهَا.}

تم نے تو دیکھا ہے کہ جو ذرا دنیا کی طرف جھکا اور اسے اختیار کیا اور اس سے لپٹا تو اس نے (اپنے تیور بدل کر ان سے کیسی) اجنبیت اختیار کر لی۔

نہایہ لغت؛ (خَلَدَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: يَذُمُّ الدُّنْيَا مَنْ دَانَ لَهَا، وَ اَخْلَدَ اِلَيْهَا.

(۱۱۴) صفحہ ۲۳۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۱، ص ۳۴۹]:

{وَ اُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا، فَاِنَّهَا مَنْزِلُ قُلْعَةٍ، وَ لَيْسَتْ بِدَارِ نُجْعَةٍ.}

میں تمہیں دنیا سے خبردار کئے دیتا ہوں کہ یہ ایسے شخص کی منزل ہے جس کیلئے قرار نہیں۔

نہایہ لغت؛ (قَلَعَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا، فَاِنَّهَا مَنْزِلُ قُلْعَةٍ.

نہایہ لغت؛ (نَجَعَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: لَيْسَتْ بِدَارِ نُجْعَةٍ.

(۱۱۵) صفحہ ۲۴۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۳، ص ۳۵۴، ۳۵۵]:

{اَللّٰهُمَّ خَرَجْنَا اِلَيْكَ حِيْنَ اعْتَكَرَتْ عَلَيْنَا حَدَابِيْرُ السِّنِيْنَ، وَ اَخْلَفَتْنَا مَخَآئِلُ الْجَوْدِ.}

بار خدایا! جب کہ قحط سالی کے لاغر اور نڈھال اونٹ ہماری طرف پلٹ پڑے ہیں اور بظاہر برسنے والی گھٹائیں آ آ کے بن برسے گزر گئیں۔

نہایہ لغت؛ (حَدْبَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: فِي الْاِسْتِسْقَاءِ اَللّٰهُمَّ خَرَجْنَا اِلَيْكَ حِيْنَ اعْتَكَرَتْ عَلَيْنَا حَدَابِيْرُ السِّنِيْنَ.

(۱۱۶) صفحہ ۲۴۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۳، ص ۳۵۶]:

{غَيْرَ خُلَّبٍ بَرْقُهَا، وَ لَا جَهَامٍ عَارِضُهَا، وَ لَا قَزَعٍ رَّبَابُهَا، وَ لَا شَفَّانٍ ذِهَابُهَا.}

اس کی بجلی دھوکہ دینے والی نہ ہو اور نہ اُفق پر چھا جانے والی گھٹا پانی سے خالی ہو اور نہ سفید ابر کے ٹکڑے بکھرے بکھرے سے ہوں اور نہ صرف ہوا کے ٹھنڈے جھونکوں والی بوندا باندی ہو کر رہ جائے۔

نہایہ لغت؛ (شَفَنَ): فِيْ حَدِيْثِ اِسْتِسْقَاءِ عَلِيٍّ لَا قَزَعٌ رَّبَابُهَا، وَ لَا شَفَّانٌ ذِهَابُهَا.

(۱۱۷) صفحہ ۲۴۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۴، ص ۳۵۸]:

{اَمَا وَاللهِ! لَيُسَلَّطَنَّ عَلَيْكُمْ غُلَامُ ثَقِيْفٍ الذَّيَّالُ الْمَيَّالُ، يَاْكُلُ خَضِرَتَكُمْ، وَ يُذِيْبُ شَحْمَتَكُمْ، اِيْهٍ اَبَا وَذَحَةَ.}

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم پر بنی ثقیف کا ایک لڑکا تسلط پالے گا وہ دراز قد ہوگا اور بل کھا کر چلے گا۔ وہ تمہارے تمام سبزہ زاروں کو چر جائے گا اور تمہاری چربی (تک) پگھلا دے گا۔ ہاں اے ابو وذحہ کچھ اور!۔

نہایہ لغت؛ (وَذَحَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَمَا وَاللهِ! لَيُسَلَّطَنَّ عَلَيْكُمْ غُلَامُ ثَقِيْفٍ اَلذَّيَّالُ الْمَيَّالُ، اِيْهٍ اَبَا وَذَحَةَ.

(۱۱۸) صفحہ ۲۵۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۹، ص ۳۶۳، ۳۶۴]:

{مُرْهُ الْعُيُوْنِ مِنَ الْبُكَآءِ، خُمُصُ الْبُطُوْنِ مِنَ الصِّيَامِ، ذُبُلُ الشِّفَاهِ مِنَ الدُّعَآءِ.}

رونے سے ان کی آنکھیں سفید، روزوں سے ان کے پیٹ لاغر، دُعاؤں سے ان کے ہونٹ خشک ہو گئے تھے۔

نہایہ لغت؛ (مَرِهَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: خُمُصُ الْبُطُوْنِ مِنَ الصِّيَامِ مُرْهُ

الْعُیُوْنِ مِنَ الْبُکَآءِ.

(۱۱۹) صفحہ ۲۶۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۲۴، ص ۳۷۷]:

{وَاللّٰهِ! لَا اَطُوْرُ بِهٖ مَا سَمَرَ سَمِیْرٌ، وَ مَا اَمَّ نَجْمٌ فِی السَّمَآءِ نَجْمًا!}

جب تک دنیا کا قصہ چلتا رہے گا اور کچھ ستارے دوسرے ستاروں کی طرف جھکتے رہیں گے۔

نہایہ لغت؛ (طَوِرَ): مِنْهُ حَدِیْثُ عَلِیٍّ: وَاللّٰهِ! لَا اَطُوْرُ بِهٖ مَا سَمَرَ سَمِیْرٌ.

نہایہ لغت؛ (سَمَرَ): فِیْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ: لَا اَطُوْرُ بِهٖ مَا سَمَرَ سَمِیْرٌ.

(۱۲۰) صفحہ ۲۶۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۲۶، ص ۳۸۱]:

{کَاَنِّیْ اَرَاهُمْ قَوْمًا کَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطَرَّقَةُ.}

میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ جن کے چہرے ان ڈھالوں کی طرح ہیں کہ جن پر چمڑے کی تہیں منڈھی ہوئی ہوں۔

نہایہ لغت؛ (جَنَنَ): مِنْهُ حَدِیْثُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وُجُوْهُهُمْ کَالْمَجَانِّ الْمُطَرَّقَةِ.

(۱۲۱) صفحہ ۲۷۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۳۲، ص ۳۹۴]:

{اِنَّكَ مَتٰی تَسِرْ اِلٰی هٰذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ، فَتَلْقَهُمْ بِشَخْصِكَ فَتُنْكَبْ، لَا تَكُنْ لِّلْمُسْلِمِیْنَ كَانِفَةٌ دُوْنَ اَقْصٰی بِلَادِهِمْ.}

تم اگر خود ان دشمنوں کی طرف بڑھے اور ان سے ٹکرائے اور کسی افتاد میں پڑ گئے تو اس صورت میں مسلمانوں کیلئے دور کے شہروں کے پہلے کوئی ٹھکانا نہ رہے گا۔

نہایہ لغت؛ (كَنَفَ): مِنْهُ حَدِیْثُ عَلِیٍّ: لَا تَكُنْ لِّلْمُسْلِمِیْنَ كَانِفَةٌ.

(۱۲۲) صفحہ ۲۷۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۳۵، ص ۳۹۸]:

{وَ اللّٰهِ! مَا اَنْكَرُوْا عَلَیَّ مُنْكَرًا، وَ لَا جَعَلُوْا بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ نِصْفًا.}

خدا کی قسم! انہوں نے مجھ پر کوئی سچا الزام نہیں لگایا اور نہ انہوں نے میرے اور

اپنے درمیان انصاف برتا۔

نہایہ لغت؛ (نَصَفَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ لَا جَعَلُوْا بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُمْ نِصْفًا.

(۱۲۳) صفحہ ۲۸۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۴۳، ص۴۱۱]:

{فَاتَّقُوا الْبِدَعَ، وَ الْزَمُوا الْمَهْيَعَ.}

بدعتی لوگوں سے بچو، روشن طریقہ پر جمے رہو۔

نہایہ لغت؛ (مَهْيَعٌ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اِتَّقُوا الْبِدَعَ، وَ الْزَمُوا الْمَهْيَعَ.

(۱۲۴) صفحہ ۳۰۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۵۵، ص۴۴۱]:

{فَكَاَنَّكُمْ بِالسَّاعَةِ تَحْدُوْكُمْ حَدْوَ الزَّاجِرِ بِشَوْلِهٖ.}

گویا تم قیامت کے دامن سے وابستہ ہو کہ وہ تمہیں دھکیل کر اس طرح لئے جا رہی ہے جس طرح للکارنے والا اپنی اونٹنیوں کو۔

نہایہ لغت؛ (شَوَلَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فَكَاَنَّكُمْ بِالسَّاعَةِ تَحْدُوْكُمْ حَدْوَ الزَّاجِرِ بِشَوْلِهٖ.

(۱۲۵) صفحہ ۳۲۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۳، ص۴۶۲]:

{فَمِنْهَا مَغْمُوْسٌ فِيْ قَالَبِ لَوْنٍ لَّا يَشُوْبُهٗ غَيْرُ لَوْنِ مَا غُمِسَ فِيْهِ.}

ان میں سے بعض ایسے ہیں جو ایک ہی رنگ کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں۔ یوں کہ جس رنگ میں انہیں ڈبویا گیا ہے اس کے علاوہ کسی اور رنگ کی ان میں آمیزش نہیں کی گئی۔

نہایہ لغت؛ (قَلَبَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ صِفَةِ الطُّيُوْرِ فَمِنْهَا مَغْمُوْسٌ فِيْ قَالَبِ لَوْنٍ لَّا يَشُوْبُهٗ غَيْرُ لَوْنِ مَا غُمِسَ فِيْهِ.

(۱۲۶) صفحہ ۳۲۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۳، ص۴۶۲]:

{وَ سَمَا بِهٖ مُطِلًّا عَلٰى رَاْسِهٖ، كَاَنَّهٗ قِلْعُ دَارِيٍّ عَنَجَهٗ نُوْتِيُّهٗ.}

اور اسے اس طرح اونچا لے جاتا ہے کہ وہ اس کے سر پر سایہ افگن ہو کر پھیل جاتی ہے۔

گویا وہ (مقام) دارین کی اس کشتی کا بادبان ہے جسے اس کا ملاح اِدھر اُدھر موڑ رہا ہو۔

نہایہ لغت؛ (دَوَرَ): مِنْهُ كَلَامُ عَلِيٍّ كَأَنَّهُ قِلْعُ دَارِيٍّ.

نہایہ لغت؛ (قَلَعَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: كَأَنَّهُ قِلْعُ دَارِيٍّ.

نہایہ لغت؛ (عَنَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كَأَنَّهُ قِلْعُ دَارِيٍّ عَنَجَهُ نُوْتِيُّهُ.

نہایہ لغت؛ (نَوَتَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: كَأَنَّهُ قِلْعُ دَارِيٍّ عَنَجَهُ نُوْتِيُّهُ.

(۱۲۷) صفحہ ۳۲۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۳، ص ۴۶۲]:

{يُفْضِىْ كَافْضَآءِ الدِّيَكَةِ، وَ يَؤُرُّ بِمُلَاقَحَةٍ اَرَّ الْفُحُوْلِ الْمُغْتَلِمَةِ لِلضِّرَابِ.}

مرغوں کی طرح جفتی کھاتا ہے اور (اپنی مادہ کو) حاملہ کرنے کیلئے جوش و ہیجان میں بھرے ہوئے نروں کی طرح جوڑ کھاتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (اَرَرَ): فِيْ خُطْبَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ يُفْضِىْ كَافْضَآءِ الدِّيَكَةِ، وَيَؤُرُّ بِمُلَاقِحِهٖ.

(۱۲۸) صفحہ ۳۲۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۳، ص ۴۶۲]:

{اَنَّهُ يُلْقِحُ بِدَمْعَةٍ تَسْفَحُهَا مَدَامِعُهُ، فَتَقِفُ فِيْ ضَفَّتَيْ جُفُوْنِهٖ.}

وہ اپنے گوشہ ہائے چشم کے بہائے ہوئے اس آنسو سے اپنی مادہ کو انڈوں پر لاتا ہے کہ جو اس کی پلکوں کے دونوں کناروں میں آ کر ٹھہر جاتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (ضَفِفَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: فَيَقِفُ ضَفَّتَيْ جُفُوْنِهٖ.

(۱۲۹) صفحہ ۳۳۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۳، ص ۴۶۵]:

{وَ سُبْحَانَ مَنْ اَدْمَجَ قَوَآئِمَ الذَّرَّةِ وَ الْهَمَجَةِ.}

اور پاک ہے وہ خدا کہ جس نے چیونٹی اور مچھر کے پیروں کو مضبوط و مستحکم کیا ہے۔

نہایہ لغت؛ (دَمَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَسُبْحَانَ مَنْ اَدْمَجَ قَوَآئِمَ الذَّرَّةِ وَ الْهَمَجَةِ.

نہایہ لغت؛ (هَمَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَسُبْحَانَ مَنْ اَدْمَجَ قَوَآئِمَ الذَّرَّةِ وَ الْهَمَجَةِ.

(۱۳۰) صفحہ ۳۳۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۳، ص ۴۶۵، ۴۶۶]:

{وَفِیْ تَعْلِیْقِ کَبَآئِسِ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ فِیْ عَسَالِیْجِهَا وَاَفْنَانِهَا.}

اور ان کی بڑی اور چھوٹی ٹہنیوں میں تر و تازہ موتیوں کے گچھوں کے لٹکنے کے (نظاروں) میں محو ہو جائے گا۔

نہایہ لغت؛ (کَبَسَ): مِنْهُ حَدِیْثُ عَلِیٍّ: کَبَآئِسُ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ.

نہایہ لغت؛ (عَسْلَجَ): مِنْهُ حَدِیْثُ عَلِیٍّ: تَعْلِیْقُ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ فِیْ عَسَالِیْجِهَا.

(۱۳۱) صفحہ ۳۳۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۶، ص ۴۷۱]:

{وَ هَاهُمْ هٰٓؤُلَآءِ قَدْ ثَارَتْ مَعَهُمْ عُبْدَانُکُمْ.}

اور عالم یہ ہے کہ تمہارے غلام بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (عَبَدَ): فِیْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ: هٰٓؤُلَآءِ قَدْ ثَارَتْ مَعَهُمْ عُبْدَانُکُمْ.

(۱۳۲) صفحہ ۳۴۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۳، ص ۴۸۱]:

{کَاَنَّکُمْ نَعَمٌ اَرَاحَ بِهَا سَآئِمٌ اِلٰی مَرْعًی وَّبِیٍّ، وَ مَشْرَبٍ دَوِیٍّ.}

گویا تم وہ اونٹ ہو جن کا چرواہا انہیں ایک ہلاک کرنے والی چراگاہ اور تباہ کرنے والے گھاٹ پر لایا ہو۔

نہایہ لغت؛ (دَوَا): فِیْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ: اِلٰی مَرْعًی وَّبِیٍّ، وَ مَشْرَبٍ دَوِیٍّ.

(۱۳۳) صفحہ ۳۵۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۵، ص ۴۹۱، ۴۹۲]:

{فَاَخَذْنَا عَلَیْهِمَا اَنْ یُّجَعْجِعَا عِنْدَ الْقُرْاٰنِ، وَ لَا یُجَاوِزَاهُ.}

چنانچہ ہم نے ان دونوں سے یہ عہد لے لیا تھا کہ وہ قرآن کے مطابق عمل کریں اور اس سے سرِ مُو تجاوز نہ کریں۔

نہایہ لغت؛ (جَعْجَعَ): فِیْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ: فَاَخَذْنَا عَلَیْهِمَا اَنْ یُّجَعْجِعَا عِنْدَ الْقُرْاٰنِ، وَ لَا یُجَاوِزَاهُ.

(۱۳۴) صفحہ ۳۵۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۶، ص ۴۹۳]:

{وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، الْمُجْتَبٰى مِنْ خَلَآئِقِهٖ، وَالْمُعْتَامُ لِشَرْحِ حَقَآئِقِهٖ، وَ الْمُخْتَصُّ بِعَقَآئِلِ كَرَامَاتِهٖ. }

اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے عبد اور رسول ہیں اور مخلوقات میں منتخب، بیان شریعت کیلئے برگزیدہ گراں بہا بزرگیوں سے مخصوص ہیں۔

نہایہ لغت؛ (عَيَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: رَسُوْلُهُ الْمُجْتَبٰى مِنْ خَلَآئِقِهٖ، وَالْمُعْتَامُ لِشَرْعِ حَقَآئِقِهٖ.

نہایہ لغت؛ (عَقَلَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَلْمُخْتَصُّ بِعَقَآئِلِ كَرَامَاتِهٖ.

(۱۳۵) صفحہ ۳۷۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۸۱، ص ۵۱۲]:

{اَيُّهَا الْيَفَنُ الْكَبِيْرُ! الَّذِىْ قَدْ لَهَزَهُ الْقَتِيْرُ. }

اے پیر کہن سال! کہ جس پر بڑھاپا چھایا ہوا ہے۔

نہایہ لغت؛ (يَفَنَ): فِيْ كَلَامِ عَلِيٍّ اَيُّهَا الْيَفَنُ الَّذِىْ قَدْ لَهَزَهُ الْقَتِيْرُ.

(۱۳۶) صفحہ ۳۹۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۸۹، ص ۵۳۹]:

{اَلَا وَهِيَ الْمُتَصَدِّيَةُ الْعَنُوْنُ وَالْجَامِحَةُ الْحَرُوْنُ، وَالْمَآئِنَةُ الْخَؤُوْنُ. }

دیکھو! یہ دنیا جھلک دکھا کر منہ موڑ لینے والی، چنڈال اور منہ زور، اڑیل اور جھوٹی، بڑی خائن ہے۔

نہایہ لغت؛ (عَنَنَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: يَذُمُّ الدُّنْيَا اَلَا وَ هِيَ الْمُتَصَدِّيَةُ الْعَنُوْنُ.

نہایہ لغت؛ (مَيَنَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ ذَمِّ الدُّنْيَا فَهِيَ الْجَامِحَةُ الْحَرُوْنُ، وَ الْمَآئِنَةُ الْخَؤُوْنُ.

(۱۳۷) صفحہ ۴۰۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۰، ص ۵۴۸]:

{لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ لِاَنْبِيَآئِهٖ حَيْثُ بَعَثَهُمْ اَنْ يَّفْتَحَ لَهُمْ

كُنُوْزَ الذِّهْبَانِ، وَ مَعَادِنَ الْعِقْيَانِ.}

اگر خداوند عالم یہ چاہتا کہ جس وقت اس نے نبیوں کو مبعوث کیا تو ان کیلئے سونے کے خزانوں اور خالص طلا کی کانوں کے منہ کھول دیتا۔

نہایہ لغت؛ (عَقَا): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: لَوْ اَرَادَ اللهُ اَنْ يَّفْتَحَ عَلَيْهِمْ مَعَادِنَ الْعِقْيَانِ.

(۱۳۸) صفحہ ۴۰۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۰، ص ۵۴۹]:

{ثُمَّ وَضَعَهٗ بِاَوْعَرِ بِقَاعِ الْاَرْضِ حَجَرًا، وَاَقَلِّ نَتَائِقِ الدُّنْيَا مَدَرًا.}

پھر یہ کہ اس نے اسے زمین کے رقبوں میں سے ایک سنگلاخ رقبہ اور دنیا میں بلندی پر واقع ہونے والی آبادیوں میں سے ایک کم مٹی والے مقام میں قرار دیا۔

نہایہ لغت؛ (نَتَقَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ صِفَةِ مَكَّةَ وَالْكَعْبَةُ اَقَلِّ نَتَائِقِ الدُّنْيَا مَدَرًا.

(۱۳۹) صفحہ ۴۰۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۰، ص ۵۴۹]:

{بَيْنَ جِبَالٍ خَشِنَةٍ، وَ رِمَالٍ دَمِثَةٍ، وَ عُيُوْنٍ وَّشِلَةٍ.}

کھرے اور کھردرے پہاڑوں، نرم رتیلے میدانوں، کم آب چشموں۔

نہایہ لغت؛ (وَشَلَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: رِمَالٌ دَمِثَةٌ، وَ عُيُوْنٌ وَّشِلَةٌ.

(۱۴۰) صفحہ ۴۰۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۰، ص ۵۵۰]:

{لَوَضَعَ مُجَاهَدَةَ اِبْلِيْسَ عَنِ الْقُلُوْبِ، وَ لَنَفٰى مُعْتَلِجَ الرَّيْبِ مِنَ النَّاسِ.}

اور دلوں سے شیطان کی دوڑ دھوپ (کا اثر) مٹا دیتی اور لوگوں سے شکوک کے خلجان دور کر دیتی۔

نہایہ لغت؛ (عَلَجَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ نَفٰى مُعْتَلِجَ الرَّيْبِ مِنَ النَّاسِ.

(۱۴۱) صفحہ ۴۱۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۰، ص ۵۵۵]:

{اِلٰى مَنَابِتِ الشِّيْحِ، وَ مَهَافِي الرِّيْحِ، وَ نَكَدِ الْمَعَاشِ.}

خار دار جھاڑیوں، ہواؤں کی بے روگ گزر گاہوں اور معیشت کی دشواریوں کی طرف دھکیل دیتے تھے۔

نہایہ لغت؛ (هَفَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اِلٰى مَنَابِتِ الشِّيْحِ، وَ مَهَافِي الرِّيْحِ.

(۱۴۲) صفحہ ۴۳۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۶، ص ۵۸۰]:

{يَعْلَمُ عَجِيْجَ الْوُحُوْشِ فِي الْفَلَوَاتِ، وَ مَعَاصِيَ الْعِبَادِ فِي الْخَلَوَاتِ، وَ اخْتِلَافَ النِّيْنَانِ فِي الْبِحَارِ الْغَامِرَاتِ.}

وہ (خداوند عالم) بیابانوں میں چوپاؤں کے نالے (سنتا ہے)، تنہائیوں میں بندوں کے گناہوں سے آگاہ ہے اور اتھاہ دریاؤں میں مچھلیوں کی آمد و شد کو جانتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (نَوَنَ): حَدِيْثُ عَلِيٍّ: يَعْلَمُ اخْتِلَافَ النِّيْنَانِ فِي الْبِحَارِ الْغَامِرَاتِ.

(۱۴۳) صفحہ ۴۵۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۰۹، ص ۶۱۰]:

{وَ اَرْسٰى اَرْضًا يَحْمِلُهَا الْاَخْضَرُ الْمُثْعَنْجَرُ، وَ الْقَمْقَامُ الْمُسَخَّرُ.}

اور زمین کو اس طرح قائم کیا کہ اسے ایک نیلگوں گہرا اور (فرمان الٰہی کے حدود میں) گھرا ہوا دریا اٹھائے ہوئے ہے۔

نہایہ لغت؛ (قَمْقَمَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: يَحْمِلُهَا الْاَخْضَرُ الْمُثْعَنْجَرُ، وَ الْقَمْقَامُ الْمُسَخَّرُ.

(۱۴۴) صفحہ ۴۷۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۱۸، ص ۶۲۶]:

{لَبِسْنَا اَهْدَامَ الْبِلٰى، وَ تَكَاۤءَدَنَا ضِيْقُ الْمَضْجَعِ.}

اور ہم نے بوسیدہ کفن پہن رکھا ہے اور قبر کی تنگی نے ہمیں عاجز کر دیا ہے۔

نہایہ لغت؛ (كَأَدَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ تَكَاۤءَدَنَا ضِيْقُ الْمَضْجَعِ.

(۱۴۵) صفحہ ۴۸۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲۵، ص ۶۳۸]:

{لِلّٰهِ بِلَاۤءُ فُلَانٍ، فَقَدْ قَوَّمَ الْاَوَدَ، وَ دَاوَى الْعَمَدَ.}

فلاں شخص کی کارکردگیوں کی جزا اللہ دے! انہوں نے ٹیڑھے پن کو سیدھا کیا،

مرض کا چارہ کیا۔

نہایہ لغت؛ (عَمِدَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: لِلّٰهِ بِلَاۤءُ فُلَانٍ، فَلَقَدْ قَوَّمَ الْاَوَدَ، وَ دَاوَى الْعَمَدَ.

(۱۴۶) صفحہ ۴۸۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲۶، ص ۶۴۳]:

{ثُمَّ تَدَا کَکْتُمْ عَلَيَّ تَدَاكَّ الْاِبِلِ الْهِيْمِ عَلٰى حِيَاضِهَا يَوْمَ وُرُوْدِهَا.}

مگر تم نے مجھ پر اس طرح ہجوم کیا جس طرح پیاسے اونٹ پانی پینے کے دن تالابوں پر ٹوٹتے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (دَکَکَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: ثُمَّ تَدَاکَکْتُمْ عَلَيَّ تَدَاکُکَ الْاِبِلِ الْهِيْمِ عَلٰى حِيَاضِهَا.

(۱۴۷) صفحہ ۴۸۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲۷، ص ۶۴۴]:

{فَيُوْشِكُ اَنْ تَغْشَاكُمْ دَوَاجِيْ ظُلَلِهٖ.}

قریب ہے کہ سحابِ مرگ کی تیرگیاں تمہیں گھیر لیں۔

نہایہ لغت؛ (دَجَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: يُوْشِكُ اَنْ تَغْشَاكُمْ دَوَاجِيْ ظُلَلِهٖ.

(۱۴۸) صفحہ ۴۹۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۳۵، ص ۶۵۱]:

{جُفَاةٌ طَغَامٌ، وَ عَبِيْدٌ اَقْزَامٌ، جُمِّعُوْا مِنْ كُلِّ اَوْبٍ.}

وہ تندخو اوباش اور کمینے بدقماش ہیں کہ جو ہر طرف سے اکھٹا کر لئے گئے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (قَزَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ ذَمِّ اَهْلِ الشَّامِ جُفَاةٌ طَغَامٌ عَبِيْدٌ اَقْزَامٌ.

(۱۴۹) جلد دوم صفحہ ۲، ۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱، ص ۶۵۷]:

{وَ كَانَ طَلْحَةُ وَ الزُّبَيْرُ اَهْوَنُ سَيْرِهِمَا فِيْهِ الْوَجِيْفُ.}

البتہ ان کے بارے میں طلحہ و زبیر کی ہلکی سے ہلکی رفتار بھی تند و تیز تھی۔

نہایہ لغت؛ (وَجَفَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اَهْوَنُ سَيْرِهِمَا فِيْهِ الْوَجِيْفُ.

(۱۵۰) صفحہ ۱۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۱، ص ۶۷۴]:

{وَ اِذَا غَشِيَكُمُ اللَّيْلُ فَاجْعَلُوا الرِّمَاحَ كِفَّةً، وَ لَا تَذُوْقُوا النَّوْمَ اِلَّا غِرَارًا اَوْ مَضْمَضَةً.}

اور جب رات تم پر چھا جائے تو نیزوں کو (اپنے گرد) گاڑ کر ایک دائرہ سا بنا لو۔ صرف اونگھ لینے اور ایک آدھ جھپکی لے لینے کے سوا نیند کا مزہ نہ چکھو۔

نہایہ لغت؛ (كَفَفَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اِذَا غَشِيَكُمُ اللَّيْلُ فَاجْعَلُوا الرِّمَاحَ كِفَّةً.

نہایہ لغت؛ (مَضْمَضَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ لَا تَذُوْقُوا النَّوْمَ اِلَّا غِرَارًا وَ مَضْمَضَةً.

(۱۵۱) صفحہ ۱۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۴، ص ۶۷۸]:

{فَلَا تَقْتُلُوْا مُدْبِرًا، وَلَا تُصِيْبُوْا مُعْوِرًا، وَ لَا تُجْهِزُوْا عَلٰى جَرِيْحٍ.}

کسی پیٹھ پھیرانے والے کو قتل نہ کرنا، کسی بے دست و پا پر ہاتھ نہ اٹھانا، کسی زخمی کی جان نہ لینا۔

نہایہ لغت؛ (عَوَرَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: لَا تُجْهِزُوْا عَلٰى جَرِيْحٍ، وَ لَا تُصِيْبُوْا مُعْوِرًا.

(۱۵۲) صفحہ ۱۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۸، ص ۶۸۷]:

{اِنَّ بَنِيْ تَمِيْمٍ لَّمْ يَغِبْ لَهُمْ نَجْمٌ اِلَّا طَلَعَ لَهُمْ اٰخَرُ، وَ اِنَّهُمْ لَمْ يُسْبَقُوْا بِوَغْمٍ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّ لَا اِسْلَامٍ.}

بنی تمیم تو وہ ہیں کہ جب بھی ان کا کوئی ستارہ ڈوبتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا ابھر آتا ہے، اور جاہلیت اور اسلام میں کوئی ان سے جنگ جوئی میں بڑھ نہ سکا۔

نہایہ لغت؛ (وَغَمَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ اِنَّ بَنِيْ تَمِيْمٍ لَّمْ يُسْبَقُوْا بِوَغْمٍ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّ لَا اِسْلَامٍ.

(۱۵۳) صفحہ ۲۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۳، ص ۶۹۲]:

{وَ مَا كُنْتُ اِلَّا كَقَارِبٍ وَّرَدَ، وَ طَالِبٍ وَّجَدَ.}

میری مثال بس اس شخص کی سی ہے جو رات بھر پانی کی تلاش میں چلے اور صبح ہوتے ہی چشمہ پر پہنچ جائے اور اس ڈھونڈنے والے کی مانند ہوں جو مقصد کو پالے۔

نہایہ لغت؛ (قَرُبَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ مَا كُنْتُ اِلَّا كَقَارِبٍ وَّرَدَ، وَ طَالِبٍ وَّجَدَ.

(۱۵۴) صفحہ ۲۳ [افکار وصیت ۲۴، ص ۶۹۳]:

{وَ اَنْ لَّا يَبِيْعَ مِنْ اَوْلَادِ نَخْلِ هٰذِهِ الْقُرٰى وَدِيَّةً حَتّٰى تُشْكِلَ اَرْضُهَا غِرَاسًا.}

اور یہ کہ وہ ان دیہاتوں کے نخلستانوں کی نئی پود کو فروخت نہ کرے، یہاں تک کہ ان دیہاتوں کی زمین کا ان نئے درختوں کے جم جانے سے عالم ہی دوسرا ہو جائے۔

شریف رضیؒ نے اس فقرہ کی شرح میں لکھا ہے:

وَ الْمُرَادُ بِهٖ: اَنَّ الْاَرْضَ يَكْثُرُ فِيْهَا غِرَاسُ النَّخْلِ حَتّٰى يَرَاهَا النَّاظِرُ عَلٰى غَيْرِ تِلْكَ الصِّفَةِ الَّتِيْ عَرَفَهَا بِهَا فَيُشْكِلُ عَلَيْهِ اَمْرُهَا.

اس مراد یہ ہے کہ جب زمین میں کھجوروں کے پیڑ کثرت سے اُگ آتے ہیں تو دیکھنے والوں نے جس صورت میں اسے دیکھا تھا، اب دوسری صورت میں دیکھنے کی وجہ سے اسے اشتباہ ہو جائے گا۔

نہایہ لغت؛ (شَكَلَ): فِيْ وَصِيَّةِ عَلِيٍّ وَ اَنْ لَّا يَبِيْعَ مِنْ اَوْلَادِ نَخْلِ هٰذِهِ الْقُرٰى وَدِيَّةً حَتّٰى يُشْكِلَ اَرْضُهَا غِرَاسًا اَيْ حَتّٰى يَكْثُرُ غِرَاسُ النَّخْلِ فِيْهَا فَيَرَاهَا النَّاظِرُ عَلٰى غَيْرِ الصِّفَةِ الَّتِيْ عَرَفَهَا بِهٖ فَيُشْكِلُ عَلَيْهِ اَمْرُهَا.

حل لغت میں الفاظ کا متحد ہونا بھی معنی خیز اور قابلِ لحاظ ہے۔

(۱۵۵) صفحہ ۲۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۵، ص ۶۹۵]:

{حَتّٰى تَقُوْمَ بَيْنَهُمْ فَتُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ، وَ لَا تُخْدِجْ بِالتَّحِيَّةِ لَهُمْ.}

یہاں تک کہ جب ان میں جا کر کھڑے ہو جاؤ تو ان پر سلام کرنا اور آداب و تسلیم

میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھنا۔

نہایہ لغت؛ (خَدَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: تُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ، وَ لَا تُخْدِجِ التَّحِيَّةَ لَهُمْ.

(۱۵۶) صفحہ ۲۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۵، ص ۶۹۷]:

{وَ لَا يَمْصُرَ لَبَنَهَا فَيَضُرَّ ذٰلِكَ بِوَلَدِهَا.}

اور نہ اس کا سارے کا سارا دودھ دوہ لیا کرے کہ بچے کیلئے ضرر رسانی کا باعث بن جائے۔

نہایہ لغت؛ (مَصَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ لَا يَمْصُرُ لَبَنَهَا، فَيَضُرَّ ذٰلِكَ بِوَلَدِهَا.

(۱۵۷) صفحہ ۲۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۵، ص ۶۹۷]:

{وَ لْيُرَفِّهْ عَلَى اللَّاغِبِ، وَ لْيَسْتَأْنِ بِالنَّقِبِ وَ الظَّالِعِ.}

اور جس کے کھر گھس گئے ہوں یا پیر لنگ کرنے لگے ہوں اسے آہستگی اور نرمی سے لے چلے۔

نہایہ لغت؛ (نَقَبَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ لْيَسْتَأْنِ بِالنَّقِبِ وَ الظَّالِعِ.

نہایہ لغت؛ (ظَلَعَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ لْيَسْتَأْنِ بِذَاتِ النَّقْبِ وَ الظَّالِعِ.

(۱۵۸) صفحہ ۲۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۵، ص ۶۹۷]:

{وَ لْيُرَوِّحْهَا فِي السَّاعَاتِ، وَلْيُمْهِلْهَا عِنْدَ النِّطَافِ وَالْاَعْشَابِ.}

اور وقتاً فوقتاً انہیں راحت پہنچاتا رہے، اور جہاں تھوڑا بہت پانی یا گھاس سبزہ ہو انہیں کچھ دیر کیلئے مہلت دے۔

نہایہ لغت؛ (نَطَفَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَلْيُمْهِلْهَا عِنْدَ النِّطَافِ وَالْاَعْشَابِ.

(۱۵۹) صفحہ ۳۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۸، ص ۷۰۲]:

{وَ زَعَمْتَ اَنَّ اَفْضَلَ النَّاسِ فِي الْاِسْلَامِ فُلَانٌ وَّ فُلَانٌ،.... هَيْهَاتَ لَقَدْ حَنَّ قِدْحٌ لَّيْسَ مِنْهَا.}

تم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اسلام میں سب سے افضل فلاں اور فلاں (ابوبکر وعمر) ہیں۔۔۔۔۔کتنا نامناسب ہے کہ جوئے کے تیروں میں نقلی تیر آواز دینے لگے۔

نہایہ لغت؛ (حَنَنَ): مِنْهُ كِتَابُ عَلِيٍّ إِلٰى مُعَاوِيَةَ وَاَمَّا قَوْلُكَ كَيْتَ وَكَيْتَ، فَقَدْ حَنَّ قِدْحٌ لَّيْسَ مِنْهَا.

(۱۶۰) صفحہ ۳۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۸، ص ۷۰۳]:

{لَمْ يَمْنَعْنَا قَدِيْمُ عِزِّنَا وَ لَا عَادِيُّ طَوْلِنَا عَلٰى قَوْمِكَ اَنْ خَلَطْنَاكُمْ بِاَنْفُسِنَا.}

ہم نے اپنی نسلاً بعد نسل چلی آنے والی عزت اور تمہارے خاندان پر قدیمی برتری کے باوجود کوئی خیال نہ کیا۔

نہایہ لغت؛ (عَدَا): مِنْهُ كِتَابُ عَلِيٍّ إِلٰى مُعَاوِيَةَ لَمْ يَمْنَعْنَا قَدِيْمُ عِزِّنَا وَ لَا عَادِيُّ طَوْلِنَا عَلٰى قَوْمِكَ اَنْ خَلَطْنَاكُمْ بِاَنْفُسِنَا.

(۱۶۱) صفحہ ۵۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳۱، ص ۷۲۹]:

{وَ اِيَّاكَ وَ مُشَاوَرَةَ النِّسَآءِ، فَاِنَّ رَاْيَهُنَّ اِلٰى اَفَنٍ، وَ عَزْمَهُنَّ اِلٰى وَهْنٍ.}

(خبردار!) عورتوں سے ہرگز مشورہ نہ لو، کیونکہ ان کی رائے کمزور اور ارادہ سست ہوتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (اَفَنٍ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اِيَّاكَ وَ مُشَاوَرَةَ النِّسَآءِ، فَاِنَّ رَاْيَهُنَّ اِلٰى اَفَنٍ.

(۱۶۲) صفحہ ۶۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۱، ص ۷۴۰]:

{فَلَمَّا رَاَيْتَ الزَّمَانَ عَلَى ابْنِ عَمِّكَ قَدْ كَلِبَ، وَ الْعَدُوَّ قَدْ حَرِبَ.}

لیکن جب تم نے دیکھا کہ زمانہ تمہارے چچازاد بھائی کے خلاف حملہ آور ہے اور دشمن بپھرا ہوا ہے۔

نہایہ لغت؛ (کَلَبَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: كَتَبَ اِلٰى اِبْنِ عَبَّاسٍ حِيْنَ اَخَذَ مَالَ الْبَصْرَةِ فَلَمَّا رَاَيْتَ الزَّمَانَ عَلَى ابْنِ عَمِّكَ قَدْ كَلِبَ، وَ الْعَدُوَّ قَدْ حَرِبَ.

(۱۶۳) صفحہ ٦٧ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۱، ص ۷۴۰]:

{قَلَبْتَ لِابْنِ عَمِّكَ ظَهْرَ الْمِجَنِّ، فَفَارَقْتَهٗ مَعَ الْمُفَارِقِيْنَ.}

تم نے بھی اپنے ابن عم سے رخ موڑ لیا، اور ساتھ چھوڑ دینے والوں کے ساتھ تم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔

نہایہ لغت؛ (جَنَنَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: كَتَبَ اِلَيَّ اِبْنُ عَبَّاسٍ قَلَبْتَ لِابْنِ عَمِّكَ ظَهْرَ الْمِجَنِّ.

(۱۶۴) صفحہ ٦٨ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۱، ص ۷۴۰]:

{وَاخْتَطَفْتَ مَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ، مِنْ اَمْوَالِهِمُ الْمَصُوْنَةِ لِاَرَامِلِهِمْ، وَ اَيْتَامِهِمُ اخْتِطَافَ الذِّئْبِ الْاَزَلِّ، دَامِيَةَ الْمِعْزَى الْكَسِيْرَةِ.}

اور جتنا بن پڑا اس مال پر جو بیواؤں اور یتیموں کیلئے محفوظ رکھا گیا تھا، یوں جھپٹ پڑے جس طرح پھرتیلا بھیڑیا زخمی اور لاچار بکری کو اُچک لیتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (زَلَلَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: كَتَبَ اِلٰى اِبْنِ عَبَّاسٍ اِخْتَطَفْتَ مَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ، مِنْ اَمْوَالِ الْاُمَّةِ اخْتِطَافَ الذِّئْبِ الْاَزَلِّ، دَامِيَةَ الْمِعْزٰى.

(۱۶۵) صفحہ ٦٩ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۱، ص ۷۴۱]:

{فَضَحِّ رُوَيْدًا، فَكَاَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ الْمَدٰى.}

ذرا سنبھلو اور سمجھو کہ تم عمر کی آخری حد تک پہنچ چکے ہو۔

نہایہ لغت؛ (ضَحَا): مِنَ الْاَوَّلِ كِتَابُ عَلِيٍّ اِلٰى اِبْنِ عَبَّاسٍ اَلَا ضَحِّ رُوَيْدًا، قَدْ بَلَغْتَ الْمَدٰى.

(۱٦٦) صفحہ ۷۱ [افکار مکتوب ۴۴، ص ۷۴۳]:

{كَتَبَ اِلَيْكَ يَسْتَزِلُّ لُبَّكَ، وَ يَسْتَفِلُّ غَرْبَكَ.}

اس (معاویہ) نے تمہاری طرف خط لکھ کر تمہاری عقل کو پھسلانا اور تمہاری دھار کو کند کرنا چاہا ہے۔

نہایہ لغت؛ (فَلَلَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: يَسْتَزِلُّ لُبَّكَ، وَ يَسْتَفِلُّ غَرْبَكَ.

(۱۶۷) صفحہ ۷۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۴، ص ۷۴۴]:

{وَ الْمُتَعَلِّقُ بِهَا كَالْوَاغِلِ الْمُدَفَّعِ، وَ النَّوْطِ الْمُذَبْذَبِ.}

تو جو شخص اس بات کا سہارا کر بیٹھے وہ ایسا ہے جیسے بزمِ مےنوشی میں بن بلائے آنے والا کہ اسے دھکے دے کر نکال باہر کیا جاتا ہے، یا زین فرس میں لٹکے ہوئے اس پیالے کے مانند کہ جو ادھر سے ادھر تھر کتا رہتا ہے۔

شریف رضیؒ اس فقرہ کے تحت میں لکھتے ہیں:

اَلْوَاغِلِ: هُوَ الَّذِيْ يَهْجُمُ عَلَى الشُّرَّبِ لِيَشْرَبَ مَعَهُمْ وَ لَيْسَ مِنْهُمْ، فَلَا يَزَالُ مُدَفَّعًا مُّحَاجَزًا. وَ النَّوْطِ الْمُذَبْذَبِ: هُوَ مَا يُنَاطُ بِرَحْلِ الرَّاكِبِ، مِنْ قَعْبٍ اَوْ قَدَحٍ اَوْ مَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ، فَهُوَ اَبَدًا يَتَقَلْقَلُ اِذَا حَثَّ ظَهْرَهٗ، وَاسْتَعْجَلَ سَيْرَهٗ.

امیر المؤمنینؑ نے جو لفظ "اَلْوَاغِلِ" فرمایا ہے تو یہ اس شخص کو کہتے ہیں جو مے خواروں کی مجلس میں بن بلائے پہنچ جائے، تا کہ ان کے ساتھ پی سکے، حالانکہ وہ ان میں سے نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے ایسا شخص ہمیشہ دھتکارا اور روکا جاتا ہے۔ اور "اَلنَّوْطِ الْمُذَبْذَبِ" لکڑی کے پیالہ یا جام یا اس سے ملتے جلتے ظرف کو کہا جاتا ہے کہ جو مسافر کے سامان سے بندھا رہتا ہے اور جب سوار سواری کو چلاتا اور تیز ہنکاتا ہے تو وہ برابر ادھر سے ادھر جنبش کھاتا رہتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (وَغَلَ): فِيْ حَدِيثِ عَلِيٍّ: اَلْمُتَعَلِّقُ بِهَا كَالْوَاغِلِ الْمُدَفَّعِ. اَلْوَاغِلُ: اَلَّذِيْ يَهْجُمُ عَلَى الشُّرَّبِ لِيَشْرَبَ مَعَهُمْ وَ لَيْسَ مِنْهُمْ، فَلَا يَزَالُ مُدَفَّعًا بَيْنَهُمْ.

نہایہ لغت؛ (نَوَط): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اَلْمُتَعَلِّقُ بِهَا كَالنَّوْطِ الْمُذَبْذَبِ اَرَادَ مَا يُنَاطُ بِرَحْلِ الرَّاكِبِ، مِنْ قَعْبٍ اَوْ غَيْرِهٖ، فَهُوَ اَبَدًا يَتَحَرَّكُ.

حل لغت میں الفاظ کا اتحاد قابلِ لحاظ ہے۔

(۱۶۸) صفحہ ۲ ۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۵، ص ۷۴۷]:

{وَ النَّفْسُ مَظَانُّهَا فِيْ غَدٍ جَدَثٌ، تَنْقَطِعُ فِيْ ظُلْمَتِهٖ اٰثَارُهَا.}

اور نفس کی منزل کل قبر قرار پانے والی ہے کہ جس کی اندھیاریوں میں اس کے نشانات مٹ جائیں گے۔

نہایہ لغت؛ (جَدَثَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: فِيْ جَدَثٍ يَنْقَطِعُ فِيْ ظُلْمَتِهٖ آثَارُهَا.

(۱۶۹) صفحہ ۲ ۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۵، ص ۷۴۶]:

{فَوَاللّٰهِ! مَا كَنَزْتُ مِنْ دُنْيَاكُمْ تِبْرًا، وَ لَا ادَّخَرْتُ مِنْ غَنَآئِمِهَا وَفْرًا.}

خدا کی قسم! میں نے تمہاری دنیا سے سونا سمیٹ کر نہیں رکھا، اور نہ اس کے مال و متاع میں سے انبار جمع کر رکھے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (وَفَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ لَا ادَّخَرْتُ مِنْ غَنَآئِمِهَا وَفْرًا.

(۱۷۰) صفحہ ۴ ۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۵، ص ۷۴۷]:

{اَوْ اَبِيْتَ مِبْطَانًا وَّ حَوْلِيْ بُطُوْنٌ غَرْثٰى، وَ اَكْبَادٌ حَرّٰى.}

کیا میں شکم سیر ہو کر پڑا رہا کروں، درآنحالانکہ میرے گرد و پیش بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر تڑپتے ہوں؟

نہایہ لغت؛ (بَطَنَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اَبِيْتَ مِبْطَانًا وَّ حَوْلِيْ بُطُوْنٌ غَرْثٰى.

نہایہ لغت؛ (غَرِثَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اَبِيْتَ مِبْطَانًا وَّ حَوْلِيْ بُطُوْنٌ غَرْثٰى.

(۱۷۱) صفحہ ۸۹ [افکار عہدنامہ ۵۳، ص ۷۶۸]:

{وَ تَغَابَ عَنْ كُلِّ مَا لَا يَضِحُ لَكَ.}

اور ہر ایسے رویہ سے جو تمہارے لئے مناسب نہیں بے خبر بن جاؤ۔

نہایہ لغت؛ (غَبَا): مِنۡهُ حَدِيۡثُ عَلِيٍّ: تَغَابَ عَنۡ كُلِّ مَا لَا يَصِحُّ لَكَ.

(۱۷۲) صفحہ ۹۲ [افکار عہد نامہ ۵۳، ص ۷۷۴]:

{وَ ارۡدُدۡ اِلَى اللهِ وَ رَسُوۡلِهٖ مَا يُضۡلِعُكَ مِنَ الۡخُطُوۡبِ، وَ يَشۡتَبِهُ عَلَيۡكَ مِنَ الۡاُمُوۡرِ.}

جب ایسی مشکلیں تمہیں پیش آئیں کہ جن کا حل نہ ہو سکے اور ایسے معاملات کہ جو مشتبہ ہو جائیں تو ان میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرو۔

نہایہ لغت؛ (ضَلَعَ): مِنۡهُ حَدِيۡثُ عَلِيٍّ: وَ ارۡدُدۡ اِلَى اللهِ وَ رَسُوۡلِهٖ مَا يُضۡلِعُكَ مِنَ الۡخُطُوۡبِ.

(۱۷۳) صفحہ ۹۲ [افکار عہد نامہ ۵۳، ص ۷۷۴]:

{مَنۡ لَّا تَضِيۡقُ بِهِ الۡاُمُوۡرُ، وَ لَا تُمَحِّكُهُ الۡخُصُوۡمُ.}

جو واقعات کی پیچیدگیوں سے ضیق میں نہ پڑ جاتا ہو، اور نہ جھگڑنے والوں کے رویہ سے غصہ میں آتا ہو۔

نہایہ لغت؛ (مَحَكَ): فِيۡ حَدِيۡثِ عَلِيٍّ: لَا تَضِيۡقُ بِهِ الۡاُمُوۡرُ، وَ لَا تُمَحِّكُهُ الۡخُصُوۡمُ.

(۱۷۴) صفحہ ۹۵ [افکار عہد نامہ ۵۳، ص ۷۷۷]:

{فَاِنۡ شَكَوۡا ثِقَلًا اَوۡ عِلَّةً، اَوِ انۡقِطَاعَ شِرۡبٍ اَوۡ بَالَّةٍ.}

اب اگر وہ خراج کی گرانباری، یا کسی آفتِ ناگہانی، یا نہری و بارانی علاقوں میں ذرائع آبپاشی کے ختم ہونے کی شکایت کریں۔

نہایہ لغت؛ (بَلَلَ): فِيۡ كَلَامِ عَلِيٍّ فَاِنۡ شَكَوۡا بِانۡقِطَاعِ شِرۡبٍ اَوۡ بَالَّةٍ.

(۱۷۵) صفحہ ۱۰۴ [افکار عہد نامہ ۵۳، ص ۷۸۰]:

{فَاِنَّ فِيۡ هٰذِهِ الطَّبَقَةِ قَانِعًا وَّ مُعۡتَرًّا.}

ان میں سے کچھ تو ہاتھ پھیلا کر مانگنے والے ہوتے ہیں اور کچھ کی صورت سوال

ہوتی ہے۔

نہایہ لغت؛ (عَرَرَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فَإِنَّ فِيهِمْ قَانِعًا وَّ مُعْتَرًّا.

(۱۷۶) صفحہ ۱۲۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۶۰، ص۷۹۸]:

{قَدْ اَوْصَيْتُهُمْ بِمَا يَجِبُ لِلّٰهِ عَلَيْهِمْ، مِنْ كَفِّ الْاَذٰى وَ صَرْفِ الشَّذٰى.}

میں نے انہیں ہدایت کردی ہے اس کی جو اللہ کی طرف سے ان پر لازم ہے کہ وہ کسی کو ستائیں نہیں اور کسی کو تکلیف نہ دیں۔

نہایہ لغت؛ (شَذَا): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَوْصَيْتُهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ، مِنْ كَفِّ الْاَذٰى وَ صَرْفِ الشَّذٰى.

(۱۷۷) صفحہ ۱۲۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۶۱، ص۷۹۹]:

{فَاِنَّ تَضْيِيْعَ الْمَرْءِ مَا وُلِّيَ وَ تَكَلُّفَهُ مَا كُفِيَ، لَعَجْزٌ حَاضِرٌ وَّ رَأْيٌ مُّتَبَّرٌ.}

آدمی کا اس کام کو نظر انداز کر دینا کہ جو اسے سپرد کیا گیا ہے اور جو کام اس کے بجائے دوسروں سے متعلق ہے اس میں خواہ مخواہ کو گھسنا ایک کھلی ہوئی کمزوری اور تباہ کن فکر ہے۔

نہایہ لغت؛ (تَبَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: عَجْزٌ حَاضِرٌ وَّ رَأْيٌ مُّتَبَّرٌ.

(۱۷۸) صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۶۵، ص۸۰۸، ۸۰۹]:

{وَ تَرَقَّيْتَ اِلٰى مَرْقَبَةٍ..... تَقْصُرُ دُوْنَهَا الْاَنُوْقُ.}

تم اپنے کو اونچا کر کے ایسی بلند بام اور گم کردہ نشان چوٹی تک لے گئے ہو کہ عقاب بھی وہاں پر نہیں مار سکتا۔

نہایہ لغت؛ (اَنَقَ): فِيْ كَلَامِ عَلِيٍّ تَرَقَّيْتَ اِلٰى مَرْقَاةٍ يَقْصُرُ دُوْنَهَا الْاَنُوْقُ.

(۱۷۹) صفحہ ۱۴۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار ہدایت ۷۷، ص۸۱۹]:

{لَا تُخَاصِمْهُمْ بِالْقُرْاٰنِ، فَاِنَّ الْقُرْاٰنَ حَمَّالٌ ذُوْ وُجُوْهٍ.}

تم ان سے قرآن کی رو سے بحث نہ کرنا، کیونکہ قرآن بہت سے معانی کا حامل ہوتا ہے اور بہت سی وجہیں رکھتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (حَمَلَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: لَا تُنَاظِرُوْهُمْ بِالْقُرْاٰنِ، فَاِنَّهُ حَمَّالٌ ذُوْ وُجُوْهٍ.

(۱۸۰) صفحہ ۱۷۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴۷، ص۸۶۸]:

{اَلنَّاسُ ثَلَاثَةٌ: فَعَالِمٌ رَّبَّانِيٌّ.}

تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں: ایک عالم ربانی۔

نہایہ لغت؛ (رَبَبَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَلنَّاسُ ثَلَاثَةٌ: عَالِمٌ رَّبَّانِيٌّ.

(۱۸۱) صفحہ ۱۷۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴۷، ص۸۶۹]:

{هَا! اِنَّ هٰهُنَا لَعِلْمًا جَمًّا (وَ اَشَارَ اِلٰى صَدْرِهٖ:) لَوْ اَصَبْتُ لَهٗ حَمَلَةً.}

(اس کے بعد حضرتؑ نے اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:) دیکھو! یہاں علم کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے، کاش! اس کے اٹھانے والے مجھے مل جاتے۔

نہایہ لغت؛ (هَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: هَا! اِنَّ هٰهُنَا عِلْمًا، وَ اَوْمَاَ بِيَدِهٖ اِلٰى صَدْرِهٖ، لَوْ اَصَبْتُ لَهٗ حَمَلَةً.

(۱۸۲) صفحہ ۲۰۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حدیث ۹، ص۹۱۰]:

{كُنَّا اِذَا احْمَرَّ الْبَاْسُ اتَّقَيْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.}

جب احمرار باس ہوتا تھا تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سپر میں جاتے تھے۔

نہایہ لغت؛ (بَاَسَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كُنَّا اِذَا اشْتَدَّ الْبَاْسُ اتَّقَيْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

نہایہ لغت؛ (حَمُرَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كُنَّا اِذَا احْمَرَّ الْبَاْسُ اتَّقَيْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

نهایه لغت؛ (وَقَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كُنَّا اِذَا احْمَرَّ الْبَاْسُ اتَّقَيْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

(۳) جمال الدین ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی افریقی مصری متوفی ۷۱۱ھ ہیں جنہوں نے اپنی عظیم الشان کتاب ''لسان العرب'' میں جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا بیس (۲۰) جلدوں میں مصر میں شائع ہوئی ہے۔ نہج البلاغہ کے مندرجہ کلمات و اجزاء کو کلامِ امیر المؤمنینؑ تسلیم کیا ہے اور ان تمام مقامات میں جن کا ذکر نہایہ ابن اثیر کے ذیل میں گزرا نہج البلاغہ کے فقرات کو پیش کر کے ان کے لغات و مفردات الفاظ کو حل کیا ہے۔

(۴) مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ ہیں جو اپنی مشہور کتاب ''قاموس'' میں نہج البلاغہ کے سب سے زیادہ مختلف فیہ بنائے جانے والے جزو ''خطبہ شقشقیہ'' کو کلامِ امیر المؤمنینؑ تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَلشِّقْشِقَةُ، بِالْكَسْرِ: شَيْءٌ كَالرِّيَةِ يُخْرِجُهُ الْبَعِيْرُ مِنْ فِيْهِ اِذَا هَاجَ. وَالْخُطْبَةُ الشِّقْشِقِيَّةُ الْعَلَوِيَّةُ، لِقُوْلِهِ لِابْنِ عَبَّاسٍ، لَمَّا قَالَ لَهُ: لَوِ اطَّرَدَتْ مَقَالَتُكَ مِنْ حَيْثُ اَفْضَيْتَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! هَيْهَاتَ، تِلْكَ شِقْشِقَةٌ هَدَرَتْ ثُمَّ قَرَّتْ.

شقشقہ بکسر شین ایک چیز ہے جو اونٹ کے منہ سے باہر آتی ہے غصہ اور ہیجان کے وقت پر اور حضرت علیؑ کا خطبہ شقشقیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب ابن عباس نے آپ سے خواہش کی ہے کہ آپ اپنے کلام کو جاری کیجئے اس مقام پر سے کہ جہاں تک پہنچا تھا تو آپ نے ابن عباس سے فرمایا اب کہاں اے ابن عباس وہ ایک شقشقہ یعنی ''جوش کا نتیجہ تھا جو بلند ہوا اور اب ختم ہو چکا''۔

(۵) شمس الدین یوسف بن قزغلی مشہور بسبط ابن جوزی متوفی ۶۵۴ھ ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ''تذکرہ خواص الآئمہ'' میں خطبہ شقشقیہ کو تمام و کمال درج کیا ہے اور قطعی طور سے کلامِ امیر المؤمنینؑ تسلیم کیا ہے۔

(۶) ملا علی قوشجی ہیں جو اپنی کتاب شرح تجرید میں بذیل شرح کلام محقق (وَاَفْصَحُهُمْ

لِسَانًا) یعنی حضرت علیؑ تمام صحابہ میں فصاحت کے اعتبار سے بڑھے ہوئے تھے، تحریر کرتے ہیں:

عَلٰی مَا یَشْهَدُ بِهٖ کِتَابُ نَهْجُ الْبَلَاغَةِ ، وَقَالَ الْبُلَغَاءُ : اِنَّ کَلَامَهٗ دُوْنَ کَلَامِ الْخَالِقِ وَفَوْقَ کَلَامِ الْمَخْلُوْقِ.

جیسا کہ شاہد ہے اس کی کتاب نہج البلاغہ اور فصحا کا مقولہ ہے کہ کلام آپ کا خالق کے کلام سے نیچے اور تمام مخلوق کے کلام سے بالاتر ہے۔

(۷) محمد بن علی بن طبا طبا معروف بہ ابن طقطقی اپنی کتاب ''تاريخ الفخري في الآداب السلطانية والدول الإسلامية'' مطبوعہ مصر صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں:

عَدَلَ نَاسٌ اِلٰی نَهْجِ الْبَلَاغَةِ مِنْ کَلَامِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَاِنَّهُ الْکِتَابُ الَّذِیْ یُتَعَلَّمُ مِنْهُ الْحِکَمُ وَالْمَوَاعِظُ، وَالْخُطَبُ وَالتَّوْحِیْدُ وَالشَّجَاعَةُ وَالزُّهْدُ وَعُلُوُّ الْهِمَّةِ، وَاَدْنٰی فَوَآئِدِهِ الْفَصَاحَةُ وَالْبَلَاغَةُ.

بہت سے لوگوں نے کتاب نہج البلاغہ کی طرف توجہ کی جو امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے کلام سے ہے۔ کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جس سے حکم اور مواعظ اور توحید اور شجاعت اور زہد اور علو ہمت ان تمام باتوں کی تعلیم حاصل ہوتی ہے اور اس کا ایک ادنیٰ جوہر ہے فصاحت و بلاغت۔

(۸) علامہ محدث ملا محمد طاہر فتنی گجراتی نے اپنی کتاب مجمع بحار الانوار میں جو لکھنؤ مطبع نولکشور میں شائع ہو چکی کو انتہائی اہتمام سے مصر میں چھپوانے کا انتظام کیا۔ وہ اپنے اس مقدمہ میں جو شروعِ کتاب میں درج کیا ہے اپنی اس حیرت و دہشت کا اظہار کرتے ہوئے جو نہج البلاغہ کے حقائق آگیں عبارات سے ان پر طاری ہوئی ہے، تحریر کرتے ہیں:

کَانَ یُخَیِّلُ لِیْ فِیْ کُلِّ مَقَامٍ اَنَّ حُرُوْبًا شُبَّتْ، وَ غَارَاتٍ شُنَّتْ، وَ اَنَّ لِلْبَلَاغَةِ دَوْلَةً وَّ لِلْفَصَاحَةِ صَوْلَةً، وَ اَنَّ لِلْاَوْهَامِ عَرَامَةً وَ

لِلرَّيْبِ دَعَارَةً، وَ اَنَّ جَحَافِلَ الْخِطَابَةِ، وَ كَتَآئِبَ الذَّرَابَةِ، فِيْ عُقُوْدِ النِّظَامِ، وَ صُفُوْفِ الْاِنْتِظَامِ، تَنَافَحَ بِالصَّفِيْحِ الْاَبْلَجِ وَ الْقَوِيْمِ الْاَمْلَجِ، وَ تَمْتَلِجُ الْمُهَجُ بِرَوَاضِعِ الْحُجَجِ، فَتَفُلَ مِنْ دَعَارَةِ الْوَسَاوِسِ وَ تُصِيْبُ مَقَاتِلَ الْخَوَانِسِ. فَمَا اَنَا اِلَّا وَ الْحَقُّ مُنْتَصِرٌ، وَالْبَاطِلُ مُنْكَسِرٌ، وَمَرَجَ الشَّكُّ فِيْ خُمُوْدٍ وَهَرَجَ الرَّيْبُ فِيْ رُكُوْدٍ. وَاَنَّ مُدَبِّرَ تِلْكَ الدَّوْلَةِ، وَ بَاسِلَ تِلْكَ الصَّوْلَةِ، هُوَ حَامِلُ لِوَآئِهَا الْغَالِبِ، اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ.

(اثنائے مطالعہ میں) مجھے ہر مقام پر معلوم ہوتا تھا کہ لڑائیاں شعلہ ور ہیں اور گیرودار شدت پر ہے اور بلاغت کی فتح ہے اور فصاحت کا حملہ ہے اور توہمات کی شکست ہے اور شکوک کی رسوائی ہے اور یہ کہ خطابت کے افواج اور طلاقت لسان کی لشکر نظام کلام کی لڑیوں اور سلسلہ کی صفوں میں چمکتی ہوئی تلواروں اور بل کھاتے ہوئے نیزوں کے ساتھ مصروف پیکار ہیں اور نتیجہ خیز دلائل کے ساتھ دلوں کی تسکین کا باعث ہو کر وسوسہ انگیزیوں کو شکست دیتی اور باطل پرستیوں کی جان لیتی ہیں۔ مجھے تو کچھ نہیں نظر آتا تھا سوائے اس کے کہ حق کی فتح ہو رہی ہے اور باطل شکست اٹھا رہا ہے اور شک و شبہ کی آگ خاموش اور توہمات کی چپقلش سکون پذیر ہو رہی ہے اور اس غلبہ واقتدار کی مدبر اور اس حملہ کی شہسوار وہ غالب وقاہر علمبردار ہستی ہے جس کا نام ہے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔

بَلْ كُنْتُ كُلَّمَا انْتَقَلْتُ مِنْ مَوْضِعٍ اِلٰى مَوْضِعٍ اَحَسُّ بِتَغَيُّرِ الْمَشَاهِدِ، وَ تَحَوُّلِ الْمَعَاهِدِ: فَتَارَةً كُنْتُ اَجِدُنِيْ فِيْ عَالَمٍ يُعَمِّرُهٗ مِنَ الْمَعَانِيْ اَرْوَاحٌ عَالِيَةٌ، فِيْ حُلَلٍ مِنَ الْعِبَارَاتِ الزَّاهِيَةِ، تَطُوْفُ عَلَى النُّفُوْسِ الزَّاكِيَةِ، وَ تَدْنُوْ مِنَ الْقُلُوْبِ الصَّافِيَةِ،

تُوْحِيْ اِلَيْهَا رَشَادُهَا، وَ تَقُوْمُ مِنْهَا مُرَادُهَا، وَ تَنْفِرُ بِهَا عَنْ مَدَاحِضِ الْمَزَالِ، اِلٰى جَوَادِ الْفَضْلِ وَ الْكَمَالِ.

بلکہ میں (اس کتاب میں) جب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا تھا تو احساس کرتا تھا کہ کس طرح مناظر میں تبدیلی ہورہی ہے اور نقشوں میں انقلاب ہے۔ کبھی تو میں اپنے کو ایک دنیا میں پاتا تھا جس میں معانی کے بلند پایہ ارواح عبارت کے خوشنما حلّوں میں آباد ہیں جو پاکیزہ نفوس کے اوپر گردش کرتے اور صاف و نورانی قلوب کے پاس جا کر ان پر ہدایت و ارشاد کی وحی اتارتے اور ان کو ان کے مقصود سے دوچار کرتے اور ان کو لغزش و خطا کی پھسلنوں سے ہٹا کر فضل و کمال کے جادوں پر لگاتے ہیں۔

وَ طَوْرًا كَانَتْ تَتَكَشَّفُ لِيَ الْجُمَلُ عَنْ وُجُوْهٍ بَاسِرَةٍ، وَ اَنْيَابٍ كَاشِرَةٍ، وَ اَرْوَاحٍ فِيْ اَشْبَاحِ النُّمُوْرِ، وَ مَخَالِبِ النُّسُوْرِ، قَدْ تَحَفَّزَتْ لِلْوَثَّابِ، ثُمَّ انْقَضَتْ لِلاِخْتِلَابِ. فَخَلَبَتِ الْقُلُوْبَ عَنْ هَوَاهَا، وَ اَخَذَتِ الْخَوَاطِرَ دُوْنَ مَرْمَاهَا، وَ اغْتَالَتْ فَاسِدَ الْاَهْوَآءِ وَ بَاطِلَ الْاٰرَآءِ.

اور کبھی میرے سامنے ایسے جملے آتے تھے جو معلوم ہوتا تھا کہ تیوریاں چڑھائے ہوئے ڈرونی صورتوں میں دانت نکالے ہوئے ہیں۔ وہ روحیں ہیں شیروں کے پیکر میں اور شکاری پرندوں کے پنجوں کے ساتھ جو آمادہ ہیں حملہ کے اوپر اور پھر ٹوٹ پڑتے ہیں شکار پر۔ وہ دلوں کو اپنی محبت سے موہ لیتے ہیں اور ضمیر پر قبضہ کر لیتے ہیں اور غلط خواہشاتِ نفسانی اور باطل عقاید کو اچانک طور سے مار ڈالتے ہیں۔

وَ اَحْيَانًا كُنْتُ اَشْهَدُ اَنَّ عَقْلًا نُوْرَانِيًّا، لَا يَشْبَهُ خَلْقًا جَسَدَانِيًّا، فَصَلَ عَنِ الْمَوْكِبِ الْاِلٰهِيِّ وَ اتَّصَلَ بِالرُّوْحِ

الْاِنْسَانِیّ، فَخَلَعَهٗ عَنْ غَاشِیَاتِ الطَّبِیْعَةِ. وَ سَمَا بِهٖ اِلَی الْمَلَكُوْتِ الْاَعْلٰی، وَ نَمَا بِهٖ اِلٰی مَشْهَدِ النُّوْرِ الْاَجْلٰی. وَ سَكَنَ بِهٖ اِلٰی عَمَارِ جَانِبِ التَّقْدِیْسِ، بَعْدَ اسْتِخْلَاصِهٖ مِنْ شَوَآئِبِ التَّلْبِیْسِ.

اور اکثر مجھے معلوم ہوتا تھا کہ ایک نورانی عقل جو جسمانی مخلوق سے کسی طرح مشابہ نہیں ہے وہ جدا ہوئی الٰہی جلوس شاہی سے اور متصل ہوئی انسانی روح کے ساتھ اور جدا کر دیا اس کو مادی حجابوں سے اور بلند کر دیا اس کو عالمِ بالا کے ملکوت کی طرف اور پہنچا دیا اس کو دنیائے نور میں اور ساکن کر دیا اس کو جوارِ اقدس کا، بعد اس کے خالص کر دیا اس کو شکوک کی آمیزش سے۔

وَ آنَاتٍ كَاَنِّیْ اَسْمَعُ خَطِیْبَ الْحِكْمَةِ یُنَادِیْ بِاَعْلِیَآءِ الْكَلِمَةِ، وَ اَوْلِیَآءِ اَمْرِ الْاُمَّةِ، یُعَرِّفُهُمْ مَوَاقِعَ الصَّوَابِ، وَ یُبَصِّرُهُمْ مَوَاضِعَ الْاِرْتِیَابِ، وَ یُحَذِّرُهُمْ مَزَالِقَ الْاِضْطِرَابِ، وَ یُرْشِدُهُمْ اِلٰی دَقَآئِقِ السِّیَاسَةِ، وَ یَهْدِیْهِمْ طُرُقَ الْكِیَاسَةِ، وَ یَرْتَفِعُ بِهِمْ اِلٰی مَنَصَّاتِ الرِّئَاسَةِ وَ یُصْعِدُهُمْ شَرَفَ التَّدْبِیْرِ، وَ یُشْرِفُ بِهِمْ عَلٰی حُسْنِ الْمَصِیْرِ.

اور بعض اوقات میں سنتا تھا حکمت و دانش کے خطیب کو کہ وہ آواز دیتا ہے مسموع الکلمۃ مقتدر اشخاص اور امتِ اسلامیہ کے حکام اور ذمہ داران کو اور انہیں بتلاتا ہے صحیح راستے اور پتہ دیتا ہے خطرناک مقامات کا اور خوف دلاتا ہے تزلزل ولغزش کی جگہوں سے اور رہنمائی کرتا ہے سیاست کے رموز اور دانش کے راستوں کی طرف اور بلند کرتا ہے ریاست کے تخت اور اصابتِ رائے اور حسنِ تدبر کی شرف و منزلت کے اوپر اور انہیں انجام بخیر ہونے کا طریقہ بتلاتا ہے۔

بیشک اس عبارت میں علامہ محمد عبدہ نے جس طرح نہج البلاغہ کے کلامِ امیر المؤمنینؑ ہونے کی

تصدیق کی ہے اسی طرح اس کے مضامین کی حقیقت اور اس کے مندرجات کی سچائی کا بھی اعتراف کیا ہے اور وہ لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے مضامین حق کی فتح اور باطل کی شکست اور شکوک و اوہام کی فنا اور توہمات و وسواس کی بیخ کنی کا سبب ہیں اور وہ شروع سے آخر تک انسانی روح کے لیے روحانیت و انسانیت، قدس و طہارت، جلال و کمال کے تعلیمات کے حامل اور انسانی زندگی کے لئے بہترین ہدایت کا مخزن ہیں۔

ممکن ہے ہندستانی مسلمانوں کا وہ طبقہ جو صرف مذہبی مباحثات ہی سے دلچسپی رکھتا ہے علامہ شیخ محمد عبدہ کی بلند شخصیت اور ان کی ذمہ دارانہ حیثیت سے واقف نہ ہو لیکن وہ اہلِ علم جو دوسرے ممالکِ اسلامیہ کے ساتھ بھی کچھ نہ کچھ اتصال اور دورِ حاضر کے علماء اسلام کے علمی کارناموں سے واقفیت رکھتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ علامہ محمد عبدہ اس دورِ آخر کے ان جلیل القدر علماء میں سے تھے جو شرقِ عربی میں "امام" و "مصلح" مانے گئے ہیں اور جمہورِ اسلام کے سب سے بڑے مرکزِ علمی مصر میں ان کی مسلم الثبوت شخصیت کے نام پر علمی طبقہ کی گردنیں خم ہیں۔

انہیں نہج البلاغہ کے ساتھ وہ غیر معمولی عقیدت تھی کہ وہ اسے قرآن مجید کے بعد ہر کتاب کے مقابلہ پر ترجیح کا مستحق سمجھتے تھے۔

ان کا اعتقاد تھا کہ جامعہ اسلامیہ میں اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہونا اسلام کی ایک صحیح خدمت ہے اور عربی طلاب کے لئے بجائے اس کے کہ وہ متداولہ ادبی کتابیں پڑھیں اس کتاب کو اپنا قبلہ مقصد بنانا ان کی ذہنی ترقیوں کے لئے انتہائی مفید ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ اس کی عبارت ادبی حیثیت سے بہت بلند ہے بلکہ اس لئے بھی کہ وہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا کلام ہے۔ اور معانی اور مقاصد کے اعتبار سے بھی توجہ و التفات کا مستحق ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

لَيْسَ فِيْ اَهْلِ هٰذِهِ اللُّغَةِ اِلَّا قَآئِلٌ بِاَنَّ كَلَامَ الْاِمَامِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ هُوَ اَشْرَفُ الْكَلَامِ وَ اَبْلَغُهٗ بَعْدَ كَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ كَلَامِ نَبِيِّهٖ وَ اَغْزَرُهٗ مَادَّةً وَ اَرْفَعُهٗ اُسْلُوْبًا وَ اَجْمَعُهٗ لِجَلَآئِلِ الْمَعَانِيْ، فَاَجْدَرُ بِالطَّالِبِيْنَ لِنَفَآئِسِ اللُّغَةِ وَ الطَّامِعِيْنَ فِي التَّدَرُّجِ

لِمَرَاقِيّهَا اَنْ يَّجْعَلُوْا هٰذَا الْكِتَابَ اَهَمَّ مَحْفُوْظِهِمْ وَ اَفْضَلَ مَأْثُوْرِهِمْ مَعَ تَفَهُّمِ مَعَانِيْهِ فِي الْاَغْرَاضِ الَّتِيْ جَآءَتْ لِاَجْلِهَا وَ تَاَمُّلِ اَلْفَاظِهٖ فِي الْمَعَانِي الَّتِيْ صِيْغَتْ لِلدَّلَالَةِ عَلَيْهَا. لِيَصِيْبُوْا بِذٰلِكَ اَفْضَلُ غَايَةٍ وَ يَنْتَهُوْا اِلٰى خَيْرِ نِهَايَةٍ.

عرب اہلِ زبان میں ہر شخص اس بات کا قائل ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہالسّلام کا کلام خدا اور رسولؐ کے کلام کے بعد ہر کلام سے شرف و بلاغت میں زیادہ اور معنی خیز اور انداز بیان میں بلند تر اور بزرگ ترین معانی کے لحاظ سے زیادہ جامع ہے۔لہذا عربی علمِ ادب کے نفیس ذخیروں کے طلبگاران اور اس کے بلند مرتبوں میں تدریجی ترقی کے آرزومندوں کے لئے بہترین ذریعہ ہے، یہ کہ وہ اس کتاب کو اپنے محفوظات اور منقولات میں اہم اور بہترین درجہ عطا کریں۔اس کے ساتھ اس کے معانی کے سمجھنے کی کوشش بھی کریں،ان مقاصد کے لحاظ سے جن کے لئے وہ معانی لائے گئے ہیں اور الفاظ میں غور کریں ان معانی کے لحاظ سے جن کے ادا کرنے کے لئے وہ الفاظ ڈھالے گئے ہیں تا کہ اس کے ذریعے سے اس کا بہترین مقصد حاصل ہو۔

ناحق کوشی اور انصاف فراموشی ہو گی اگر اس بات کا اعتراف نہ کیا جائے کہ عالمِ اسلام کو جمہوری حیثیت سے نہج البلاغہ کے ساتھ روشناس کرنے کا سہرا صرف علامہ شیخ محمد عبدہ کے سر ہے جو ان کی ممتاز غیر متعصّبانہ ذہنیت،فراخ حوصلگی اور بلند نظری کا نتیجہ تھا ورنہ سوادِ اعظم کا تو یہ عالم رہا ہے کہ خاص اہل سنت کی کتابیں جو فضائلِ اہل بیتؑ سے متعلق ہیں جیسے تذکرہ خواص الآئمہ سبط ابن جوزی،مطالب السئول کمال الدین ابن طلحہ شافعی،کفایۃ المطالب حافظ گنجی شافعی،فصول مہمہ ابن صباغ مالکی،مناقب اخطب خوارزم وغیرہ وغیرہ۔انہیں چاہے شیعوں نے ایران میں شائع کر دیا ہو لیکن جمہورِ مسلمین کے مطابع نے ان کے طبع و اشاعت کو پسند نہیں کیا پھر چہ جائیکہ حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ کا کلام جو ایک شیعہ عالم کا جمع کردہ ہے لیکن وہ علامہ محمد عبدہ کی بلند نظری اور حقیقت شناسی تھی جس نے ان چیزوں کی پرواہ نہیں کی اور یہ ان کی بلند شخصیت تھی اور نیز خلوصِ

نیت جس نے انہیں کامیابی عطا کی اور شرقِ عربی کے بلند علمی طبقہ کو عموماً اس کتاب کے سامنے سر نگوں کر دیا اور اس وقت مصر و بیروت ایسے اسلامی مرکزوں میں اس کتاب کو وہی اہمیت حاصل ہے جو اسے حقیقتاً ہونا چاہیے۔

ہندوستان کے مسلمان خصوصاً وہ طبقہ جو باہمی مناقشات سے دلچسپی رکھتا ہے جس کی مثال گولر کے کیڑوں کی ہے اور جو ایک انتہائی تنگ نظری کی محدود فضا میں مقید ہے۔ وہ نہج البلاغہ کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ وہ ایک شیعی کتاب ہے اور اس لئے صرف اتنا فائدہ اٹھاتے ہیں کہ بخیالِ خود بعض عبارتیں جو اپنے مفید مطلب پائیں انہیں شیعوں کے مقابلہ میں بطورِ استدلال پیش کریں اور بس۔ اس کے علاوہ وہ اس کے حقیقی فیوض و برکات سے بالکل محروم ہیں۔ لیکن دنیائے اسلام کی آزاد خیال جمہوریت اس وقت نہج البلاغہ سے بہترین فیوض حاصل کر رہی ہے اور وہ اس کو اپنا بہترین دلیلِ راہ اور چراغِ منزل سمجھتی ہے یقیناً اس کا سنگِ بنیاد علامہ شیخ محمد عبدہ کا رکھا ہوا ہے۔

انہوں نے نہ صرف یہ کہ کتاب پر حواشی لکھ دیے اور اسے طبع کرا دیا بلکہ وہ اپنی گفتگوؤں میں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ اظہارِ خیالات میں بھی برابر اس کتاب کی تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مجلہ ”الہلال“ مصر نے اپنی جلد ۳۵ کے جزو اول بابتہ نومبر ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۸۷ پر چار (۴) سوالات، علمی طبقہ کی توجہ کے لئے شائع کیے تھے، جن میں پہلا سوال یہ تھا کہ:

مَا هُوَ الْكِتَابُ اَوِ الْكُتُبُ الَّتِيْ طَالَعْتُمُوْهَا فِيْ شَبَابِكُمْ، فَاَفَادَتْكُمْ وَ كَانَ لَهَا اَثَرٌ فِيْ حَيَاتِكُمْ؟

وہ کون سی کتاب یا کتابیں ہیں جن کا آپ نے اپنے شباب میں مطالعہ کیا تو انہوں نے آپ کو فائدہ پہنچایا اور ان کا آپ کی زندگی پر اثر پڑا؟

اس سوال کا جواب جو استاذ شیخ مصطفی عبد الرزاق نے دیا اور شمارہ دوم بابتہ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۵۰ پر شائع ہوا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں:

طَالَعْتُ بِاِرْشَادِ الْاُسْتَاذِ الْمَرْحُوْمِ الشَّيْخِ مُحَمَّدٍ عَبْدُهٗ دِيْوَانَ الْحِمَاسَةِ وَ نَهْجَ الْبَلَاغَةِ.

میں نے استاد مرحوم شیخ محمد عبدہ کی ہدایت سے دیوان حماسہ اور نہج البلاغہ کا مطالعہ کیا۔

عبدالمسیح انطاکی نے بھی جن کی عبارت اس کے بعد آئے گی اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ علامہ محمد عبدہ نے مجھ سے فرمایا: "اگر تم چاہتے ہو کہ انشاء پردازی کا درجہ حاصل کرو تو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کو اپنا استاد بناؤ اور ان کے کلمات کو اپنے لئے چراغِ ہدایت قرار دو"۔

موصوف کا یہ عقیدہ نہج البلاغہ کے متعلق کہ وہ تمام وکمال امیر المؤمنینؑ کا کلام ہے، اتنا واضح ہے کہ ان کے تمام شاگرد جو اس وقت مصر کے بلند پایہ اساتذہ ہیں اس حقیقت سے واقف ہیں اور خود ان کا مذکورۂ سابق مقدمہ نیز ان کے اکثر حواشی اس حقیقت کے بالکل واضح طور پر آئینہ بردار ہیں۔ چنانچہ استاد محمد محی الدین عبدالحمید مدرس کلیۃ لغۃ عربیۃ جامع از ہر جن کے خود خیالات ان کی عبارت میں اس کے بعد پیش ہوں گے، کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

عَسَیْتُ اَنْ تَسْئَلَ عَنْ رَاْیِ الْاُسْتَاذِ الْاِمَامِ الشَّیْخِ مُحَمَّدٍ عَبْدُہٗ فِیْ ذٰلِکَ ، وَھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ الْکِتَابَ مِنْ مَرْقَدِہٖ ، وَلَمْ یَکُنْ اَحَدٌ اَوْسَعَ مِنْہُ اِطِّلَاعًا ، وَلَا اَدَقَّ تَفْکِیْرًا، وَالْجَوَابُ عَلٰی ھٰذَا التَّسَاؤُلِ اَنَّا نَعْتَقِدُ اَنَّہٗ رَحِمَہُ اللّٰہُ کَانَ مُقْتَنِعًا بِاَنَّ الْکِتَابَ کُلَّہٗ لِلْاِمَامِ عَلِیٍّ رَحِمَہُ اللّٰہُ .

ممکن ہے تم اس مسئلہ میں استاد امام شیخ محمد عبدہ کی رائے دریافت کرو جنہوں نے اس کتاب کو خواب گم نامی سے بیدار کیا اور وسعتِ اطلاع اور باریک نگاہی میں کوئی شخص ان سے زیادہ موجود نہیں تھا۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو تمام وکمال امیر المؤمنینؑ کا کلام سمجھتے تھے۔

وَاِنْ لَمْ یُصَرِّحْ بِذٰلِکَ ، وَالدَّلِیْلُ عَلٰی ھٰذِہِ الْعَقِیْدَۃُ اَنَّہٗ یَقُوْلُ فِیْ مُقَدَّمَتِہٖ یَصِفُ الْکِتَابَ وَ اِنَّ مُدَبِّرَ تِلْکَ الدَّوْلَۃِ،وَ بَاسِلَ تِلْکَ الصَّوْلَۃِ، ھُوَ حَامِلُ لِوَآئِھَا الْغَالِبِ، اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٌّ

بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ.

اگر چہ انھوں نے اس کی تصریح نہ کی ہو اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنے مقدمہ میں کتاب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اس ادبی سلطنت کی (فرمانروا) اور اس حملہ کی شہسوار وہ غالب و قاہر علم بردار ہستی ہے جس کا نام ہے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔

بَلْ هُوَ يُتَجَاوَزُ هٰذَا الْمِقْدَارُ اِلَى الْاِعْتِرَافِ بِاَنَّ جَمِيْعَ الْاَلْفَاظِ صَادِرَةٌ عَنِ الْاِمَامِ عَلِيٍّ، حَتّٰى اِنَّهٗ لِيَجْعَلُ مَا فِى الْكِتَابِ حُجَّةً عَلٰى مَعَاجِمِ اللُّغَةِ ، اَسْمَعُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ (ج ۲ ص ۱۹۷۔ مِنْ هٰذِهِ الْمَطْبُوْعَةِ): اَلْمَوَاسَاةُ بِالشَّيْءِ: اَلْاَشْرَاكُ فِيْهِ....قَالُوْا: وَالْفَصِيْحُ فِى الْفِعْلِ آسَيْتُهٗ، وَلٰكِنْ نُطْقُ الْاِمَامِ حُجَّةٌ ، وَاَعَادَ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ بِنَفْسِهَا (ج ۳ ص ۷۲ الحاشية ۴ مِنْ هٰذِهِ الْمَطْبُوْعَةِ).

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ وہ خصوصیاتِ الفاظ کو بھی حضرت علی علیہ السلام کی زبان سے نکلا ہوا سمجھتے ہیں یہاں تک کہ وہ کتاب کے مندرجہ الفاظ کو لغت کی عام کتابوں کے مقابلہ میں سند قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو؛ جلد ۲ صفحہ ۱۹۷ اس ایڈیشن کا۔ وہ فرماتے ہیں "مواساۃ" کسی چیز میں دوسرے کو شریک کرنا۔ اہلِ لغت کہتے ہیں کہ اس کے فعل میں فصیح آسیتہ کی لفظ ہے (ہمزہ کے ساتھ) مگر امام کا تلفظ حجت ہے۔ اس طرح کا استناد انہوں نے (جلد ۳ صفحہ ۷۲ حاشیہ نمبر ۴) میں بھی کیا ہے۔

(۱۰) ملک عرب کے مشہور مصنف، خطیب، انشاء پرداز عالم شیخ مصطفی غلائینی استاذ التفسیر و الفقۃ و الاداب العربیۃ فی الکلیۃ الاسلامیۃ بیروت اپنی کتاب "اریج الزہر" میں زیرِ عنوان نہج البلاغہ واسالیب الکلام العربی ایک مبسوط مقالہ کے تحت میں تحریر کرتے ہیں:

مِنْ اَحْسَنِ مَا يَنْبَغِىْ مُطَالَعَتُهٗ لِمَنْ يَّتَطَلَّبُ الْاُسْلُوْبَ الْعَالِيَ

كِتَابُ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ لِلْاِمَامِ عَلِيٍّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَ هُوَ الْكِتَابُ الَّذِيْ اُنْشِئَتْ هٰذَا الْمَقَالَ لِاَجْلِهٖ. فَاِنَّ فِيْهِ مِنْ بَلِيْغِ الْكَلَامِ وَ الْاَسَالِيْبِ الْمُدْهِشَةِ وَ الْمَعَانِي الرَّآئِقَةِ وَ مَنَاحِي الْمَوْضُوْعَاتِ الْجَلِيْلَةِ مَا يَجْعَلُ مُطَالِعَهٗ اِذْ اَزَاوَلَهٗ مُزَاوَلَةً صَحِيْحَةً. بَلِيْغًا فِيْ كِتَابَتِهٖ وَ خِطَابَتِهٖ وَ مَعَانِيْهِ.

بہترین چیز جس کا مطالعہ لازم ہے اس شخص کو جو زبانِ عربی کے بلند معیارِ تحریر کو حاصل کرنا چاہے، کتاب نہج البلاغہ ہے حضرت امام علی رضی اللہ عنہ کی اور یہ کتاب وہ ہے جس کے لئے خاص طور سے میں نے اس مضمون کی بنیاد ڈالی ہے کیوں کہ اس کتاب میں بلیغ کلام اور حیرت انگیز طرزِ تحریر اور جاذبِ نظر معانی اور مختلف عظیم الشان موضوعات و مقاصد کے خصوصیات ایسے ہیں جو مطالعہ کرنے والے کو اگر صحیح ذوق رکھتا ہو اور پورے طور سے اس کی مزاولت رکھے تو فصیح و بلیغ انشاء پرداز اور مقرر بنا سکتے ہیں۔

كَانَ هٰذَا الْكِتَابُ دُرَّةً فِيْ صَدَفِ بَعْضَ الْمَكْتُبَاتِ حَتّٰى اُتِيْحَ لِشَيْخِنَا الْمَرْحُوْمِ الْاُسْتَاذِ الْاِمَامِ الشَّيْخِ مُحَمَّدٍ عَبْدُهٗ مُفْتِي الدِّيَارِ الْمِصْرِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ وَ يُبْرِزَهٗ اِلَى عَالِمِ الْمَطْبُوْعَاتِ لِيَكُوْنَ اَسْتَاذًا لِلْمُنْشِئِيْنَ وَ رَائِدَ الْبُلَغَآءِ وَ قَدْ عَلَقَ عَلَيْهِ شَرْحًا جَزِيْلَ الْفَائِدَةِ كَبِيْرَ الْمَغْزٰى وَ قَدْ طُبِعَ الْكِتَابُ بِضْعَ مَرَّاتٍ مَشْرُوْحًا بِقَلَمِ الْاُسْتَاذِ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ۔فَاسْتَفَادُ مِنْهُ اَقْوَامٌ كَثِيْرُوْنَ مِنْهُمْ كَاتِبٌ هٰذِهِ السُّطُوْرُ فَاِلٰى اِقْتِنَآءِ هٰذَا الْاَثَرِ الْعَظِيْمِ يَا طُلَّابَ الْاَسْلُوْبِ

الْعَالِیْ وَ رُوَّادَ الْکَلَامِ الْبَلِیْغِ فَاِنَّ فِیْهِ مَا تَرْغَبُوْنَ.

یہ کتاب بعض کتاب خانوں میں مثلِ صدف کے اندر پوشیدہ موتی کے مضمر اور پنہاں تھی یہاں تک کہ ہمارے استاد مرحوم امام الشیخ محمد عبدہ مفتی دیارِ مصریہ کو توفیق شامل حال ہوئی اور انہوں نے اس کتاب پر مطلع ہو کر اس کو عالمِ مطبوعات میں نمایاں کیا تا کہ یہ اربابِ انشاء اور فصحاء و بلغاء کی استاد قرار پائے اور انہوں نے اس کتاب پر ایک پر فائدہ شرح بھی بطور فٹ نوٹ حاشیہ کے تحریر کی۔ یہ کتاب موصوف کی شرح سمیت چند مرتبہ طبع ہو چکی ہے اور اس سے بہت لوگوں کو فائدہ پہنچا جن میں سے کاتب الحروف بھی ہے۔ میں دعوت دیتا ہوں اس یادگار کتاب کی طرف ان لوگوں کو جو عربی کے بلند اسلوبِ تحریر کے طالب اور کلامِ بلیغ کے مشتاق ہیں وہ اس کتاب میں اپنے مقصد کو پورے طور سے موجود پائیں گے۔

(۱۱) استاد محمد کرد علی رئیس مجمع علمی دمشق نے الہلال کے چار سوالات کے جواب میں دیے جن میں سے تیسرا سوال یہ تھا کہ:

مَا هِیَ الْکُتُبُ الَّتِیْ تَنْصَحُوْنَ لِشُبَّانِ الْیَوْمِ بِقَرَآئَتِهَا؟

وہ کون سی کتابیں ہیں جن کے پڑھنے کی آپ موجودہ زمانہ کے نوجوانوں کو ہدایت کرتے ہیں۔

اسی سوال کے تحت میں لکھا ہے؛

اِذَا طُلِبَ الْبَلَاغَةُ فِیْ اَتَمِّ مَظَاهِرِهَا وَ الْفَصَاحَةِ الَّتِیْ لَمْ تَشُبْهُهَا عُجْمَةٌ. فَعَلَیْکَ بِنَهْجِ الْبَلَاغَةِ. دِیْوَانِ خُطَبِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَ رَسَآئِلِهٖ اِلٰی عُمَّالِهٖ. یُرْجَعُ اِلٰی فَضْلِ الْاِنْشَآءِ وَ الْمُنْشِئِیْنَ فِیْ کِتَابِیَ الْقَدِیْمُ وَ الْحَدِیْثُ (طبع بمصر ۱۹۲۵). وَ شَرْحُ اُسْتَاذِي الشَّیْخِ مُحَمَّدٍ عَبْدُهٗ عَلَیْهِ وَ اِنَّ بِالْغَرَضِ مِنْ

حَيْثِ اللُّغَةِ وَ الْاَدَبِ اَمَّا شَرْحُ ابْنِ الْحَدِيْدِ فَلَا يَسَعَ طَالِبُ عِلْمٍ اِلَّا مَدَارَسَةٌ عَلٰى مَا يَرٰى اُسْتَاذِي الشَّيْخُ سَلِيْمُ الْبُخَارِیُّ فَاِنَّ فِيْهِ فُصُوْلًا مُمْتِعَةً فِیْ اَخْبَارِ الصَّدْرِ الْاَوَّلِ وَ مَا بَعْدَهٗ وَ فِی الْاَدَبِ وَ الشِّعْرِ الْخُطَبِ لَا يَسْتَغْنِیْ عَنْهَا بَاحِثٌ مُسْتَفِيْدٌ.

اگر بلاغت کا مکمل ترین مظاہرہ اور وہ فصاحت دیکھنا ہو جس میں عجمیت کی ذرہ بھی آمیزش نہیں ہے تو تمہیں نہج البلاغہ کا مطالعہ کرنا چاہیے جو امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے خطبوں اور خطوط کا جو اپنے عاملوں کے نام لکھے ہیں، مجموعہ ہے۔ (تفصیل کے لیے ہماری کتاب "قدیم وحدیث" کے فصل "انشاء وانشاء پردازان" ملاحظہ ہو۔ یہ کتاب مصر میں ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئی ہے) اور ہمارے استاد شیخ محمد عبدہ کی شرح جو نہج البلاغہ پر ہے وہ حلِ لغات اور ادبی نکات کے لحاظ سے مطلب برآری کے لئے کافی ہے۔ لیکن ابن ابی الحدید کی شرح وہ ایسی چیز ہے کہ میرے استاد شیخ سلیم بخاری کی رائے کے موافق طالب علم کے لئے اس کو درسی حیثیت سے پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس میں صدرِ اول اور اس کے بعد کے تاریخی واقعات نیز ادب، شعر اور خطبوں کا ایک انتہائی مفید ذخیرہ موجود ہے جس سے کوئی تحقیق شیوہ طالب علم مستغنی نہیں ہوسکتا۔

یہ جواب "الہلال" کے جلد ۳۵ کے جز ۵ بابتہ مارچ ۱۹۲۷ء میں صفحہ ۵۷۲ پر شائع ہوا ہے۔

(۱۲) استاد محمد محی الدین عبدالحمید المدرس فی کلیۃ اللغۃ العربیۃ بالجامع الازہر جنہوں نے نہج البلاغہ پر تعلیقی حواشی تحریر کیے ہیں اور علامہ شیخ محمد عبدہ کے حواشی کو برقرار رکھتے ہوئے، خود بہت سی تحقیقات وشروح کا اضافہ کیا ہے اور ان حواشی کے ساتھ یہ کتاب مطبع استقامۃ مصر میں طبع ہوئی ہے۔ انہوں نے اس ایڈیشن کے شروع میں اپنی جانب سے ایک مقدمہ بھی تحریر کیا ہے جس میں

نہج البلاغہ کے استناد و اعتبار پر ایک سیر حاصل بحث کی ہے۔ ہم اس کے ضروری اجزاء یہاں پر درج کرتے ہیں:

وَ بَعْدَ! فَهٰذَا كِتَابُ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ، وَ هُوَ مَا اخْتَارَهُ الشَّرِيْفُ الرَّضِيُّ اَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمُوْسَوِيُّ مِنْ كَلَامِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَهُوَ الْكِتَابُ الَّذِىْ جَمَعَ بَيْنَ دَفَّتَيْهِ عُيُوْنَ الْبَلَاغَةِ وَ فُنُوْنَهَا وَ تَهَيَّاَتْ بِهٖ لِلنَّاظِرِ فِيْهِ اَسْبَابُ الْفَصَاحَةِ وَ دَنَا مِنْهُ قُطَّافُهَا. اِذْ كَانَ مِنْ كَلَامِ اَفْصَحِ الْخَلْقِ بَعْدَ الرَّسُوْلِ صلى الله عليه وآله وسلم مَنْطِقًا، وَ اَشَدَّهُمْ اقْتِدَارًا، وَ اَبْرَعَهُمْ حُجَّةً، وَ اَمْلَكَهُمْ لُغَةً. يُدِيْرُهَا كَيْفَ شَآءَ الْحَكِيْمُ الَّذِىْ تَصْدُرُ الْحِكْمَةُ عَنْ بَيَانِهٖ. وَ الْخَطِيْبُ الَّذِىْ يَمْلَاُ الْقَلْبَ سِحْرُ لِسَانِهٖ. اَلْعَالِمُ الَّذِىْ تَهَيَّاَ لَهٗ مِنْ خِلَاطِ الرَّسُوْلِ وَ كِتَابَةِ الْوَحْىِ، وَ الْكِفَاحُ عَنِ الدِّيْنِ بِسَيْفِهٖ وَ لِسَانِهٖ. مُنْذُ حَدَاثَتِهٖ مَا لَمْ يَتَهَيَّاْ لِاَحَدٍ سِوَاهُ.

یہ کتاب نہج البلاغہ کلام امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کا وہ انتخاب ہے جسے شریف رضی ابوالحسن محمد بن حسن موسوی نے جمع کیا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو اپنے اندر بلاغت کے نمایاں خصوصیات اور اس کے ہنروں کو لئے ہوئے ہے اور دیکھنے والے کے لئے اس میں تمام اسباب فصاحت کے فراہم ہیں اور ثمرہ اس کا سامنے موجود ہے۔ اس لئے کہ یہ اس بزرگ کا کلام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام خلقِ خدا میں فصاحتِ گفتار اور قدرتِ کلام اور قوتِ استدلال میں سب سے زیادہ تھا اور لغاتِ عرب پر سب سے زیادہ قابو رکھتا تھا کہ جس صورت سے چاہتا تھا انہیں گردش دیتا تھا۔ وہ حکیمِ کامل جس کے بیان سے حکمت کے سبق حاصل ہوتے ہیں

اور وہ خطیب جس کی جادو بیانی دلوں کو بھر دیتی ہے۔ وہ عالم جس کے لیے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر وقت کے ساتھ اور وحی کی کتابت اور شمشیر و زبان دونوں سے دین کی نصرت کے کمسنی ہی سے وہ خصوصیات حاصل ہوئے جو کسی دوسرے کے لئے حاصل نہیں تھے۔

هٰذَا كِتَابُ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ وَ اَنَا بِهٖ حَفِيٌّ مُّنْذُ طَرَآئَةِ السِّنِّ وَ مَيْعَةِ الشَّبَابِ. فَلَقَدْ كُنْتُ اَجِدُ وَالِدِيْ كَثِيْرَ الْقَرَآئَةِ فِيْهِ وَ كُنْتُ اَجِدُ عَمِّيَ الْاَكْبَرَ يَقْضِيْ مَعَهٗ طَوِيْلَ السَّاعَاتِ يُرَدِّدُ عِبَارَاتِهٖ وَ يَسْتَخْرِجُ مَعَانِيْهَا وَ يَتَقَيَّلُ اُسْلُوْبَهٗ وَ كَانَ لَهُمَا مِنْ عَظِيْمِ التَّاْثِيْرِ عَلٰى نَفْسِيْ مَا جَعَلَنِيْ اَقْفُوْ اَثْرَهُمَا. فَاَحَلُّهٗ مِنْ قَلْبِي الْمَحَلَّ الْاَوَّلَ وَ اَجْعَلُهٗ سِمِيْرِيَ الَّذِيْ لَا يُمِلُّ وَ اَنِيْسِيَ الَّذِيْ اَخْلُوْا اِلَيْهِ اِذَا عَزَّ الْاَنِيْسُ.

یہ ہے کتاب نہج البلاغہ اور مجھے اپنے زمانۂ کمسنی اور ابتدائے جوانی سے اس کتاب کے ساتھ خصوصیت حاصل ہے کیونکہ میں اپنے والد کو دیکھتا تھا کہ وہ اکثر اس کتاب کو پڑھا کرتے ہیں اور اپنے بڑے چچا کو بھی میں نے دیکھا ہے کہ وہ گھنٹوں اس کتاب کے عبارات کو پڑھتے رہتے اور اس کے معانی کو سمجھتے رہتے اور اس کے اندازِ بیان پر غور کرتے رہتے تھے۔ ان دونوں بزرگوں کے میرے دل میں اثر کا نتیجہ تھا کہ میں نے بھی ان کی اقتداء کی اور اس کتاب کو اپنے قلب میں سب سے پہلا درجہ عطا کیا اور اس کو اپنا مونسِ تنہائی قرار دیا جو کسی مونس و ہمدم کی عدم موجودگی میں میری دلبستگی کا باعث ہو۔

اس کے بعد علامہ شیخ محمد عبدہ کی رائے اس کتاب کے متعلق اور جامع نہج البلاغہ شریف رضیؒ کا تبصرہ جو انہوں نے اپنے مقدمہ کتاب میں کتاب کی امتیازی خصوصیت کے متعلق کیا ہے نقل

کرتے ہوئے فاضل محشی نے اس پر اظہار خیال کیا ہے۔اس کے بعد لکھتے ہیں:

وَلَيْسَ مِنْ شَكٍّ عِنْدَ اَحَدٍ مِنْ اُدَبَاءِ هٰذَاالْعَصْرِ، وَلَاعِنْدَ اَحَدٍمِمَّنْ تَقَدَّمَهُمْ، فِيْ اَنَّ اَكْثَرَمَا تَضَمَّنَهُ نَهْجُ الْبَلَاغَةِ مِنْ كَلَامِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، نَعَمْ لَيْسَ مِنْ شَكٍّ عِنْدَ اَحَدٍ فِيْ ذٰلِكَ، وَ لَيْسَ مِنْ عِنْدَ اَحَدٍ فِيْ اَنَّ تَضَمَّنَهُ الْكِتَابُ جَارَ عَلَى النَّهْجِ الْمَعْرُوْفِ عَنْ اَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ، مَوَافِقٌ لِلْاَسْلُوْبِ الَّذِیْ يَحْفِظَهُ الْاُدَبَآءُ وَالْعُلَمَآءُمِنْ كَلَامِهِ الْمَوْثُوْقُ بِنِسْبَتِهٖ اِلَيْهِ، وَلٰكِنَّ بَعْضَ الْمَعْرُوْفِيْنَ مِنْ اُدَبَآءِ عَصْرِنَا يَمِيْلُوْنَ اِلٰى اَنَّ بَعْضَ مَافِى الْكِتَابِ مِنْ خُطَبٍ وَرَسَائِلٍ لَمْ يَصْدُرْعَنْ غَيْرِ الشَّرِيْفِ الرَّضِيِّ جَامِعُ الْكِتَابِ: هُوَ مُنْشِئُهٗ وَهُوَ مُدَّعِى نِسْبَتِهٖ اِلَى الْاِمَامِ.

موجود زمانہ کے اور نیز اس کے قبل کے ادباء میں سے کسی کے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں کہ اکثر حصہ اس کلام کا جو نہج البلاغہ میں مندرج ہے امیر المومنینؑ کا کلام ہے۔ ہاں اس میں کسی ایک کو بھی شک نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی شک ہے کہ جو کچھ اس میں درج ہے وہ اسی طریقہ پر ہے جو جناب امیرؑ کا عام طور سے معلوم ہے اور اس اندازِ بیان کے موافق ہے جو ادباء وعلماء نے محفوظ کیا ہے۔حضرتؑ کے اس کلام سے جس کی نسبت آپ کی طرف قابلِ وثوق طریقہ سے ثابت ہے لیکن ہمارے زمانہ کے بعض مشہور ادباء کا میلان اس خیال کی طرف ہے کہ بعض خطبے اور خطوط جو اس کتاب میں درج ہیں وہ سید رضیؒ جامع نہج البلاغہ ہی کی تالیف ہیں اور ان ہی کے انشاء کیے ہوئے ہیں اور خود انہوں نے ہی ان کی نسبت کا امام کی طرف دعویٰ کیا ہے۔

اس جماعت کے خیالات درج کرتے ہوئے موصوف رقمطراز ہیں:

وَاَهَمَّ مَا يَجِدُهٗ بَاحِثُو الْاٰدَابِ الْعَرَبِيَّةِ فِيْ هٰذَا الْعَصْرِ مِنْ اَسْبَابٍ يَدْعُمُوْنَ بِهَا الْقُوْلُ بِاَنَّ الْكِتَابَ مِنْ صُنْعِ جَامِعِهٖ وَتَأْلِيْفِهٖ ذٰلِكَ الَّذِيْ نُوْجِزَهٗ لَكَ فِي الْاَسْبَابِ الْاَرْبَعَةِ الْاٰتِيَةِ :

(یعنی) سب سے بڑے اسباب جو اس کتاب کے کلامِ امیر المؤمنینؑ ہونے کے خلاف پیش کیے جاتے ہیں وہ صرف چار ہیں۔ جنہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے؛

اَلْاَوَّلُ : اَنَّ فِي الْكِتَابِ مِنَ التَّعْرِيْضِ بِصَحَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا لَا يَصِحُّ اَنَّ يَسْلَمَ صُدُوْرُهٗ عَنْ مِثْلِ الْاِمَامِ عَلِيٍّ ، كَمَا تَرَاهٗ فِيْ ثَنَايَا الْكِتَابِ مِنْ سَبَابِ مُعَاوِيَةَ ، وَطَلْحَةَ ، وَالزُّبَيْرِ ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ، وَمَنْ ذَهَبَ اِلٰى تَأْيِيْدِهِمْ وَالدِّفَاعِ عَنْ سِيَاسَتِهِمْ .

(اول) یہ کہ اس کتاب میں اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ایسے تعریضات ہیں جن کا کسی طرح حضرت علی علیہ السلام سے صادر ہونا تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ خصوصاً معاویہ، طلحہ، زبیر، عمرو بن العاص اور ان کے اتباع کے بارے میں تو سبّ وشتم تک موجود ہے۔

اَلثَّانِيْ : اَنَّ فِيْهِ مِنَ السَّجعِ وَالتَّنْمِيْقِ اللَّفْظِيِّ وَآثَارِ الصُّنْعَةِ مَا لَمْ يَعْهَدْهٗ عَصْرُ عَلِيٍّ ، وَلَا عَرِفَهٗ ، وَاِنَّمَا ذٰلِكَ شَيْءٌ طَرَاَ عَلَى الْعَرَبِيَّةِ بَعْدَ الْعَصْرِ الْجَاهِلِيِّ وَصَدْرِ الْاِسْلَامِ ، وَافْتَتَنَ بِهٖ اُدَبَاءُ الْعَصْرِ الْعَبَّاسِيِّ ، وَالشَّرِيْفُ الرَّضِيُّ جَاءَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَا اَلَّفُوْهُ فَصَنَّفَ الْكِتَابَ عَلٰى نَهْجِهِمْ وَطَرِيْقَتِهِمْ .

(دوم) اس میں لفظی آرائش اور عبارت میں صنعت آرائی اس حد پر ہے جو حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ میں نایاب تھی۔

اَلثَّالِثُ: اَنَّ فِيْهِ مِنْ دِقَّةِ الْوَصْفِ، وَاسْتَفْرَاغِ صِفَاتِ الْمَوْصُوْفِ، وَاِحْكَامِ الْفِكْرَةِ، وَبُلُوْغِ النِّهَايَةِ فِي التَّدْقِيْقِ كَمَا تَرَاهُ فِيْ وَصْفِ الْخُفَّاشِ [۱] وَالطَّاوُوْسِ [۲] وَالنَّمْلَةِ وَالْجَرَادَةِ [۳] وَكُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَلْتَفِتْ اِلَيْهِ عُلَمَاءُ الصَّدْرِ الْاَوَّلِ وَلَا اُدَبَاءُهُ وَشُعَرَاءَهُ، وَاِنَّمَا عَرِفَهُ الْعَرَبُ بَعْدَ تَعْرِيْبِ كُتُبِ الْيُوْنَانِ وَالْفَرَسِ الْاَدَبِيَّةِ وَالْحِكْمِيَّةِ. وَيَدْخُلُ فِيْ هٰذَا السَّبَبُ اِسْتِعْمَالُ الْاَلْفَاظِ الْاِصْطِلَاحِيَّةِ الَّتِيْ عُرِفَتْ فِيْ عُلُوْمِ الْحِكْمَةِ مِنْ بَعْدِ كَالْاَيْنِ وَالْكَيْفِ وَنَحْوِهِمَا، وَكَذٰلِكَ اِسْتِعْمَالُ الطَّرِيْقَةِ الْعَدَدِيَّةِ فِيْ شَرْحِ الْمَسَائِلِ، وَفِيْ تَقْسِيْمَاتِ الْفَضَائِلِ اَوِ الرَّذَائِلِ، مِثْلُ قَوْلِهِ «اَلْاِسْتِغْفَارُ عَلٰى سِتَّةِ مَعَانٍ [۵] ... اَلْاِيْمَانُ عَلٰى اَرْبَعِ دَعَائِمَ [۶]: اَلصَّبْرُ، وَالْيَقِيْنُ، وَالْعَدْلُ، وَالْجِهَادُ، وَالصَّبْرُ مِنْهَا عَلٰى اَرْبَعِ شُعَبٍ .... الخ.

(سوم) اس میں تشبیہات واستعارات اور واقعات واوصاف کی صورت کشی اتنی مکمل ہے جس کا صدر اولِ اسلام میں بالکل پتہ نہ تھا اس کے ساتھ حکمت اور فلسفہ کی اصطلاحی لفظیں نیز مسائل کے بیان میں حساب کا طریقہ یہ تمام باتیں اس زمانہ میں رائج نہ تھیں۔

اَلرَّابِعُ: اَنَّ فِيْ عِبَارَاتِ الْكِتَابِ مَا يَشَمُّ مِنْهُ رِيْحَ اِدِّعَاءِ صَاحِبِهِ عِلْمُ الْغَيْبِ، وَهٰذَا اَمْرٌ يَجِلُّ عَنْ مِثْلِهِ مَقَامِ عَلِيٍّ وَمَنْ

كَانَ عَلٰى شَاكِلَةٍ عَلٰى مِمَّنْ حَضَرَ عَهْدَ الرِّسَالَةِ وَرَاٰى نُوْرَ النُّبُوَّةِ.

(چہارم) اس کتاب کی اکثر عبارتوں سے علمِ غیب کے ادعا کا پتہ چلتا ہے جو حضرت علیؑ ایسے پاکباز انسان کی شان سے بعید ہے۔

موصوف ان خیالات کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَلَسْنَا ـ عِلْمُ اللهِ ـ مِمَّنْ يُرٰى فِيْ هٰذِهِ الْاَسْبَابِ مُجْتَمِعَةً اَوْ مُنْفَرِدَةً دَلَيْلًا اَوْ شِبْهَ دَلِيْلٍ عَلٰى مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ اَنْصَارُ هٰذِهِ الْفِكْرَةِ ، وَقَدْ نَغَالِيْ اِذَا نَحْنُ اِعْتَبَرْنَاهَا شَبْهًا تَعَرَّضُ لِلْبَحْثِ وَيَتَكَلَّفُ الْبَاحِثُ رَدَّهَا.

خدا گواہ ہے کہ ہمیں ان اسباب میں مجموعی طور پر یا ایک ایک میں انفرادی حیثیت سے کوئی حقیقی دلیل یا دلیل کی صورت بھی اس دعویٰ کے ثبوت میں نظر نہیں آتی جسے ان لوگوں نے ثابت کرنا چاہا ہے بلکہ یہ بھی زیادتی ہوگی کہ ہم انہیں ایسے شبہات کا درجہ عطا کریں جو بحث و تحقیق میں سدراہ ہوتے ہیں اور جن کے جواب کی ضرورت ہوتی ہے۔

لیکن اس کے بعد انہوں نے ایک ایک کر کے ہر دلیل کو رد بھی کیا ہے۔

پہلی دلیل کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ تاریخ کا ہر طالب علم اس بات سے واقف ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو اپنے سرپرست، چچازاد بھائی اور خسر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ اس وقت جب آپ کی عمر تیس (۳۰) برس یا اس سے کچھ زائد تھی۔ وہ جوانی کا زمانہ تھا اور جوانی کی امنگیں معلوم ہیں۔ اس کے ساتھ آپ میں اصابتِ رائے، تبحّرِ علمی، باریک نظری اور حسنِ عمل کے وہ تمام خصوصیات موجود تھے جو دوسرے سن رسیدہ اور بزرگ صحابہ میں سمجھے جاسکتے تھے اور پھر نصرتِ دین میں آپ کے وہ کارنامے خاص طور سے سرمایہ ناز تھے جو آپ نے رسالتمآبؐ کی زندگی میں انجام دیے تھے۔ اس صورت میں کم از کم اتنا ضرور ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کی قسمت

کے فیصلہ میں آپ کو شریکِ مشورہ کرلیا جائے لیکن حالات ایسے فراہم ہوئے کہ آپ رسولؐ کی تجہیز و تکفین میں مصروف رہے اور وہاں آپ کی عدم موجوگی میں فیصلہ کرلیا گیا۔

اس صورت میں باہمی ایک طرح کی رنجش کا پیدا ہوجانا قدرتی حیثیت سے ایک ضروری امر ہے۔

اس کے بعد معاویہ نے آپ سے کھلم کھلا مقابلہ کیا اور جنگ کی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے ادباء جب حضرت علی علیہ السلام کی شمشیر کشی کو ان لوگوں کے مقابلہ میں تسلیم کرتے ہیں تو پھر ان کو اس لفظی سخت کلامی سے جو ان لوگوں کی نسبت نظر آتی ہے تسلیم کرنے میں عذر کیوں ہوتا ہے؟ اسی لیے آپ کے کلام میں جو اشارے پہلی صورت (خلفاء ثلاثہ کے حالات) سے متعلق ہیں وہ نسبۃً نرم و ملائم ہیں اور دوسرے موقع پر آپ کے تصریحات بہت سخت ہیں۔

دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ کتاب میں سجع و قافیہ کی پابندی اس حد تک ہرگز نہیں ہے کہ معنوی محاسن کو نظر انداز کر دیا گیا ہو بلکہ جہاں تک دیکھا جاتا ہے اس کے سجع و قافیہ میں آمد کی صورت نظر آتی ہے اور آورد نہیں ہے۔ اس طرح کی صورت اس زمانہ میں بھی موجود تھی اور جو شخص جانتا ہو کہ علی بن ابیطالب علیہم السلام کا فصاحت و بلاغت میں کیا درجہ تھا اسے اس کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوسکتا۔

اسی سے تیسری دلیل کی کمزوری بھی ظاہر ہوجاتی ہے۔ یہ کون کہتا ہے کہ باریک خیالی اور خوش بیانی اور وصف و تشبیہ کا حسن کسی قوم کا مخصوص حصہ ہے اور اگر ایک عرب، وہ بھی قریش کا انسان اور وہ جس نے قرآن کی فصاحت کو دیکھا ہو اور افصح العرب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابتدائے عمر سے رہا ہو، وہ اس کمال کا مظاہرہ کرے تو قابلِ تسلیم نہیں ہے!

چوتھی دلیل کا جواب یہ ہے کہ جسے علمِ غیب سے تعمیر کیا جاتا ہے اسے ہم فراست اور زمانہ کی نبض شناسی کا نتیجہ سمجھتے ہیں جو علی علیہ السلام ایسے حکیمِ اسلام سے بعید نہیں ہے۔

یہ تصریحات ہیں اکابر علمائے اہل سنت کے جنہوں نے نہج البلاغہ کو کلامِ امیر المؤمنینؑ تسلیم کیا ہے۔ غیر مسلم مصنفین میں سے بھی دو شخصوں کی تحریر اس وقت میرے پیشِ نظر ہے جنہوں نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے اور نہج البلاغہ کی صحتِ اسناد کی گواہی دی ہے۔

(۱)　عبدالمسیح انطا کی صاحب جریدۃ (العمران) مصر جس نے امیر المؤمنینؑ کی سیرت میں اپنی مشہور کتاب شرح قصیدہ علویہ تحریر کی ہے اور وہ مطبع رعمسیس فجالہ مصر میں شائع ہوئی ہے۔ وہ اپنی اس کتاب کے صفحہ نمبر ۵۳۹ پر تحریر کرتے ہیں:

لَا جِدَالَ اَنَّ سَيِّدَنَا عَلِيًّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هُوَ اِمَامُ الْفُصَحَآءِ وَ اُسْتَاذُ الْبُلُغَآءِ وَ اَعْظَمُ مِنْ خُطَبٍ وَّ كُتُبٍ فِيْ حِرَفِ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّنَاعَةِ الْاَلِبَّآءِ. وَ هٰذَا كَلَامٌ قَدْ قِيْلَ فِيْهِ بِحَقٍّ: اِنَّهٗ فَوْقَ كَلَامِ الْخَلْقِ وَ تَحْتَ كَلَامِ الْخَالِقِ. قَالَ هٰذَا كُلُّ مَنْ عَرَفَ فُنُوْنَ الْكِتَابَةِ وَ اشْتَغَلَ فِيْ صَنَاعَةِ التَّحْبِيْرِ وَ التَّحْرِيْرِ.

اس امر میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام فصحاء کے امام اور بلغاء کے استاد ہیں اور وہ تمام ان لوگوں میں کہ جنہوں نے عربی زبان میں تقریر یا تحریر میں کمال دکھایا سب سے زیادہ جلیل المرتبہ اور بڑا درجہ رکھتے ہیں ان کا کلام ہمارے سامنے ہے جس کے متعلق سچی بات یہ کہی گئی ہے کہ وہ تمام خلقِ خدا کے کلام سے بالا اور بس خالق کے کلام کے ماتحت ہے۔ یہ ہر اس شخص نے کہا ہے کہ جو انشاء پردازی کے فنون سے واقف اور تقریر و تحریر کے فن میں ماہر ہے۔

بَلْ هُوَ اُسْتَاذُ الْكُتَّابِ الْعَرَبِ وَ مُعَلِّمُهُمْ بِلَا مَرَآءٍ. فَمَا مِنْ اَدِيْبٍ لَّبِيْبٍ حَاوَلَ اِتْقَانَ صَنَاعَةَ التَّحْرِيْرِ اِلَّا وَ بَيْنَ يَدَيْهِ الْقُرْاٰنُ وَ نَهْجُ الْبَلَاغَةِ. ذٰلِكَ كَلَامُ الْخَالِقِ وَ هٰذَا كَلَامُ اَشْرَفِ الْمَخْلُوْقِيْنَ. وَ عَلَيْهِمَا يُعَوِّلُ فِي التَّحْرِيْرِ وَ التَّحْبِيْرِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْ مَعَاشِرِ الْكَتَبَةِ الْمَجِيْدِيْنَ.

حضرت تمام عرب انشاء پردازوں کے استاد اور معلم ہیں۔ کوئی باخبر ادیب جو انشاء پردازی کے فن میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہو، ایسا نہ ہوگا جس کے سامنے قرآن

اور نہج البلاغہ موجود نہ ہوں۔ وہ خالق کا کلام اور یہ اشرف الخلوقین کا کلام اور وہ انہی دونوں کتابوں کا سہارا لینے پر مجبور ہے، اگر اچھا انشاء پرداز اور ادیب بننا چاہتا ہے۔

وَ لَعَّل اَفْضَلَ مَنْ خَدَمَ لُغَةَ قُرَيْشٍ الشَّرِيْفُ الرَّضِیُ الَّذِیْ جَمَعَ خُطَبَ وَ اَقْوَالَ وَ حِكَمَ وَ رَسَآئِلَ سَيِّدِنَا اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَفْوَاهِ النَّاسِ وَ اَمَالِيْهِمْ وَ اَصَابَ كُلَّ الْاِصَابَةِ بِاِطْلَاقِهٖ عَلَيْهِ اسْمَ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ.

شاید ان لوگوں میں کہ جنہوں نے قریش کی زبان (عربی) کی خدمت کی ہے سب سے بڑا درجہ شریف رضیؒ کو حاصل ہے جنہوں نے حضرت علی علیہ السلام کے خطبے، اقوال، حکم اور خطوط کو جمع کیا ہے لوگوں کے محفوظات اور تحریرات سے اور بیشک انہوں نے بہت ٹھیک رکھا ہے اس کا نام نہج البلاغہ۔

وَ مَا هٰذَا الْكِتَابُ اِلَّا صِرَاطُهَا الْمُسْتَقِيْمُ لِمَنْ يُّحَاوِلُ الْوُصُوْلَ اِلَيْهَا مِنْ مَّعَاشِرِ الْمُتَاَدِّبِيْنَ وَلَعَلَ اَحْسَنَ وَصْفِ قِرَاْتِهٖ لِنَهْجِ الْبَلَاغَةِ قَوْلُ الْاُسْتَاذِ الْكَبِيْرِ الْفَيْلِسُوْفِ الشَّيْخِ مُحَمَّدٍ عَبْدُهُ الْمِصْرِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَقَدْ وَصَفَ مَا كَانَ يُشْعِرُ بِهٖ وَهُوَ بَيْنَ يَدَيْ تِلْكَ الدُّرَرِ الْحِسَانِ الْمِزْرَبَةِ بِعُقُوْدِ الْجُمَانِ.

یہ کتاب حقیقۃً صحیح راستہ ہے اس شخص کے لئے جو بلاغت کی منزل تک پہنچنا چاہتا ہو اور غالبا بہترین توصیف جو میری نظر سے گذری ہے نہج البلاغہ کی وہ قول ہے استاد کبیر فلسیوف شیخ محمد عبدہ مصری کا جنہوں نے اپنے احساسات و تاثرات کا اظہار کیا ہے اس موقع پر جب وہ ان نایاب، بیش بہا موتیوں کے سامنے تھے جو زر و جواہر سے زیادہ قیمت رکھتے ہیں۔

اس کے بعد شیخ ابن عبدہ کی وہ عبارت نقل کی گئی ہے جو ہم اس کے قبل نذرِ ناظرین کر چکے ہیں

اور اس عبارت کے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

هٰذَا مَا رَآهُ الْاُسْتَاذُ الْاِمَامُ رَحِمَهُ اللهُ وَمَا شَعَرَ بِهٖ وَهُوَ مُجِدٌّ فِيْ دَرْسِ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ سَائِرَ اِلَيْهَا فَلَا عَجَبَ اِذَا فَازَ مِنْهَا بِالنَّصِيْبِ اِلَّا عَلٰى فَكَانَ اَفْصَحُ مِنْ كُتُبٍ فِي الْمُتَاَخِّرِيْنَ وَقَدْ قَالَ لِيْ رَحِمَهُ اللهُ مَرَّةً اِذَا رُمْتَ اَنْ تَكُوْنَ كَاتِبًا فَخُذِ الْاِمَامَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ صَلَوَاتُ اللهِ اُسْتَاذً ا وَاتَّخِذْ اَقْوَالَهُ الدُّرِّيَّةُ فِيْ ظُلِمَاتِ لَيْلِكَ نَبْرَاسًا.

یہ رائے ہے جس کا استاذ امام (ابن عبدہ) رحمۃ اللہ علیہ نے اظہار کیا ہے اور جو تاثرات انہیں پیدا ہوئے ہیں اس موقع پر جب وہ نہج البلاغہ کے درس میں منہمک اور بلاغت کی منزل کے سالک تھے۔ اس کے بعد کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اگر خود شیخ ابن عبدہ بلاغت میں اعلی درجہ پر فائز ہو گئے ہوں اور حقیقت یہ ہے کہ متاخرین میں فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے موصوف ہی بہترین انشاء پرداز تھے اور خود موصوف نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ اگر تم انشاء پرداز بننا چاہتے ہو تو امام امیر المؤمنین علی علیہ السلام کو اپنا استاد بناؤ اور ان کے روشن کلمات کو اپنے لیے چراغ ہدایت قرار دو۔

وَ ذَكَرَ مَرَّةً اِلَى الْمَرْحُوْمِ الشَّيْخِ اِبْرَاهِيْمَ الْيَازِجِيْ اُكْتُبْ كِتَابَ الْعَرَبِ وَاِمَامَ اُسَاتِذَةِ اللُّغَّةِ فِيْهِمْ فِي الْعَهْدِ الْاَخِيْرِ بِالْاِجْمَاعِ قَالَ مَا اَتْقَنْتَ الْكِتَابَةَ اِلَّا بِدَرْسِ الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَنَهْجِ الْبَلَاغَةِ الْقَوِيْمِ فَهُمَا كَنْزُ الْعَرَبِيَّةِ الَّذِيْ لَايَنْفَدُ وَ ذَخِيْرَتُهَا لِلْمُتَاَدَّبِ وَهَيْهَاتَ اَنْ يَظْفُرَ اَدِيْبٌ بِحَاجَتِهٖ مِنْ هٰذِهِ اللُّغَّةِ الشَّرِيْفَةِ اِنْ لَمْ يُحْيِيْ لَيَالِيْهٖ سِهْرًا فِيْ مُطَالَعَتِهِمَا وَالتَّبَحُّرِ فِيْ

عَالِیُ مَطَالِبِهِمَا.

اور ایک مرتبہ مجھ سے شیخ ابرہیم یازجی نے جو اس دورِ اخیر میں متفقہ طور پر کامل انشاء پرداز عربی اور امام اساتذۂ لغت مانے گئے ہیں، نے فرمایا کہ مجھے اس فن میں جو اتنا کمال حاصل ہوا وہ صرف مطالعہ سے قرآن مجید اور نہج البلاغہ کے۔ یہ دونوں عربی زبان کے وہ خزانہ عامرہ ہیں جو کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور سرمایہ ہیں طالبانِ علمِ ادب کے لیے اور کیا ممکن ہے بھلا کوئی ادیب اپنے مقصد کو اس زبان کے کمالات میں حاصل کر سکے جب تک وہ ان دونوں کتابوں کے مطالعہ میں رات رات بھر بیدار نہ رہا ہو۔

(۲) فوادافرام بستانی استاذ الاداب العربیہ فی کلیۃ القدیس یوسف (بیروت) بڑے درجہ کے عیسائی ادیب اور محقق مؤرخ ہیں۔ انہوں نے ایک سلسلہ تعلیمی کتابوں کا "روائع" کے نام سے شائع کیا ہے، جس میں مختلف جلیل المرتبہ مصنفین کے آثارِ قلمی اور تصانیف سے مختصر انتخابات مصنف کے حالات، کمالات، کتاب کی تاریخی تحقیقات وغیرہ کے ساتھ چھوٹے چھوٹے مجموعوں کی صورت میں ترتیب دیے ہیں اور وہ کیتھولک عیسائی پریس (بیروت) میں شائع ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ کا مجموعہ امیر المؤمنینؑ اور نہج البلاغہ سے تعلق رکھتا ہے جس کے متعلق تمہیدی مقدمہ میں جو مؤلف کے قلم سے ہے تحریر کیا ہے:

اِنَّنَا نَبْدَاُ الْیَوْمَ بِنَشْرِ مُنْتَخَبَاتٍ مِنْ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ لِلْاِمَامِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَوَّلُ مُفَكِّرِیِ الْاِسْلَامِ.

سب سے پہلے ہم اس سلسلہ کی ابتدا کرتے ہیں کچھ انتخابات کے ساتھ نہج البلاغہ کے جو اسلام کی سب سے پہلے مفکر امام علی بن ابی طالب علیہ السلام کی کتاب ہے۔

اس کے بعد وہ حصہ شروع ہوا ہے جو سلسلہ روائع کی پہلی قسط ہے۔

اس کا ٹائیٹل پیج حسب ذیل ہے:

علی بن ابیطالبؑ

--*-*-*-*-*-*-*-*-*-*

نہج البلاغہ

درس ومنتخبات
بقلم

فؤاد افرام البستانی

استاذ الآداب العربیة فی کلیة القدیس یوسف

المطبعة الکاثولیکیة۔ بیروت ۱۹۲۷ء

اس کے بعد کتاب شروع ہوتی ہے جس کی تمہیدی چند سطریں حسب ذیل ہیں۔

علي بن ابي طالب عليه السلام (ولادت ۶۰۰ء وفات ۶۶۱ء)

لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ شَخْصِيَّةٌ جَذَابَةٌ حَامَتْ حَوْلَهَا اَقْلَامُ الرَّوَاةِ وَالْمُؤَرِّخِيْنَ وَ اجْتَهَدَتْ فِيْ فَهْمِهَا عَقُوْلُ النَّقَّادِ الْمُفَكِّرِيْنَ وَ اهْتَدَتْ بِهَدْيَهَا مَيُوْلُ الزُّهَادِ وَ السَّالِكِيْنَ وَ سَارَ تَحْتَ لِوَائِهَا الْجَمُّ الْغَفِيْرِ مِنَ الْمُتَاَدِّبِيْنَ وَ لَمْ تَكُنِ الْاَرَآءُ الْمُخْتَلِفَةُ وَ النَّظْرِيَاتُ الْمُتَبَايَنُةُ وَ الْمُجَادِلَاتُ الْعَدِيْدَةُ بَيْنَ السُّنِّيِّيْنَ وَ الشِّيْعِيِّيْنَ عَلٰى كُوْدِرِ الْاَيَّامِ اِلَّا لِتُزِيْدِ الرَّجُلِ سَمُوًّا وَ عَقْلِيَّتِهٖ بُرُوْزًا مِنْ خِلَالِ غِشَاءِ النَّازِعَاتِ الْمُتَكَاتِفِ حِيْنًا وَالشَّاْنُ اَحْيَانًا فَمَنْ هُوَ هٰذَا الرَّجُلِ الْعَظِيْمِ وَمَا هِيَ قِيْمَةُ رَجُلِ الْاَدَبِ.

علی ابن ابی طالب علیہ السلام (ولادت ۶۰۰ء وفات ۶۶۱ء)

علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ایک جذاب (خاص کشش والی) شخصیت ہے جس کے گرد روّاتِ حدیث اور مؤرخین کے قلم ہمیشہ گردش کرتے رہے ہیں۔ اور ناقدین و مفکرین کے عقول اس شخصیت کے سمجھنے میں کوشاں رہے ہیں۔ اور زہاد و اربابِ سلوک کے توجہات، ان کی سیرت اور طرزِ زندگی کی طرف متوجہ رہے ہیں اور ان کے علم کے سایہ میں اربابِ ادب کی بڑی جمعیت چلتی رہی ہے۔ مختلف اقوال اور جداگانہ نظریات اور کثیر التعداد مناظرات جو باستدادِ زمانہ سنی اور شیعی فرقوں میں رہا کیے ہیں، وہ اس انسان کی بلندی میں اضافہ ہی کرتے رہے۔ اور اس کے کمالات عقلیہ کی نمائش ان منازعات کے پردوں سے جو کبھی گہرے اور اکثر اوقات ہلکے

رہا کیے ہیں، زیادہ ہی ہوتی رہی ہے۔ ہم کو دیکھنا ہے کہ یہ عظیم الشان انسان کون ہے اور علمِ ادب کا مخصوص انسان کیا قدر و قیمت رکھتا ہے؟

اس کے بعد مختلف عناوین کے تحت میں امیر المؤمنینؑ کی سیرت اور حضرت کے خصوصیاتِ زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے جو ایک عیسائی کی تحریر ہونے کے سبب پورے طور سے شیعی نقطۂ نظر کے موافق نہ ہو لیکن پھر بھی حقیقت و انصاف کے بہت جوہر اپنے دامن میں رکھتی ہے۔ موضوع کی اجنبیت کو دیکھتے ہوئے یہ مقام مقتضی نہیں ہے ورنہ ضرورت ہے کہ اس تحریر کا پورا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جائے۔ عناوین کتاب کے حسب ذیل ہیں:

نَشْأَتُهُ غَيْرَتُهُ وَشُجَاعَتُهُ مُهِمَّاتُهُ وَاَمَالُهُ۔ بَعْدَ مُوتِ النَّبِيِّ فُتُوْرَهِمَّةُ عَلِيٍّ۔ خِلَافَةُ عَلِيٍّ۔ اَلْمُبَايَعَةُ وَالْمُعَارَضَةُ۔ مَعْرَكَةُ الْجَمَلِ۔ مَعْرَكَةُ صِفِّيْنَ۔ آثَارُهُ۔ شَخْصِيَّةُ عَلِيٍّ اَلْاَدَبِيَّةُ دَوْرَالشُّعُوْرِ۔ دَوْرَالْمَخِيْلَةِ۔ دَوْرَالْعَقْلِ.

غرض اسی طرح کے عناوین قائم کیے گئے ہیں۔ اور اپنے فہم کے مطابق امیر المؤمنین کی شخصیت پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے جو ایک اجنبی شخص کے قلم سے خوش آیند ضرور معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ کہیں کہیں اس میں نظر کی غلطی اور بھول چوک کا نمونہ بھی نظر آجائے۔

مذکورہ بالا عناوین پر ایک حد تک سیر حاصل بحث کرتے ہوئے۔ مصنّف نے عنوان قائم کیا ہے۔

"نهج البلاغة" اور دوسرا عنوان "جَمْعُهُ" یعنی اس کتاب کی جمع و تالیف اس کے تحت میں تحریر کیا ہے:

قَالَ الْمَسْعُوْدِيُّ عَنْ خُطَبِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبِ اِنَّمَا فِيْ سَائِرِ مَقَامَاتِهِ اَرْبَعْمِئَةِ خُطْبَةٍ وَنَيِّفٌ وَثَمَانُوْنَ خُطْبَةً يُوْرِدُهَا عَلٰى

الْبَدِيهَةِ ، وَتَدَاوَلَ النَّاسُ ذٰلِكَ عَنْهُ قَوْلًا وَعَمَلًا وَ مَازَالَ النَّاسُ يَتَدَاوَلُونَ ذٰلِكَ حَتّٰى قَامَ الشَّرِيفُ الرَّضِيُّ فَجَمَعَ كُلَّ مَا نُقِلَ عَنِ الْاِمَامِ مِنْ خُطَبٍ وَرَسَائِلٍ وَ مَوَاعِظٍ فَضَمَّنَهَا كِتَابًا وَاحِدًا اسَمَّاهُ ''نَهْجُ الْبَلَاغَةِ''. اِنْتَهٰى مِنْ تَأْلِيفِهِ فِيْ رَجَبٍ ۴۰۰ ھ (۱۰۱۰). بَعْدَاَنْ تَرَكَ اَوْرَاقًا بَيْضًا فِيْ آخِرِكُلِّ بَابٍ رَجَآءً اَنْ يَقِفَ عَلٰى شَيْءٍ بَعْدَ الْجَمْعِ فَيُدْرِجُهُ فِي الْمَحَلِّ الَّذِيْ يُنَاسِبُهٗ.

مسعودی نے حضرت علی علیہ السلام کے خطبوں کی نسبت کہا ہے کہ وہ آپ کے تمام مواقعِ زندگی میں کچھ اوپر چارسواسّی خطبے ہیں جن کو حضرتؑ نے فی البدیہہ ارشاد کیا تھا۔ اورلوگوں نے آپ سے سینہ بسینہ ان کونقل کیا۔ یہ خطبے برابر لوگوں میں شائع رہے یہاں تک کہ شریف رضیؒ کا زمانہ آیا۔ اور انہوں نے جو کچھ امام کے خطبے اورخطوط اورمواعظ راویوں کی زبان سے نقل ہوئے تھے،سب کو یکجا مجتمع کر دیا اور ایک کتاب میں محفوظ کر کے اس کا نام رکھا "نہج البلاغہ"۔جس کی تصنیف سے وہ رجب ۴۰۰ھ میں فارغ ہوئے اورانہوں نے ہر باب کے آخر میں کچھ اوراق سادہ رکھے اس امید میں کہ جمع وتالیف کے بعد شاید کچھ اور دستیاب ہوتو وہ اس کی مناسب جگہ پر درج کیا جا سکے۔

وَالشَّرِيفُ الرَّضِيُّ مِنْ سُلَالِهٖ عَلٰى اسْمِهٖ مُحَمَّدُ بْنُ طَاهِرِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُوْسٰى بْنِ اِبْرَاهِيمَ الْمُرْتَضٰى بْنِ مُوْسٰى الْكَاظِمِ وُلِدَ ۹۶۹ء وَتُوُفِّيَ ۱۰۱۵ء وَيُعْرِفُ اَيْضًا بِالْمُرْتَضٰى لَقَّبُ اَحَدِ اَجْدَادِهٖ وَبِالشَّرِيفِ الْمُوْسَوِيْ كَانَ مِنْ اَشْهَرِ اُدَبَآءِ عَصْرِهٖ وَلَهٗ دِيْوَانُ شِعْرٍ مَعْرُوْفٌ.

اورشریف رضیؒ مذکورحضرت علی علیہ السلام کی اولاد میں تھے۔ان کا نام تھا محمد بن طاہر بن

حسین بن موسیٰ بن ابراہیم مرتضیٰ ابن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔ ولادت ان کی ۹۶۹ئ میں اور وفات ۱۰۱۵ئ میں تھی اور اپنے دادا ابراہیم مرتضیٰ کے نام پر کبھی ان کو مرتضیٰ بھی کہا جاتا تھا اور شریف موسوی کے لقب سے بھی یاد کیے جاتے ہیں۔ یہ اپنے زمانے کے بڑے مشہور ادیب تھے اور ان کا ایک دیوان مشہور و معروف ہے۔

اس کے بعد عنوان قائم کیا ہے "صِحَّةُ نِسْبَتِهٖ" یعنی اس کتاب کی صحتِ سند۔ اس کے تحت میں لکھا ہے:

لَمْ يَمُرَّ زَمَنٌ عَلٰى جَمْعِ الْكِتَابِ حَتّٰى شَكَّ قَوْمٌ مِنَ النَّقَّادِ وَالْمُؤَرِّخِيْنَ فِيْ صِحَةِ نِسْبَتِهٖ وَكَانَ فِيْ مُقَدِّمَتِهِمْ اِبْنُ خَلْكَانِ فَنَسَبَهٗ اِلٰى جَامِعِهٖ وَتَبِعَهٗ عَلٰى هٰذَاالْقَوْلِ الصَّفْدِيْ وَغَيْرُهٗ. فَتَغَلْغَلَ الشَّكُّ بَيْنَ الْقَوْمِ اِلَى الْيَوْمِ وَكَانَ تَسْمِيَّةُ الشَّرِيْفِ الرَّضِيْ بِلَقَّبِ جَدِّهِ الْمُرْتَضٰى لَبِسَتْ عَلٰى بَعْضِ الْمُؤَرِّخِيْنَ التَّمْيِيْزَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ اَخِيْهِ عَلِيٌّ بْنُ طَاهِرِ الْمَعْرُوْفُ بِالْمُرْتُضٰى (۹٦٦ــــ۱۰۴۴). فَنَسَبُوْا اِلٰى هٰذَا الْاَخِيْرِ جَمْعَ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ كَمَا فَعَلَ جُرْجِيْ زَيْدَانٌ وَ زَادَ غَيْرُهُمْ كَالْمُسْتَشْرِقِ كَلِيْمَانِ فَجَعَلَ الْمُرْتَضٰى مُؤَلِّفُ الْكِتَابِ.

نہج البلاغہ کی جمع و تالیف کو زیادہ زمانہ نہ گذرا تھا کہ بعض اربابِ نظر اور مؤرخین نے اس کتاب کی صحتِ سند میں شک کرنا شروع کر دیا۔ ان میں سب کا پیشرو ابن خلکان ہے، جس نے اس کتاب کو اس کے جامع کی طرف منسوب کیا اور پھر صفدی وغیرہ نے اس کی پیروی کی اور پھر شریف رضیؒ کے بسا اوقات مرتضیٰ کہے جانے نے جو ان کے دادا کے لقب کی مناسبت سے تھا، بعض لوگوں کو دھوکے میں مبتلا کر دیا اور وہ ان میں اور ان کے بھائی علی بن طاہر معروف سید مرتضیٰ (متولد ۹۶۶ئ- متوفی

۱۹۴۴ء) میں تفرقہ نہ سمجھ سکے اور انہوں نے نہج البلاغہ کے جمع کو ثانی الذکر کی طرف منسوب کر دیا جیسا کہ جرجی زیدان نے کیا ہے اور بعض لوگوں نے جیسے مستشرق کلیمان نے طرہ یہ کیا کہ کتاب کا اصل مصنف سید مرتضیٰ کو قرار دیدیا۔

وَنَحْنُ اِذَا تَدَبَّرْنَا اَسْبَابَ الشَّكِّ نَرَاهَا تَرْجِعُ اِلٰى خَمْسَةِ اُمُوْرٍ:

(۱) اِنَّ فِيْ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ مِنَ الْاَفْكَارِ السَّامِيَةِ وَالْحِكَمِ الدَّقِيْقَةِ مَالَايَصِحُّ نِسْبَتُهٗ اِلٰى عَصْرِ عَلِيٍّ.

(۲) اِنَّ فِيْهِ مِنَ التَّعْرِيْضِ بِالصَّحَابَةِ مَالَايَصْدُرُ عَنْ رَجُلٍ فَاضِلٍ كَعَلِيٍّ.

(۳) اِدِّعَاءُ عِلْمِ الْمُغَيِّبَاتِ وَهُوَ لَايَكُوْنُ فِعْلُ رَجُلٍ عَاقِلٍ.

(۴) اَلْوَصْفُ الدَّقِيْقُ.

(۵) صِنَاعَةُ السَّجْعِ وَالتَّنْمِيْقِ الَّتِيْ لَمْ يَتَعَوَّدْهَا اَهْلُ ذٰلِكَ الْعَصْرِ.

ہم جب اس شک کے وجوہ واسباب پر غور کرتے ہیں تو وہ ہر پھر کے پانچ امر قرار پاتے ہیں:

(۱) یہ کہ نہج البلاغہ میں ایسے بلند مطالب اور دقیق فلسفی رموز ہیں جو حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔

(۲) اس میں صحابہ کے متعلق ایسے تعریضات ہیں جو حضرت علی علیہ السلام ایسے بلند مرتبہ انسان کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔

(۳) غیب کی باتوں کے علم کا دعویٰ اور یہ کسی عقلمند کا کام نہیں ہے۔

(۴) کسی بات کا وصف بیان کرنے میں موشگافی۔

(۵) سجع وقافیہ اور عبارت آرائی جس کی اس زمانہ والوں کو عادت نہ تھی۔

وَلَيْسَ فِيْ اَكْثَرِ هٰذِهِ الْاَسْبَابِ مَايَقِفُ عَثْرَةً فِيْ سَبِيْلِ صِحَةِ نِسْبَةِ الْكِتَابِ.

لیکن یہ تمام اسباب ایسے ہیں کہ وہ اس کتاب کی صحت سند میں سدّ راہ نہیں ہو سکتے۔

فَاَمَّا سُمُوُّ الْاَفْکَارِ وَ دِقَّةِ الْحِکَمِ وَ اَصَابَةِ الْمَعَنِی فَاِنَّهَا فِیْ کُلِّ عَصْرٍ اِذْ هِیَ نَاتِجَةٍ عَنِ الْاِخْتِیَارِ الْبَشَرِیِّ مُرَافِقَةٍ لِهٰذِهِ الْحَیٰوةِ فِیْ تَجَارِبِهَا وَ قَدْ رَاَیْنَا فِیْ حَیٰوةِ الْمُؤَلِّفِ وَ اَحْزَانِهِ الْکَثِیْرَةِ وَخَیْبَةِ اٰمَالِهِ مَوَّادٌ وَا فِرَةٌ لِلتَّاَمُّلَاتِ الْعَدِیْدَةِ وَالنَّظْرِیَاتِ الْعَمِیْقَةِ فَضْلًا عَنْ اَنَّ عَلِیًّا حَفِظَ الْقرآنَ بِمَا فِیْهِ وَ مِنَ الْاٰیَاتِ وَکَانَ عَالِمًا کَاَکْثَرِ رِجَالِ عَصْرِهٖ بِکَثِیْرٍ مِنَ الْحِکَمِ الْبَلِیْغَةِ الْمَوْجُوْدَةِ فِی التَّوْرَاةِ وَالْاَنْجِیْلِ فَاَمْکَنَهُ الْاَسْتَفَاءُ مِنْهَا.

پہلی بات یعنی خیالات کی بلندی اور فلسفی نکتہ پردازی اور مطالب کی صحت اور مضبوطی یہ ہر زمانہ میں پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ یہ انسان کے غور و فکر اور زمانہ کے حالات سے تجربہ کے ساتھ سبق آموزی پر مبنی ہے اور مصنف (یعنی حضرت علی علیہ السلام) کی زندگی اور حضرتؑ کے مختلف مصائب اور رنج و غم کے واقعات میں ایسے کافی اسباب اور مواد فراہم ہیں کہ جن کی وجہ سے آپ کے غور و فکر کی قوت زیادہ ہو جائے اور آپ حالاتِ زمانہ میں تأمل اور گہری فکر سے کام لیں۔ اس کے علاوہ آپ قرآن مجید اور اس کی تمام آیتوں کے حافظ تھے۔ اور پھر اپنے زمانہ کے بہت سے لوگوں کی طرح آپ ان فلسفی اور حکمی باتوں سے بھی مطلع تھے جو توریت و انجیل میں مذکور ہیں، اور اس لئے آپ کو ان سے اقتباس کا موقع بھی حاصل تھا۔ (اس عبارت میں تبصرہ نگار کے عیسائی مذہب کے جذبات بہت زیادہ کارفرما نظر آتے ہیں۔)

وَ اِنَّمَا التَّعْرِیْضُ بِالصَّحَابَةِ فَاِنَّهُ لَشَیْءٌ طَبِیْعِیٌّ فِی ابْنِ آدَمَ اَنْ یَتَاَفَّفَ وَ یَتَاَلَّمَ اِذَا یَرٰی نَفْسُهُ مَمْنُوْعًا مِنْ نَیْلِ مُرَادِهٖ

مَصْرُوْفًا عَنْ حَقِّهٖ وَ الْاِنْسَانُ مَهْمَا تَقَدَّمَ فِی الصَّلَاحِ يُظِلُّ اِنْسَانًا ضَعِيْفًا عَرْضَةً لِعَوَامِلِ الطَّبِيْعَةِ الْبَشَرِيَّةِ.

دوسری بات یعنی صحابہ کے متعلق تعریض یہ تو انسان کا فطری خاصہ ہے کہ وہ اُف کہے اور رنجیدہ ہو۔ جب اپنے تئیں اپنے مقصد سے علیحدہ اور اپنے حق سے محروم ہوتے دیکھے۔ اور انسان جتنا بھی بلند مرتبہ ہو لیکن پھر بھی انسان ہے اور انسانی خصوصیات سے علیحدہ نہیں ہوسکتا۔

وَ اَمَّا عِلْمُ الْمَغَيِّبَاتِ فَلَا نَتَّعَرَضُ لَهٗ وَ هُوَ لَيْسَ بِاَحْسَنِ مَا فِیْ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ.

رہ گیا علمِ مغیبات اس کے متعلق ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے (بیشک ایک عیسائی کو اس بارہ میں سکوت ہی اختیار کرنا چاہیے) اور یہ حصہ یعنی غیب کی چیزوں کا باب نہج البلاغہ میں کوئی اہم درجہ نہیں رکھتا کہ اس کی نسبت خاص طور سے بحث کی جائے۔

وَاِذَا دَقَّقْنَا فِی الْوَصْفِ وَ كَمَالِهٖ وَ اَجَلَّ مَظْهَرَ لَهٗ فِیْ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ خُطْبَةُ الْخُفَّاشِ وَ الطَّاؤُوْسِ نَحْكَمُ اَنَّهٗ سَبَبٌ فَاسِدٌ لِاَنَّ مِنْ اَخَصِّ صَفَاتِ الشِّعْرِ الْجَاهِلِیِّ وَ الْمُخَضْرِمِ اِتْمَامَ الْوَصْفِ وَ تَتَبُّعُ هَيْئَاتَ الْمُوْصُوْفِ اِلٰى آخَرِهَا.

نَرٰی ذٰلِكَ فِیْ شِعْرِ الشَّنْفَرِیْ وَ اَمْرَءِ الْقَيْسِ وَ عَنْتَرَةِ وَ بَشِيْرِ بْنِ عَوَانَةِ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ وَ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ رَبِيْعَةِ وَ اَمْثَالِهٖ مِنْ صَدْرِ الْاِسْلَامِ وَ كُلُّهُمْ يُجَارُوْنَ عَلِيًّا زَمَانًا وَ مَكَانًا.

اس کے بعد چوتھی وجہ یعنی وصف میں موشگافی اور اس کا نمایاں نمونہ خطبہ خفاشیہ اور طاؤسیہ ہے۔ اس کے لئے بھی ہمارا فیصلہ ہے کہ یہ سبب شک کا بالکل غلط ہے اس لئے کہ زمانہ جاہلیت اور پھر درمیانی دور کے اشعار کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر

چیز کا وصف حدِ کمال پر ہوتا ہے۔ اور موصوف کی ہیئت اور اس کی شکل کے تمام خصوصیات کو پورے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

یہ بات ہم کو شنفری اور امرالقیس اور عنترہ اور بشیر بن عوانہ کے اشعار میں نظر آتی ہے جو زمانہ جاہلیت کے شعراء ہیں اور عمر ابن ابی ربیعہ کے اشعار میں بھی کہ جو صدر اسلام کا شاعر ہے۔ اور یہ سب زمان و مکان کے اعتبار سے حضرت علی علیہ السلام سے قرب رکھتے ہیں اور یہی ہمارا فیصلہ ہے۔

وَ نَكَادَ نَقُوْلُ الْقَوْلُ نَفْسَهٗ عَنِ السَّجْعِ لَوْ لَا اَلْخُطْبَةُ الْمَعْرُوْفَةُ بِالشِّقْشِقِيَّةِ وَ هِيَ مِنْ اَسْبَابِ الشَّكِّ عِنْدَ الْكَثِيْرِيْنَ عَلٰى اَنَّهٗ يَرْوِيْ اِبْنُ اَبِي الْحَدِيْدِ اَشْهَرُ شَارِحِيْ نَهْجُ الْبَلَاغَةِ عَنْ بَعْضِ مَشَايِخِهٖ اَنَّ الشِّقْشِقِيَّةَ كَانَتْ مَعْرُوْفَةً قَبْلَ مَوْلَدِ الرَّضِيْ.

آخری وجہ یعنی سجع وقافیہ اور عبارت آرائی کے متعلق بیشک سب سے بڑا سبب بہت سے لوگوں کے شک کا خطبہ شقشقیہ ہے حالانکہ ابن ابی الحدید جو کہ نہج البلاغہ کا سب سے مشہور شارح ہے اس کا بیان ہے اپنے بعض اساتذہ کی زبانی کہ خطبہ شقشقیہ سید رضیؒ کی ولادت کے قبل سے مشہور و معروف تھا۔

اس کے بعد بحث کو ختم کرتے ہوئے لکھا ہے:

هٰذَا وَ اَنَّهٗ لَمِنَ الْفُضُوْلِ الْاِفَاضَةِ بِذِكْرِ بَلَاغَةٍ هٰذَا التَّاْلِيْفُ وَ الْفَائِدَةُ الْجَمَّةُ النَّاتِجَةُ عَنْ دَرَاسَتِهٖ فَهُوَ كَمَا قَالَ الشَّيْخُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ حَاوٍ جَمِيْعَ مَا يُمْكِنَ اَنْ يَعْرِضَ لِلْكَاتِبِ وَ الْخَاطِبِ مِنْ اَغْرَاضِ الْكَلَامِ فَقَدْ تَعَرَّضُ لِلْمَدْحِ وَ الذَّمِّ الْاَدَبِيِّ وَ التَّرْغِيْبِ فِي الْفَضَائِلِ وَالتَّنْفِيْرِ مِنَ الرَّذَائِلِ وَالْمُحَاوِرَاتِ السِّيَاسِيَّةِ وَ الْمُخَاصِمَاتِ الْجَدْلِيَةِ وَ بَيَانِ حُقُوْقِ

الرَّاعِی عَلٰی الرَّعِیَّۃِ وَ حُقُوْقِ الرَّعِیَّۃِ عَلٰی الرَّاعِی وَاَتٰی عَلٰی الْکَلَامِ فِیْ اُصُوْلِ الْمَدْنِیَّۃِ وَ قَوَاعِدِ الْعَدَالَۃِ وَفِی النَّصَائِحِ الشَّخْصِیَّۃِ وَ الْمَوَاعِظِ الْعُمُوْمِیَۃِ اَوْ کَمَا قِیْلَ بِتَعْبِیْرِ اَوْجَزٍ وَ تَاْثِیْرِ اَوْفَرٍ هُوَ تَحْتَ کَلَامِ الْخَالِقِ وَ فَوْقَ کَلَامِ الْمَخْلُوْقِ.

اس کتاب کی فصاحت و بلاغت اور اس کے درس و تدریس میں جو عظیم فائدہ ہے اس کا تذکرہ کرنا فضول ہے۔ اس لئے کہ حقیقتاً جیسا کہ شیخ محمد بن عبدہ نے کہا ہے: "یہ کتاب حاوی اور جامع ہے تمام ان اغراض و مقاصد کو جو کسی انشاء پرداز یا مقرر کو اپنی تحریر و تقریر میں پیشِ نظر ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اس میں مدح، مہذبانہ مذمت، فضائل و محاسن میں ترغیب، بری باتوں سے اظہارِ نفرت، سیاسی خیالات، مجادلانہ مکالمات، حاکم کے حقوق بذمہ رعیت، رعیت کے حقوق بذمہ حاکم سب کچھ موجود ہیں۔ پھر تمدن کے اصول، عدالت کے قواعد، انفرادی نصائح اور عمومی مواعظ سب کچھ مندرج پائے جاتے ہیں۔ مختصر اور مؤثر لفظوں میں وہی ہے جیسا کہا گیا ہے کہ خالق کے کلام سے پست اور مخلوق کے کلام سے بلند ہے۔

اس کے علاوہ اگر انسان کتبِ تاریخ و سِیَر کی سیر کرے تو اسے جستہ جستہ نہج البلاغہ کے مندرجہ خطب و کتب کے اقتباسات اتنی کثرت سے مختلف مستند اسلامی کتب میں دستیاب ہوں گے جن کے بعد اگر وہ منصف مزاج اور حقیقت پرور ہے تو کبھی علامہ سید رضیؒ کی طرف کسی بدگمانی کا تو ہم بھی نہ کرے گا بلکہ وہ یقین کرلے گا کہ انہوں نے یہ تمام علمی و ادبی و مذہبی مواد مختلف مستند اسلامی کتب سے تتبع کے ساتھ جمع کیا ہے بلکہ بنظرِ احتیاط اس میں بھی انتخاب اور انتخاب در انتخاب کے اصول کو محفوظ رکھا ہے۔

کامل ابن اثیر، طبری، مروج الذہب وغیرہ میں اس کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ نجف اشرف کے علامہ شیخ ہادی کاشف الغطا دام ظلہ، جو ایک متبحر اور وسیع النظر عالم ہیں انہوں نے "مستدرک نہج

البلاغہ" (یعنی امیر المؤمنینؑ کے خطب و کتب وکلمات جو نہج البلاغہ میں درج ہونے سے رہ گئے تھے) کی جمع وتالیف کے سلسلہ میں "مدارک نہج البلاغہ" کتاب بھی تصنیف فرمائی ہے اور اس میں نہج البلاغہ کے تمام مندرجات کو جو دوسرے کتب میں ہیں اور وہ زیادہ تر نہج البلاغہ کے قبل کے ہیں تلاش کر کے ان کا حوالہ دیا ہے۔لیکن افسوس کہ وہ کتاب شائع نہیں ہوئی ہے۔

نہج البلاغہ کے داخلی اسلوب اور طریقہ تالیف کو جو کوئی شخص دیکھے وہ اس شرط کے ساتھ کہ متعصب، معاند، ضدی اور ہٹ دھرم نہ ہو ذاتی حیثیت سے یہ یقین کر لے گا کہ اس کتاب میں جمع وتالیف یعنی متفرق مواد کو مجتمع کر دینے کا کام انجام دیا گیا ہے اور اس میں کسی تصنیف یا ذاتی تحریر کا پتہ بھی نہیں ہے۔

یہ بھی شعبہ بہت وسیع ہے اور اس میں اس بات کی اہم ضرورت ہے کہ میں نہج البلاغہ کا تتبع کر کے وہ مقامات پیش کر دوں جہاں اس قسم کے خصوصیات نمایاں ہیں جو کتاب کی تالیفی حیثیت پر روشنی ڈالتے ہیں۔مگر سرِ دست اس جزو کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

علامہ سید رضیؒ کی طرف سے جہاں جہاں بطور حلِ لغات یا تبصرہ کے مختلف حواشی اور تذئیلات تحریر ہوئے ہیں ان کی اور نہج البلاغہ کے متن کی عبارت میں عظیم اختلاف جو ایک ساتھ انسان کی نظر کے سامنے دو مختلف نمونے پیش کر دیتا ہے اور ایک طرف کتنا ہی جلیل القدر اور علمِ ادب میں گرانمایہ سہی لیکن انسان کا کلام اور دوسری طرف مافوقِ کلام المخلوقات اور ماتحت کلام الخالق، کلامِ انسان کی نظر کو اپنے تفرقہ کی طرف پوری طور سے متوجہ کر لیتا ہے جس کے بعد ایسا ہی عقل کا نابینا ہو تو وہ کہے کہ اس کلام کا مصنف یہی شخص ہے جس کی طرف جمع وتالیف کی نسبت دی جاتی ہے۔

پھر سید رضیؒ کے دیگر تصانیف جیسے "مجازات النبی" "خصائص الآئمہ" "حقائق التنزیل" وغیرہ جو فعلاً کتب خانوں میں موجود ہیں ان میں اور اس کتاب (نہج البلاغہ) کے اسلوبِ تحریر، اندازِ بیان اور پایہ ومرتبہ میں موازنہ یہ ایک مستقل حقیقت رسا ذریعہ ہے جو شکوک کے لئے خرمن سوز بجلی کی حیثیت رکھتا ہے۔

ان سب کے بعد علامہ سید رضیؒ کی جلالت ورفعت، امانت ودیانت، صداقت وحقانیت جس

کے دوست و دشمن سب ہی معترف ہیں اور شیعوں کے علاوہ ان کے زمانہ والے اور بعد کے علمائے اہل سنت کی کتابیں ان کے بارے میں رطب اللسان ہیں اور عباسی خلیفۃ المسلمین کی طرف سے ان کا نقابت اشراف کا عہدہ جو انتہائی جلیل القدر منصب کی شان رکھتا ہے اور پھر دار السلام بغداد ایسے دار الخلافت اور سنی مرکز علم و حدیث میں ان کا قیام اور معاصرین کی رقیبانہ و ناقدانہ دیکھ بھال ایسی ذمہ دارانہ حیثیت کے شخص کی نسبت ان اسباب و حالات کی موجودگی میں یہ خیال کس قدر حقیقت سے دور اور تنگ نظری کا نتیجہ ہے کہ اس نے ایک پوری کتاب تصنیف کر کے ایک تاریخی مذہبی بلند ہستی یعنی امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہالسلام کی طرف منسوب کر دی پھر نہ بغداد کی فضا میں کوئی انقلاب ہوا نہ اس کے خلاف کوئی احتجاج کیا گیا نہ کسی قسم کی تنبیہ کی نوبت آئی۔ یہ ہرگز عقل میں آنے والی بات نہیں ہے۔

ہم جہاں تک دیکھتے ہیں علامہ سید رضیؒ کے زمانہ اور اس کے ایک عرصہ بعد تک کوئی آواز نہج البلاغہ کی صحت کے خلاف بلند نہیں ہوئی ہے اور نہ کسی نے یہ کہا کہ یہ خود سید رضیؒ کی تصنیف ہے۔

بیشک سب سے پہلے مؤرخ ابن خلکان ہیں جنہوں نے کتاب کے مضامین کو دیکھ کر ان کے امیر المؤمنینؑ کی زبان کا کلام ہونے میں شک کیا ہے اور لاعلمی کی حیثیت سے اس کو خود سید رضیؒ کی طرف منسوب کر دیا ہے لیکن یہ بالکل ظاہر ہے کہ لاعلمی کے اوپر مبنی ہونے والی نفی کسی طرح اس ثبوت کے مقابل نہیں آسکتی جو یقینی اور قطعی دلائل کا نتیجہ ہو۔ انکار یا اعتراض کرنے والوں کے بیانات کو جب دیکھا جاتا ہے تو ان میں صاف نظر آتا ہے کہ یہ انکار کسی محققانہ جستجو اور کاہش و کاوش کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ ان معترضین نے اکثر خود نہج البلاغہ کو اٹھا کر دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں فرمائی ہے۔ ان کے مضطربانہ دور از کار بیانات ہی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اندھیرے میں تیر اندازی ہو رہی ہے۔

لطف یہ ہے کہ جدید زمانہ کے بہت سے مدعیانِ تحقیق نے بھی آنکھ بند کر کے ٹٹولتے ہوئے راستہ چلنا اچھا سمجھا ہے اور بلند بانگ دعوائے حقیقت کی ذمہ داریوں کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔

جرجی زیدان ایسا شخص جو "تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ" کے ایسے موضوع پر قلم اٹھانے بیٹھا ہو

وہ نہج البلاغہ کے متعلق کلامِ امیر المؤمنینؑ ہونے میں اظہارِ شک کے ساتھ اس کے جمع و تالیف کو جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کی طرف منسوب کر دے جو سید رضیؒ کے بھائی اور ان سے تین برس بڑے ذو الثمانین کے لقب سے ملقب اور شافی، تنزیہ الانبیاء، انتصار وغیرہ کے مصنف ہیں اور سید رضیؒ کے انتقال کے ۲۹ برس بعد تک زندہ رہے ہیں حالانکہ یہ خیال علاوہ اس تواتر سماعی کے جو ہر کتاب کے اس کے مصنف کی طرح صحیح طور سے منسوب کیے جانے کا واحد ذریعہ ہے اور نیز نہج البلاغہ کے قریب اور مصنفین کے تحریرات سے (کہ وہ چاہے ان کے کلامِ امیر المؤمنینؑ ہونے میں شک کریں مگر ان کی جمع و تالیف کو سید رضیؒ کی طرف نسبت دینے پر متفق ہیں) خود نہج البلاغہ کے مطالعہ سے بھی غلط ثابت ہوا اس لیے کہ اس میں "خصائص الآئمہ" کا حوالہ موجود ہے اس طرح کہ اس کو ہم نے "خصائص الآئمہ" میں لکھا ہے اور کتاب خصائص باتفاق کل علامہ سید رضیؒ ہی کی کتاب ہے سید مرتضیٰؒ کی نہیں ہے۔

کتاب "منتخب فی تاریخ آداب العرب" جو عطا یا دمشقی کی تصنیف ہے اور مصر میں ۱۹۱۴ء میں شائع ہوئی ہے اس کے صفحہ ۴۰ پر امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حالات میں مذکورہ بالا تحقیق میں ترمیم کر کے سونے پر سہاگے کا کام کیا ہے اور عجیب و غریب گہر افشانی کی ہے جو نذر ناظرین ہے۔

اَلْخَلِيْفَةُ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ تُوُفِّيَ ٦٦٣ء وَقَدْ اَشْهَرُ فِي الْجَيْلِ الْاَوَّلِ مِنَ الْهِجْرَةِ بِعِلْمِهٖ وَ شِعْرِهٖ وَلَهُ مَجْمُوْعٌ مِاَةَ حِكَمٍ تَرْجَمَ اِلٰى الْفَارَسِيَّةِ وَ التُّرْكِيَّةِ وَ كِتَابُ نَهْجُ الْبَلَاغَةِ وَ هُوَ مَجْمُوْعُ خُطَبٍ وَمَوَاعِظٍ وَيَنْسِبُوْنُ لَهُ دِيْوَانُ شِعْرٍ يُدْعَى اَنْوَارُ الْعُقُوْلِ. وَ الصَّحِيْحُ اَنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْحِكَمُ وَ الْمَوَاعِظُ وَ الْعَقَائِدُ هُوَ مِنْ تَأْلِيْفٍ وَ نَظَمِ الْخَلِيْفَةِ عَلِيٍّ وَ لٰكِنْ اَكْثَرَهُمَا كَمَا يَظُنُّهُ الْمُحَقِّقُوْنَ مِنَ الْعُلَمَاءِ مِنْ قَلَمِ اَحَدِ الشُّعَرَآءِ مِنْ

نَسْلِہٖ وَ ھُوَ الْاِمَامُ شَرِیْفٌ مُرْشِدُ الْمُتَوَفّٰی ۱۰۴۲ء.

خلیفہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام، آپ کی وفات ٦٦٣ء میں ہوئی ہے اور آپ اسلام میں اپنے علم اور شاعری کے سبب سے بہت مشہور ہو گئے تھے۔ اور آپ کا ایک مجموعہ ہے حکیمانہ اقوال کا جس کا فارسی اور ترکی میں ترجمہ ہوا ہے۔ اور نہج البلاغہ ہے کہ جو مجموعہ ہے خطب اور مواعظ کا۔ اور ایک دیوان اشعار کا بھی آپ کی طرف منسوب ہے جس کا نام ہے انوار العقول اور واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے بعض حکم اور مواعظ اور تقاریر تو تالیف اور نظم خلیفہ علی علیہ السلام کی ہیں لیکن اکثر ان میں سے جیسا کہ محققین علماء کا خیال ہے وہ آپ کی نسل کے ایک شاعر امام شریف مرشد کی تصنیف ہیں جن کا انتقال ۱۰۴۲ء میں ہوا۔

واہ سبحان اللہ کیا کہنا اس تاریخی تحقیقات کا جس پر علم و تحقیق آٹھ آٹھ آنسو روئیں۔ کتبِ رجال، تراجمِ علماء و تاریخِ اسلام سامنے ہیں ذرا دیکھا تو جائے کہ یہ شریف مرشد کون ہیں جن کی طرف اس کتاب کو منسوب کیا جا رہا ہے۔ اور پھر کاش اپنا خیال درج کیا ہوتا۔ مگر قیامت تو یہ ہے کہ محققین علماء کی طرف نسبت دی ہے۔ اب یہ محفلِ محققین دیکھنے کے قابل ہے جو مصنف کے عالمِ خواب میں مرتب ہوئی تھی اور جو ممنونِ تعبیر بھی نہیں ہے۔ کیا ایسے ہی کمزور متزلزل بے اصل خیالات سے ان قطعی اور یقینی دلائل اور اقوالِ علماء کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے جو نہج البلاغہ کی صحت کے متعلق سابق میں درج کئے گئے۔

اے لوگو! مجھے کھو دینے سے پہلے مجھ سے پوچھ لو۔ (نہج البلاغہ: خطبہ ۱۸۷)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

یہ مقالہ پہلی بار رسالۂ فاران، کراچی کے مئی ۱۹۵۴ء کے پرچے میں چھپا تھا۔ اُس وقت مؤلف کو گمان بھی نہ تھا کہ اہلِ علم و اربابِ تحقیق کے حضور میں اسے اتنی مقبولیت حاصل ہوگی۔ مگر خداوند عالم کی مہربانی دیکھئے کہ اُسی سال "رضا کار"، لاہور نے اسے بالاقساط شائع کیا۔ پھر مزید مسالے کے اضافے کے ساتھ اخبار "سرفراز" لکھنؤ نے اپنے ایک خصوصی نمبر میں چھاپا جو ۱۹۵۸ء میں شائع ہوا تھا۔ یہ نمبر مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم مغفور کی نظر سے گزرا تو اُنھوں نے مقالے کو بیحد پسند فرمایا اور مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی مرحوم کو حکم دیا کہ اس کا عربی ترجمہ مجلہ "ثقافۃ الہند" میں چھاپا جائے۔ چنانچہ میری نظر ثانی کے بعد یہ عربی ترجمہ ثقافۃ الہند کے دسمبر ۱۹۵۷ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ اس طرح یہ حقیر کی کوشش مشرق و مغرب کے علماء و محققین تک پہنچ گئی اور اُن میں سے متعدد فضلا نے براست و بواسطہ دونوں صورتوں سے مؤلف کو داد بھی دی اور مزید علمی کاموں کی توفیق کے لئے دُعا بھی کی۔

مؤلف نے ۱۹۵۷ء کے بعد بھی اپنے مطالعے کو جاری رکھا اور جو نیا حوالہ ملتا گیا اُسے نوٹ کرتا گیا تا آنکہ یہ مقالہ اپنی نئی اشاعت کا متقاضی بن گیا۔ برادر محترم میجر خورشید صاحب میری اس سعی میں برابر ہمت افزائی کرتے رہتے تھے۔ اُنھیں جب معلوم ہوا کہ مقالۂ مذکور میں خاص اضافہ ہوگیا ہے اور اس کے اُردو اور عربی دونوں ایڈیشن نایاب ہیں تو وہ نئی اشاعت کے درپے ہوئے اور اپنے پر محبت اصرار سے مجھ دل کے بیمار بوڑھے سے مقالے پر نظر ثانی کرا کے اس کی کتابی شکل میں طباعت کا انتظام کر دیا۔

خدا کرے یہ سعی مزید قبول حاصل کرے اور مؤلف، ساعیِ اشاعت اور ناشر کے لئے اخروی اجر کا باعث قرار پائے۔ آمین۔

احقر، امتیاز علی عرشی

رضا لائبریری، رام پور، ۲۵۔ اپریل ۱۹۷۲ء

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عربی ادب کی مشہور کتابوں میں ایک "نہج البلاغہ" بھی ہے۔ اس میں امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے منتخب خطبے، خطوط اور حکیمانہ اقوال جمع کئے گئے ہیں۔ امیر المومنینؑ کی گرامی ذات معدنِ فصاحت و بلاغت ہونے کے ساتھ خلیفۂ راشد یا امام معصوم کی حیثیت بھی رکھتی ہے، اس لئے اس کے مشمولات کی اہمیت دُہری ہوگئی ہے۔

مشہور یہ ہے کہ اس کے مؤلف الشریف الرضی ذوالحسبین محمد بن الحسین ابن موسی الموسوی الشیعی متوفی ۴۰۶ھ (۱۰۱۵ء) ہیں، جو الشریف المرتضی ذوالمجدین علی ابن الحسین المشہور بعلم الھدیٰ متوفی ۴۳۶ھ (۱۰۴۴ء) کے چھوٹے بھائی تھے۔

ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں خطبۂ شقشقیہ کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میرے استاد ابوالخیر مصدق بن شبیب الواسطی متوفی ۶۰۵ھ (مطابق ۱۲۰۸ء) نے ۶۰۳ھ (۱۲۰۶ء) میں مجھ سے بیان کیا تھا کہ میں نے اپنے استاد ابومحمد عبداللہ بن احمد المعروف بابن الخشاب (متوفی ۵۶۷ھ مطابق ۱۱۷۲ء) سے یہ خطبہ پڑھا تو اُن سے پوچھا تھا:

اَتَقُوۡلُ اِنَّهَا مَنۡحُوۡلَةٌ ؟ فَقَالَ۔ لَا وَاللّٰهِ ۔وَاِنِّيۡ لَاَعۡلَمُ اَنَّهٗ كَلَامُهٗ كَمَا اَعۡلَمُ اَنَّكَ مُصَدِّقٌ ۔

کیا آپ اسے جعلی کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا۔ بخدا ہرگز نہیں حقیقۃً میں تو اسے امیر المومنین کا کلام بالکل اسی طرح جانتا ہوں جس طرح تمہیں مصدق جانتا ہوں۔

فَقُلۡتُ لَهٗ: اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ يَقُوۡلُوۡنَ اِنَّهَا مِنۡ كَلَامِ الرَّضِيِّ۔ فَقَالَ۔ اَنّٰى لِلرَّضِيِّ وَلِغَيۡرِالرَّضِيِ هٰذَاالنَّفَسُ وَ هٰذَا الۡاَسۡلُوۡبُ۔

قَدْ وَقَفْنَا عَلٰی رَسَائِلِ الرَّضِیِ وَ عَرَفْنَا طَرِیْقَتَہٗ فِی الْکَلَامِ الْمَنْشُوْرِ ۔وَمَا یَقَعُ مَعَ ھٰذَا الْکَلَامِ فِیْ خِلٍّ وَلَا خَمْرٍ۔[1]

میں نے کہا۔ بہت سے لوگ اسے رضی کا کلام بتاتے ہیں انہوں نے فرمایا۔ رضی وغیرہ کو یہ طریقہ اور یہ طرز کہاں نصیب! ہم رضی کے خطوط سے واقف ہیں۔ اور کلام نثر میں اس کے اسلوب کو پہنچانتے ہیں۔ اُسے اس کلام سے کوئی علاقہ نہیں۔

ایک اور مقام پر لکھا ہیں:

اِنَّ کَثِیْرًا مِّنْ اَرْبَابِ الْھَوٰی یَقُوْلُوْنَ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنْ نَھْجِ الْبَلَاغَۃِ کَلَامٌ مُحْدَثٌ صَنَعَہٗ قَوْمٌ مِّنْ فُصَحَاءِ الشِّیْعَۃِ۔وَ رُبَّمَا عَزَوْا بَعْضَہٗ اِلَی الرَّضِیّ اَبِی الْحَسَنِ وَ غَیْرِہٖ۔ وَ ھٰؤُلَاءِ قَوْمٌ اَعْمَتِ الْعَصَبِیَۃُ اَعْیُنَھُمْ ضَلُّوْا عَنِ النَّھْجِ الْوَاضِحِ، وَ رَکِبُوْا بِیَّنَاتِ الطَّرِیْقِ ضَلَالًا وَ قِلَّۃِ مَعْرِفَتِھِمْ بِاَسَالِیْبِ الْکَلَامِ۔[2]

بہت سے ارباب ہوا کہتے ہیں کہ نہج البلاغہ کا بڑا حصہ جدید کلام ہے، جسے فصحائے شیعہ میں سے کچھ لوگوں نے بنالیا ہے۔ اور بعض اوقات اس کے کچھ حصے کو ابوالحسن رضی وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی آنکھوں کو تعصب نے اندھا کر دیا ہے پس یہ کھلے راستے سے بھٹک گئے۔ اور چھوٹے چھوٹے راستوں پر پڑ گئے۔ اس لئے کہ یہ لوگ اسالیبِ کلام سے کم واقف تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھٹی صدی ہجری میں نہج البلاغہ کے بڑے حصّے کے متعلق یہ خیال علماء کی ایک اچھی خاصی تعداد کا تھا کہ اس کا امیر المومنینؑ کی طرف انتساب درست نہیں ہے، اور وہ یہ یقین کرتے تھے کہ اس کے مشمولات کو فصحاء شیعہ نے لکھا ہے جن میں خود سید رضی بھی شامل تھے۔

---

[1] شرح نہج البلاغہ، ج ۱، ص ۴۰، طبع ایران۔

[2] شرح نہج البلاغہ، ج ۱، ص ۵۴۲۔

ابن خلکان (متوفی۶۸۱ھ مطابق ۱۳۸۲ء) نے "وفیات الاعیان" میں شریف المرتضیٰ کے حال میں لکھا ہے کہ:

قَدْ اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِي كِتَابِ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ الْمَجْمُوعِ مِنْ كَلَامِ الْاِمَامِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ هَلْ هُوَ جَمَعَهٗ اَمْ جَمَعَ اَخِيْهِ الرَّضِيُّ۔

لوگوں کو کتاب نہج البلاغہ کے بارے میں، جو مجموعہ ہے امام علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کلام کا، اختلاف ہے کہ اسے مرتضیٰ نے جمع کیا ہے یا ان کے بھائی رضی نے۔

وَقَدْ قِيْلَ :اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ كَلَامِ عَلِيٍّ۔وَاِنَّمَا الَّذِيْ جَمَعَهٗ وَ نَسَبَهٗ اِلَيْهِ هُوَ الَّذِيْ وَضَعَهٗ ۔وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ۔[1]

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ علیؓ کا کلام نہیں۔جس نے اسے جمع کیا اور ان کی طرف منسوب کیا ہے، اُسی نے یہ بنایا ہے۔واللہ اعلم۔

ابن خلکان کے بعد ابن الاثیر نے "مختصر الوفیات"[2] میں، صلاح الدین صفدی نے "الوافی بالوفیات"[3] میں، علامہ یافعی نے "مرآۃ الجنان"[4] میں اور ابن العماد نے "شذرات الذہب"[5] میں شریف مرتضیٰ کے تذکرہ میں تقریباً انہی الفاظ کو دُہرایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب تذکرہ نگار بھی ابن خلکان کے ہم رائے ہیں۔

---

[1] وفیات الاعیان، ج۱،ص۴۷۸، طبع مصر، ۱۲۷۵ھ۔۱۸۵۸ء۔

[2] ابن الاثیر۔یہ کتاب میرے سامنے نہیں ہے لیکن "روضات الجنات" طبع ایران ۱۳۰۷ھ ص۳۸۶، میں اس کے جو الفاظ نقل ہوئے ہیں وہ ابن خلکان کی صدائے بازگشت ہے۔

[3] "الوانی" کی پہلی ج ۱۳۵۰ھ (۱۹۳۱ء) میں استنبول سے شائع ہو چکی ہے۔مگر یہ محمدین کے احوال پر مشتمل ہے،اس لیے اس میں شریفِ مرتضیٰ کا ذکر نہیں آیا۔میں نے الوانی کا حوالہ "روضات الجنات" ص۳۸۷ سے نقل کیا ہے جس کے سامنے اس کتاب کا مکمل نسخہ تھا۔چنانچہ وہ الفاظ جو روضات میں صفدی کے نام سے نقل ہوئے ہیں بعینہ ابن خلکان کے الفاظ ہیں۔

[4] مرآۃ الجنان، ج۳،ص۵۵، طبع حیدرآباد، ۱۳۳۸ھ ۱۹۲۰ء۔

[5] شذرات الذہب، ج۳،ص۲۵۷، طبع مصر، ۱۳۵۰ھ ۱۹۳۱ء۔

علامہ ذہبی نے "میزان الاعتدال"[1] میں اور ابن حجر العسکلانی نے "لسان المیزان"[2] میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ:

وَهُوَ (الشَّرِيْفُ الْمُرْتَضٰى) الْمُتَّهَمُ بِوَضْعِ كِتَابِ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ وَلَهٗ مُشَارَكَةٌ قَوِيَّةٌ فِي الْعُلُوْمِ۔

انہی (شریف مرتضیٰ) پر کتاب نہج البلاغہ کے بنانے کی تہمت لگائی جاتی ہے۔ مختلف علوم میں ان کی بڑی حصّہ داری تھی۔

وَ مَنْ طَالَعَ كِتَابَهٗ نَهْجَ الْبَلَاغَةِ جَزَمَ بِاَنَّهٗ مَكْذُوْبٌ عَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہ۔ فَفِيْهِ السَّبُّ الصُّرَاحُ وَالحَطُّ عَلَى السَّيِّدَيْنِ اَبِي بَكْرٍ رض وَعُمَرَ رض وَفِيْهِ مِنَ التَّنَاقُضِ وَالْاَشْيَاءِ الرَّكِيْكَةِ وَالْعِبَارَاتِ الَّتِيْ مَنْ لَهٗ مَعْرِفَةٌ بِنَفَسِ الْقُرَشِيِّيْنِ الصَّحَابَةِ وَ بِنَفَسِ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ بَعْدُهُمْ مِنَ الْمُتَاَخِّرِيْنَ، جَزَمَ بِاَنَّ اَكْثَرَهٗ بَاطِلٌ۔

اور جس نے ان کی کتاب نہج البلاغہ کا مطالعہ کیا ہے، اُسے یقین ہے کہ وہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے نام پر بنائی گئی ہے، کیونکہ اس میں کُھلی کُھلی گالیاں ہیں اور توہین ہے دوسرداروں ابوبکرؓ وعمرؓ کی اور اُس میں ایسا تناقض، رکیک باتیں اور عبارتیں ہیں کہ جسے قریشی صحابہ کا طریقہ وکتابت وگفتگو معلوم ہے اور جو اُن کے بعد کے لوگوں کے اسلوب کو پہنچانتا ہے، وہ یقین کرلے گا کہ اس کا بڑا حصّہ باطل ہے۔

ابن خلکان اور اس کے متبعین کے تبصروں سے معلوم ہوتا ہے کہ:

(الف) نہج البلاغہ کے مؤلف کی تعیین میں علماء کا اختلاف ہے۔ کچھ عالم اسے شریف

---

[1] میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۰۱، طبع لکھنؤ، ۱۳۰۱ھ ۱۸۸۴ء۔

[2] لسان المیزان، ج ۴، ص ۲۲۳، طبع حیدرآباد، ۱۳۳۱ھ ۱۹۱۳ء۔

مرتضیٰ اور دوسرے شریف رضی کی تالیف بتاتے ہیں۔

(ب)　خود ان حضرات کے نزدیک شریف مرتضیٰ اس کے جامع ہیں۔اس لیے کہ انھوں نے کتاب کا ذکر شریف مرتضی ہی کے حال میں کیا ہے۔

(ج) بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ نہج البلاغہ کے خطبے وغیرہ امیر المومنین کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے جامع نے خود لکھ کر اُن کی طرف منسوب کر دیے ہے۔ذہبی اور عسقلانی کی رائے یہ ہے کہ شریفِ مرتضی نے اس کتاب کو خود لکھ کر امیر المومنین کی طرف منسوب کیا ہے۔ان دونوں نے ابن خلکان وغیرہ کے برخلاف اس کتاب کے مشمولات کے جعلی ہونے کے دلائل بھی پیش کیے ہیں۔یعنی:

۱۔اس میں حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی کھلی توہین نظر آتی ہے۔

۲۔اس کے بیانوں میں تناقض اور اختلاف ہے۔

۳۔اس میں ایسی رکیک باتیں اور عبارتیں ہیں جو صحابہ کے مزاج اور اسلوب سے دور اور متاخرین کے رویّے کے قریب معلوم ہوتی ہیں۔

اگلے صفحات میں ابن خلکان اور ذہبی کے مذکورہ بالا دعووں اور دلیلوں کا جائزہ لیا گیا ہے،تاکہ نہج کے مؤلف اور اُس کے مندرجات کے متعلق قطعی رائے قائم کی جا سکے۔

مؤلف کی تعیین:

تاریخ و تذکرے کی جن کتابوں میں شریف رضی و مرتضی کا ذکر ہوا ہے اُن میں سے حسبِ ذیل مصنفات کے مرتّب ان دونوں بھائیوں کے معاصر ہیں۔

۱۔یتیمۃ الدہر و تتمۃ الیتیمۃ،[1] ہر دو مؤلفہ ابومنصور ثعالبی متوفی ۴۲۹ھ۔۱۰۳۸ء

۲۔کتاب الرجال،[2] مؤلفہ علامہ نجاشی متوفی۔۴۵۰ھ۔۱۰۵۸ء

---

[1] یتیمۃ الدہر،ج ۲،ص ۲۹۷،طبع بیروت ۱۳۰۳ھ (۸۵۔۱۸۸۴ء) وتتمۃ الیتیمۃ،ج ۱،ص ۵۳،طبع طہران،۱۳۵۳ھ (۱۹۳۴ء)

[2] کتاب الرجال،ص ۱۹۳ و ص ۲۸۳،طبع بمبئی،۱۳۱۷ھ (۱۸۹۹ء)

۳۔ کتاب الفہرست، [1] مؤلفہ شیخ الطائفہ ابوجعفر الطوسی متوفی ۴۶۰ھ۔ ۱۰۶۸ء

۴۔ تاریخِ بغداد، [2] مؤلفہ خطیبِ بغدادی۔ متوفی ۴۶۳ھ ۱۰۷۱ء

نمبر ۳ میں شریفِ رضی کا مذکور نہیں، اور شریفِ مرتضٰی کے ذکر میں ان کی جن کتابوں کے نام لکھے ہیں، اُن میں نہج البلاغہ شامل نہیں ہے۔

نمبر ۱ اور نمبر ۴ میں دونوں بھائیوں کا حال لکھا گیا ہے، مگر نہج البلاغہ کا تذکرہ کہیں بھی نہیں ہوا۔

نمبر ۲ میں بھی ان دونوں کا ذکر اور ان کے مصنفات کی تفصیل مندرج ہے۔ مگر اس میں کتاب کا مؤلف شریفِ رضی کو قرار دیا گیا ہے۔

نجاشی اور طوسی دونوں کی شہادت کی اہمیت محتاجِ بیان نہیں اور اس لیے اسے مسئلہ زیرِ بحث میں فیصلہ کن قرار دینا چاہیے مگر میں چاہتا ہوں کہ دوسری خارجی و داخلی شہادتیں بھی درج کردوں تاکہ آیندہ کسی قسم کا شک و شُبہ نہ رہے۔ چنانچہ شریفِ رضی کے مؤلفِ نہج البلاغہ ہونے کی دیگر شہادتیں حسبِ ذیل ہیں:

پہلی دلیل:

کتاب کے دیباچے میں مؤلف نے لکھا ہے کہ میں نے نوجوانی میں "خصائص الآئمہ" نام کی ایک کتاب لکھنا شروع کی تھی۔ امیر المومنین علی علیہ السلام کے خصائص لکھنے پایا تھا کہ بعض موانع نے کتاب کے اتمام سے روک دیا۔ اس حصّے کے آخر میں ایک فصل ایسی بھی تھی جس میں امیر المومنین کی چھوٹی چھوٹی حکمت و ادب اور امثال پر مشتمل گفتگوئیں درج کی تھیں۔ دوستوں نے اس حصّے کو بے حد پسند کیا اور یہ خواہش کی کہ آپ کے مختلف مضامین پر مشتمل خطبے، خطوط، مواعظ اور حکیمانہ اقوال چھانٹ کر ایک کتاب میں جمع کردوں۔ [3]

---

[1] کتاب الفہرست، ص ۲۱۸، طبع کلکتہ، ۱۲۷۱ھ (۱۸۵۴ء)۔

[2] تاریخِ بغداد، ج ۲، ص ۲۴۶ و ج ۱۱، ص ۴۰۲، طبع مصر، ۱۳۴۹ھ (۱۹۳۱ء)

[3] نہج البلاغہ، ج ۱، طبع مصر۔ بتصحیح محمد محی الدین عبدالحمید مطبعۃ الاستقامہ۔

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نہج البلاغہ کے جامع نے اسے اپنی دوسری کتاب "خصائص الآئمہ" کے بعد تالیف کیا تھا۔ نہج کے بیسویں خطبے کی شرح میں اس کتاب کا حوالہ دے کر مؤلف نے اپنے دیباچے کے بیان کی توثیق بھی کر دی ہے۔ چنانچہ اُس کے یہ الفاظ کہ:

وَ قَدْ نَبَّهْنَا فِيْ كِتَابِ الْخَصَآئِصِ عَلٰى عِظَمِ قَدْرِهَا وَ شَرَفِ جَوْهَرِهَا۔[1]

ہم نے کتاب الخصائص میں اس کی عظمتِ قدر اور شرافتِ جوہر کی طرف متوجہ کر دیا ہے۔

"کتاب الخصائص" کے اُس کی اپنی تالیف ہونے پر حجّت قاطع ہیں۔

اس کتاب کا ایک نہایت قدیم اور بیش قیمت مخطوطہ کتاب خانہ رامپور میں محفوظ ہے۔ اس کے خاتمے سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد الجبار بن الحسین بن ابی القاسم الحاج الفراہانی نے ۵۵۳ھ (۱۱۵۸ء) میں اس کی کتابت سے فراغت حاصل کی تھی۔ کتاب کے سرورق پر خود کاتب کتاب ہی کے خط میں لکھا ہے: "کتاب خصائص الآئمہ الاثنی عشر علیہم السلام تصنیف السید الامام الرضی ذی الحسبین ابی الحسن محمد بن الحسین بن موسی الموسوی رضی اللہ عنہ"۔

اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ خصائص کا مؤلف شریف رضی ہے۔ کاتب کے اس قول کی تائید اُس اجازے سے بھی ہوتی ہے جو سرورق ہی پر کتاب و مؤلف کے نام کے نیچے مندرج ہے۔ اس اجازے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو الرضا فضل اللہ بن علی الحسین الراوندی نے ذیقعدہ ۵۵۵ھ (۱۱۶۰ء) میں یہ کتاب عبد الجبارِ مذکور کو پڑھائی اور خود اُس کی سند "ابو الفتح اسمٰعیل بن الفضل بن احمد الاخشید السّراج" سے حاصل کی۔ اس کتاب کو ابو المظفر عبد اللہ بن الشبیب سے پڑھا، اور اُنہوں نے ابو الفضل الخزاعی سے اجازہ لیا، جو خود شریف رضی کا شاگرد تھا۔ اس اجازے سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ فضل اللہ راوندی کے نزدیک، اُس کے اساتذہ کے بیان کے

---

[1] ایضاً ج ۱، ص ۵۴۔

مطابق کتاب الخصائص کا مؤلف الشریف رضی ہی ہے۔خصائص کے کاتب اور اُس کے استاد راوندی کی تحریر کی تائید علامہ نجاشی کی کتاب الرجال سے بھی ہوتی ہے،جس میں اس کتاب کو شریفِ رضی کی تالیفات میں شمار کیا گیا ہے۔[1]

ان سب شہادتوں کی پشت پر خود کتاب الخصائص کی اپنی عبارتیں بھی ہیں۔چنانچہ اُس کے ورق ۲۰۰۔الف پر امیر المومنین کے ارشاد" قِيمَةُ كُلِّ امْرِئٍ مَا يُحْسِنُهٗ۔"(ہر شخص کی قیمت اُس کے اچھے کام ہیں) کے تحت لکھا ہے:

''قَالَ السَّيِّدُ الرَّضِيُّ اَبُوالْحَسَنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهٰذِهِ الْكَلِمَةُ الَّتِي لَا قِيْمَةَ لَهَا وَلَا كَلَامٌ يُوْزَنُ بِهَا''۔

سید رضی ابوالحسن رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ یہ بات ایسی ہے کہ نہ اس کی کوئی قیمت ہے اور نہ دوسرا کلام اس کا ہم وزن نظر آتا ہے۔

علاوہ ازیں اوراق ۲۰۲+الف و ۲۰۷ب و ۲۰۸+الف پر بھی مؤلف کے تبصرے ''قَالَ الشَّرِيْفُ الرَّضِيُ اَبُوالْحَسَنِ رضی اللہ عنہ" سے شروع ہوئے ہیں،اور خاتمہ کتاب کی عبارت میں مذکورہ لقب اور کنیت کے ساتھ" ذوالحسبین " بھی لکھا گیا ہے۔

ان کلمات کا "قَالَ الْمُؤَلِّفُ " یا "اَقُوْلُ " کی جگہ استعمال مؤلف کے شاگردوں کا کام ہے اور اس قسم کے استعمال عربی کتابوں میں عام طور پر نظر آتے ہیں۔اس لیے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ خود کتاب کے اندر بھی شریف رضی ہی کا نام بہ حیثیت مؤلف لیا گیا ہے۔

اور جب خصائص کو رضی کی تالیف مان لیا جائے گا،تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ نہج البلاغہ بھی شریف رضی ہی کی جمع کردہ کتاب ہے۔

---

[1] کتاب الرجال،ص ۲۸۳۔

دوسری دلیل:

شریف رضی کی تصنیفات میں نجاشی اور دیگر مورخوں نے اُن کی تفسیرِ قرآن موسوم بہ "حقائق التنزیل" کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس تفسیر کی جلد پنجم نجف اشرف میں ۱۳۵۵ھ (۱۹۳۷ء) میں چھپ چکی ہے اور میرے سامنے موجود ہے۔ اس کے ص ۱۶۷ پر مؤلف لکھتا ہے کہ:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَعْلَمَ بُرْهَانَ مَا اَشَرْنَا اِلَیْهِ مِنْ ذٰلِکَ، فَلْیُنْعِمِ النَّظْرَ فِی کِتَابِنَا الَّذِی اَلَّفْنَاهُ وَ وَسَمْنَاهُ بِنَهْجِ الْبَلَاغَةِ وَ جَعَلْنَاهُ یَشْتَمِلَ عَلٰی مُخْتَارِ جَمِیْعِ الْوَاقِعِ اِلَیْنَا مِنْ کَلَامِ اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ علیہ السلام فِی جَمِیْعِ الْاَنْحَاءِوَالْاَغْرَاضِ وَالْاَجْنَاسِ وَالْاَنْوَاعِ مِنْ خُطَبٍ وَ کُتُبٍ وَ مَوَاعِظَ وَ حِکَمٍ ۔وَبَوَّبْنَاهُ اَبْوَابًا ثَلَاثَةً یَشْتَمِلُ عَلَی هٰذِهِ الْاَقْسَامِ مُمَیِّزَةً مُفَصِّلَةً۔

جو شخص ہمارے اس اشارے کی دلیل جاننا چاہتا ہے، وہ ہماری اُس کتاب کو گہری نظر سے دیکھے جسے ہم نے تالیف کر کے نہج البلاغہ نام سے موسوم کیا ہے، اور یہ کلام امیر المومنینؑ کے اُس تمام چیدہ حصّے پر مشتمل ہے جو ہم تک پہنچا ہے۔ خطبے ہوں یا خطوط یا نصائح یا حکمت آمیز باتوں کی کسی غرض، قسم یا نوع سے متعلق ہوں اور ہم نے اُسے تین ابواب پر تقسیم کر دیا ہے، کہ یہ اُن سب قسموں پر جُداگانہ اور تفصیلی حیثیت سے مشتمل رہے۔

اس عبارت میں "نہج البلاغہ" کا نام اور پورا حلیہ بتا دیا گیا ہے، جس سے بلا شک وشبہ معلوم ہو جاتا ہے کہ "حقائق التنزیل" اور "نہج البلاغہ" کا مؤلف ایک ہی شخص ہے۔ چونکہ "حقائق" کا تالیفِ شریفِ رضی ہونا مسلّم ہے، لہذا "نہج" کا مؤلف بھی اُنھیں کو تسلیم کیا جائے گا۔

تیسری دلیل:

علامہ نجاشی وغیرہ نے شریفِ رضی کی ایک اور کتاب "مجازات الآثار النبویہ" کا بھی ذکر کیا ہے، میرے سامنے اس کتاب کا بھی ایک مطبوعہ نسخہ موجود ہے۔ اُس کے ص ۲۲ پر مؤلف کہتا ہے کہ:

يُبَيِّنُ ذٰلِكَ قَوْلُ اَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ علیہ السلام فِي كَلَامٍ لَهٗ "تَخَفَّفُوْا تَلْحَقُوْا"۔

امیرالمومنینؑ کے اُس قول سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے جو اُن کی ایک گفتگو میں ہے کہ "سبک بار بنو۔ جا ملو گے"۔

وَ قَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ فِي كِتَابِنَا الْمَوْسُوْمِ بِنَهْجِ الْبَلَاغَةِ الَّذِيْ اُوْرِدَ فِيْهِ مُخْتَارُ جَمِيْعِ كَلَامِهٖ۔

اور ہم نے اس کا ذکر اپنی کتاب نہج البلاغہ میں کر دیا ہے۔ جس میں آپ کے سارے کلام کا چیدہ حصہ موجود ہے۔

اور پھر ص ۱۴۱ پر رقمطراز ہے کہ:

وَ مِثْلُ ذٰلِكَ قَوْلُ اَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ علیہ السلام مَنْ يُعْطِ بِالْيَدِ الْقَصِيْرَةِ يُعْطَ بِالْيَدِ الطَّوِيْلَةِ۔

اسی جیسا ہے امیرالمومنین علی علیہ السلام کا یہ قول کہ "جو چھوٹے ہاتھ سے دے گا، وہ لمبے ہاتھ سے پائے گا"۔

وَ قَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِنَا الْمَوْسُوْمِ بِنَهْجِ الْبَلَاغَةِ ۔

اور اس بات کو ہم نے اپنی کتاب موسوم بہ نہج البلاغہ میں ذکر کیا ہے۔

مؤلفِ "مجازات" نے جن حکیمانہ اقوال کا حوالہ دیا ہے وہ "نہج البلاغہ" میں سچ مچ موجود ہیں۔[1]

---

[1] نہج، ج ۱، ص ۵۴ و ج ۳، ص ۲۰۴۔

اس لئے یہ نتیجہ نکالنا قرینِ قیاس ہے کہ ان دونوں کتابوں کا مؤلف ایک ہی ہے اور چونکہ "مجازات" کا شریفِ رضی کی تصنیف ہونا ثابت ومسلّم ہے۔اس بناء پر "نہج" کو بھی انہی کی تالیف مانا جائے گا۔

یہاں یہ بیان کردینا بھی مناسب ہے کہ خود "نہج البلاغہ" میں بھی "مجازات" کا بہ ایں الفاظ ذکر آیا ہے:

وَقَدْ تَكَلَّمْنَا عَلَى هٰذَا الْاِسْتِعَارَةِ فِيْ كِتَابِنَا الْمَوْسُوْمِ مَجَازَاتِ الْآثَارِ النَّبْوِيَّةِ۔[1]

ہم نے اس استعارے پر اپنی کتاب موسوم بہ مجازات الآثار النبویہ میں بھی گفتگو کی ہے۔

"نہج" میں جس استعارے کا "مجازات" میں مذکور ہونا بتایا گیا ہے۔وہ امیر المومنین کا یہ قول ہے کہ "اَلْعَيْنُ وِكَآءُ السَّهِ" (آنکھ سرین کا بندھن ہے) اور "مجازات" کے محولۂ بالا نسخہ میں ص ۱۷۸ پر موجود ہے۔اس موقع پر ان دونوں کتابوں کے الفاظ اتنے ملتے جلتے ہیں کہ انھیں دو مؤلفوں کا قرار نہیں دیا جاسکتا۔

یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جب "مجازات" میں "نہج" کا حوالہ آچکا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ "نہج" کی تالیف کا کام "مجازات" سے پہلے انجام پا چکا تھا۔"نہج" کے اندر ایسی کتاب کا حوالہ کس طرح آگیا جو اُس کے بعد کی تالیف ہے۔اس شبہ نہ کرنے کی دلیل یہ ہے کہ "نہج" کے خاتمے میں مؤلف نے لکھا ہے کہ میں ہر باب کے خاتمہ میں کچھ اوراق سادہ چھوڑ دوں گا تا کہ مزید منتخب کلام کے اضافہ میں سہولت رہے۔[2]

"مجازات" کا حوالہ جس عبارت میں نظر آتا ہے وہ عام مطبوعہ وقلمی نسخوں میں تو دوسرے

---

[1] ایضاً ج ۳،ص ۲۶۳۔

[2] ایضاً ج ۳،ص ۲۶۷۔

حصّوں سے ممتاز نہیں ہے۔ لیکن کتاب خانۂ رامپور میں ایک قلمی نسخہ محفوظ ہے، جس کا کاتب وہی عبدالجبار ہے جس نے مذکورہ بالا "خصائص الائمہ" کا نسخہ لکھا تھا۔ اس نسخے کے خاتمے میں لکھا ہے کہ "میں نے اسے سید ضیاء الدین تاج الاسلام ابوالرضا فضل اللہ بن علی بن عبید اللہ الحسینی کے قلم کے لکھے ہوئے نسخے سے ۱۹ جمادی الاولیٰ ۵۵۳ھ (۱۸ جون ۱۱۵۸ء) کو نقل کیا اور دورانِ کتابت میرا قیام اُنہی کی خدمت میں رہا"۔

اور پھر اس خاتمے کے نیچے لکھا ہے کہ مَیں نے ایک اور صاحب کی معیت میں اس کتاب کو تاج الاسلام سے ۵۵۴ھ میں پڑھا۔

اس نسخے میں اصل کتاب کے خاتمے پر لکھا ہے۔

''زِيَادَةٌ مِّنْ نُّسْخَةٍ كُتِبَتْ عَلٰى عَهْدِ الْمُصَنِّفِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ سَلَامُهٗ'' (ورق ۱۶۹۔الف)

یہ عبارت بتاتی ہے کہ اس کے تحت میں جو اندراجات ہوں گے وہ بعد کے اضافے تسلیم کیے جائیں گے۔ چنانچہ نہج البلاغہ کی عبارت جس میں "مجازات الآثار النبویہ" کا حوالہ آیا ہے اس نسخے کے اندر اُسی عنوان کے تحت مندرج ہے۔

دلیل چہارم:

"نہج البلاغہ"[1] کے کچھ نسخوں میں بھی مختلف تشریحوں سے پہلے شریف رضی کا نام ملتا ہے۔ اس سلسلے میں "نہج" کا وہ نسخہ قابلِ ملاحظہ ہے جسے محمد محی الدین عبدالحمید، استادِ جامع ازہر، نے اپنی تصحیح کے بعد مطبعۃ الاستقامہ قاہرہ سے شایع کرایا ہے۔ اِن کے پیشِ نظر "نہج" کے آٹھ نسخے تھے، جن میں سے ایک کے ساتھ ابن ابی الحدید کی شرح اور دوسرے کے ساتھ ابن میثم کی شرح بھی تھی۔ ابن میثم کی شرح کا ایک نہایت عمدہ قلمی نسخہ بھی دورانِ مقابلہ میں اُن کے سامنے رہا تھا۔ اس حساب

[1] ملاحظہ ہو نسخہ مذکور ج ۲، صفحات ۲۱۲۔۲۲۸ و ج ۳، صفحات ۲۶۔۷۷۔۱۴۶۔۱۴۹۔۱۶۱۔۱۶۲۔۱۷۰۔۱۹۱۔۱۹۵۔۲۰۴۔۲۰۵۔۲۱۰۔۲۱۱۔۲۲۸۔۲۲۹۔۲۴۵۔۲۴۹۔۲۵۷۔۲۶۲۔تا ۲۶۷۔

سے اُنہوں نے ۹ نسخوں سے اپنے نسخے کو مرتب کیا ہے۔

عبدالحمید کے اس نسخے میں جابجا ''قَالَ الرَّضِیُ'' یا ''قَالَ الرَّضِیُ اَبُوْالْحَسَنِ'' آیا ہے۔ظاہر ہے کہ ان سب نسخوں میں نہیں،تو کچھ کے اندر ضرور شریفِ رضی کا نام آیا ہوگا،ورنہ مصحح اپنی طرف سے کبھی نہ بڑھاتا۔اور یہ اس کی دلیل ہے کہ نہج البلاغہ شریفِ رضی کی تالیف ہے،ورنہ کہیں اور کسی مخطوطے یا مطبوعہ نسخے میں تو شریفِ مرتضیٰ کا نام ملتا۔

اس کی تائید ہماری مخطوطے سے بھی ہوتی ہے ۔امیرالمومنین علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرماتے ہوئے آخر میں ارشاد کیا ہے کہ:۔

فَمَنْ قَامَ لِلّٰهِ فِيْهَا بِمَا يَجِبُ عَرَّضَهَا اللّٰهُ لِلدَّوَامِ وَالْبَقَاءِ،
وَمَنْ لَمْ يَقُمْ لِلّٰهِ فِيْهَا بِمَا يَجِبُ عَرَّضَهَا لِلزَّوَالِ وَالْفَنَاءِ ۔[1]

جو شخص نعماتِ الٰہی میں رہ کر اللہ کے لئے واجبات ادا کرے گا۔اللہ اُن نعمتوں کو پائیدار بنادے گا۔اور جو اس حالت میں واجبات ادا نہ کرے گا،اللہ اُن نعمتوں کو زائل فرمادے گا۔

ہمارے نسخے میں (ورق ۱۶۵۔الف سطر ۸) ''فَمَنْ'' کے اوپر ''لَا'' اور ''وَالْفَنَا'' کے اوپر ''اِلٰی''،لکھ کر حاشیہ پر تحریر کیا ہے:۔

''فِیْ نُسْخَةِ الرَّضِیِّ۔فَاِنْ اَقَامَ بِمَا يَجِبُ لِلّٰهِ فِيْهَا عَرَّضَ نِعْمَتَهٗ لِدَوَامِهَا وَاِنْ ضَيَّعَ مَا يَجِبُ لِلّٰهِ فِيْهَا عَرَّضَ نِعْمَتَهٗ لِزَوَالِهَا''۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاتب اور مصحح میں سے کسی ایک کے پاس ''نہج'' کا کوئی ایسا نسخہ بھی موجود تھا،جو اس کے مؤلف شریفِ رضی کی ملکیت میں رہ چکا تھا،یا خود اُنہی کے قلم کا نوشتہ تھا۔یہ اس کا ثبوت ہے کہ کتاب شریفِ رضی ہی کی تصنیف و تالیف ہے۔

---

[1] ایضاً ج ۳،ص ۲۴۳۔

دلیل پنجم:

نہج البلاغہ کی تقریباً ۴۰ یا ۵۰ عربی اور فارسی زبان میں شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔[1] ان میں سے کم از کم حسبِ ذیل کے اندر بالیقین شریفِ رضی ہی کو مؤلف کتاب تسلیم کیا گیا ہے:

(۱) شرح سید علی بن ناصر علوی موسوم بہ "اعلام نہج البلاغۃ"۔

کشف الحُجب سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح مذکور مؤلف "نہج البلاغہ" کا معاصر تھا۔[2]

اس شرح کا ایک قلمی نسخہ جو بارھویں صدی ہجری کا نوشتہ معلوم ہوتا ہے، کتاب خانہ رامپور میں موجود ہے۔ اس کے ورق ۱۹۔ب پر لفظ "ملطاط" کی تشریح شارح نے ان الفاظ میں کی ہے:

"قَالَ السَّیِّدُ الْاَجَلُّ الرَّضِیِّ، رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، یَعْنِیْ بِالْمِلْطَاطِ السَّمْتُ الَّذِی اَمَرَهُمْ بِلُزُوْمِهٖ۔ الخ"۔

سید اجل الرضی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ملطاط سے امیر المومنینؑ کی مراد وہ سمت ہے جس کے اختیار کرنے کا اُنہوں نے حکم دیا تھا۔

"ملطاط" کی یہ تشریح انہی الفاظ میں "نہج البلاغہ" کے اندر موجود ہے۔[3] اس کا یہ مطلب ہوا کہ شارح کے نزدیک "نہج" کا مؤلف شریفِ رضی ہے۔

(۲) شرح الشیخ ابی الحسن (یا الحسن) بن ابی القاسم زید بن محمد بن علی البیہقی النیشاپوری معروف

---

[1] ملاحظہ ہو فہرست کتاب خانہ عمومی معارف۔ مرتبہ مولانا عبدالعزیز جوہر کلام ص ۱۴۱ بعد، طبع تہران۔

[2] مجھے اس میں شُبہ ہے کہ ہمارا نسخہ اُسی "اعلام نہج البلاغہ" کا ہے، جو مؤلف کے معاصر کی تالیف ہے اور "نہج" کی سب سے پہلی شرح مانی جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں جابجا "قال بعض الشارحین" نظر آتا ہے جو اس کا ثبوت ہے کہ اس شرح سے پہلے بھی متعدد شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔ نیز اس کا طرزِ بیان بھی پانچویں صدی کے علماء کا نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے بعید نہیں کہ اس شرح کا مؤلف کوئی متاخر شخص ہو، اور اُس نے بھی اپنی شرح کا نام "اعلام نہج البلاغہ" رکھ دیا ہو۔ علاوہ ازیں یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کاتب نے دانستہ اعلام کا دیباچہ کسی مابعد کی شرح کے اول میں لکھ کر اُس کی حیثیت کو بلند کر دیا ہو۔ جو حضرات قلمی کتابوں سے زیادہ وابستہ رہے ہیں۔ ان کی نظر سے ایسے متعدد قلمی نسخے گزرے ہوں گے جن میں اسی قسم کی کاروائیاں پائی جاتی ہیں۔

[3] نہج البلاغہ، ج ۱، ص ۹۴۔

بفریدِ خراسان۔

شارحِ مذکور اپنے عہد کا مشہور متکلم وفقیہ اور ابن شہر آشوب مؤلفِ مناقبِ آلِ ابی طالب متوفی ۵۸۸ھ (۱۱۹۲ء) کا استاد تھا[۱]

اس کی شرح کا ایک مخطوطہ شیخ محمد صالح بن شیخ احمد آل طعان قطیفی بحرینی کے پاس موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح نے ۵۱۶ھ (۱۱۲۲ء) میں "نہج" کو حسین بن یعقوب سے پڑھا۔ اُنہوں نے شیخ جعفرِ درویش سے قرائت کی اور شیخ جعفر نے خود شریفِ رضی سے اجازہ پایا۔ یہ سند بھی اس کا ثبوت ہے کہ "نہج" کے مؤلف شریفِ رضی ہیں۔

(۳) شرح ابن ابی الحدیدِ المعتزلی متوفی ۶۵۵ھ (۱۲۵۷ء)

یہ شرح ایران اور مصر دونوں جگہ چھپ چکی ہے اور اپنا جواب نہیں رکھتی۔ اس کے دیباچے میں شارح نے کتاب کو شریفِ رضی کی تالیف قرار دیا ہے اور شرح کے آغاز میں اُن کا مفصل تذکرہ بھی درج کیا ہے۔ خود اندرونِ کتاب میں بھی جگہ جگہ "رضی" کا نام تشریحات وغیرہ کے سلسلے میں نظر آتا ہے۔

(۴) شرح ابن میثم البحرانی متوفی ۶۷۹ھ (۱۲۸۰ء)۔ یہ شرح بھی ایران میں چھپ چکی ہے اور اس میں بھی شریفِ رضی ہی کو مؤلفِ کتاب تسلیم کیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ حسبِ ذیل شرحیں بھی کہیں نہ کہیں دستیاب ہوتی ہیں، اور مجھے گمانِ غالب ہے کہ اِن میں بھی شریفِ رضی ہی کو مؤلفِ نہج البلاغہ قرار دیا گیا ہوگا ورنہ عبدالعزیز جواہر کلام اس کا ضرور ذکر کرتے۔

۱۔ شرح قطب الدین ابوالحسین سعید بن ہبۃ اللہ بن الحسن الراوندی متوفی ۵۷۳ھ (۱۱۷۷ء) موسوم بہ "منہاج البراعۃ"۔ روضات الجنات اور کشف الحجب[۲] میں اس کا ذکر پایا جاتا

---

[۱] کشف الحجب، ص ۵۵۵۔

[۲] ایضاً ص ۵۶۵، وروضات، ص ۳۰۱۔

ہے۔ نیز تہران کے سرکاری کتاب خانہ میں اس کا ایک مخطوطہ محفوظ ہے۔

۲۔ شرح النفائس مؤلفہ ۷۵۹ھ (۱۳۵۸ء)۔ اس کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ لیکن ایک مخطوطہ کتاب خانہ رضوی میں موجود ہے۔

۳۔ شرح کمال الدین عبدالرحمن بن محمد بن ابراہیم العتائقی الحلی مؤلفہ ۷۷۰ھ (۱۳۶۸ء) اس کا ایک قلمی نسخہ خزانۂ امیر المومنین علیہ السلام نجف اشرف میں محفوظ ہے۔

ان دلائل سے یہ امر حتماً ثابت ہوجاتا ہے کہ "نہج البلاغہ" شریفِ مرتضی کی نہیں، بلکہ اُن کے چھوٹے بھائی شریفِ رضی کی تالیف ہے اور ابنِ خلکان سے لے کر ڈاکٹر بروکلمان [۱] تک جس کسی نے بھی اسے شریفِ مرتضیٰ کی طرف منسوب کیا ہے، اُس نے پوری تحقیق سے کام نہیں لیا، ورنہ اتنا کُھلا ہوا دھوکا کبھی نہ کھا سکتا تھا۔

مندرجات کی حیثیت:

نہج البلاغہ کے سلسلے میں دوسرا تحقیق طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس کے خطبے اور خطوط وغیرہ کی سندی حیثیت کیا ہے۔ یعنی یہ جعلی ہیں یا اصلی۔ اور جعلی ہیں تو یہ جعل کس نے کیا ہے۔ شریفِ رضی جامعِ نہج البلاغہ نے، یا اُس سے پہلے کہ فصحاء شیعہ یا غیر شیعہ نے؟

ابنِ خلکان اور اُس کے پیرووں نے نہج البلاغہ کے مندرجات کو اُس کے مؤلف ہی کی کاوشِ دماغی قرار دیا ہے۔ اُن کے اس دعوے کی دلیلوں سے بعد میں بحث کی جائے گی۔ سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ خود کتاب کے اندر بھی ایسا کوئی ثبوت موجود ہے۔ جو اس الزام کی تردید کر سکے۔ اس نقطۂ نگاہ سے نہج کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں متقدم مصنفین کے متعدد حوالے نظر آتے ہیں۔

---

[۱] علمائے جدید میں سے فاندیک نے اکتفاء القنوع ص ۸۱ میں سید رضی کی جگہ سید رازی لکھ دیا ہے۔ جو غالباً کتابت کی غلطی ہے۔ جرجی زیدان نے تاریخ آداب اللغۃ العربیہ، ج ۲، ص ۲۸۸ میں اور ڈاکٹر بروکلمان المانوی نے تاریخ ادب عربی (بزبان جرمنی) ج ۱ ص ۴۰۴ اور اُس کے تتمّہ کی ج ۱، ص ۷۰۴ میں نہج کا مؤلف سیدِ مرتضیٰ کو قرار دیا ہے۔ گو موخر الذکر نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض نے اسے سید رضی کی تالیف بتایا ہے۔ چنانچہ سید رضی کے حال (تتمہ ج ۱، ص ۱۳۱) میں اس کا ذکر تبعاً کر دیا ہے۔ مستقل مصنفات میں اسے نہیں لیا۔

ماخذ کتاب:

(۱) امیر المومنین علیہ السلام کا خطبہ نمبر ۱۳[نہج البلاغہ،مطبوعہ مرکز افکار اسلامی خطبہ ۳۲،ص۱۹۶] ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔

{اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّا قَدْ اَصْبَحْنَا فِيْ دَهْرٍ عَنُوْدٍ، وَ زَمَنٍ كَنُوْدٍ، يُعَدُّ فِيْهِ الْمُحْسِنُ مُسِيْٓـئًا، وَ يَزْدَادُ الظَّالِمُ فِيْهِ عُتُوًّا، لَا نَنْتَفِعُ بِمَا عَلِمْنَا، وَلَا نَسْئَلُ عَمَّا جَهِلْنَا، وَلَا نَتَخَوَّفُ قَارِعَةً حَتّٰى تَحُلَّ بِنَا}[1]

لوگو! ہم کجرو زمانے اور ناشکرے عہد میں واقع ہوئے ہیں، جس میں نیکوکار کو بدکار شمار کیا جاتا ہے، اور ظالم زیادہ اکڑفوں دکھاتا ہے، ہم اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھاتے، اور نہ اُن باتوں کو دریافت کرتے ہیں، جن کا علم نہیں رکھتے، نہ مصیبت کے سر پر آپڑنے سے پہلے اُس سے ڈرتے ہیں۔

اس خطبہ کو نقل کر کے جامع کہتا ہے:۔

هٰذِهِ الْخُطْبَةُ رُبَّمَا نَسَبَهَا مَنْ لَّا عِلْمَ لَهٗ اِلٰى مُعَاوِيَةَ، وَ هِيَ مِنْ كَلَامِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عليه السلام الَّذِيْ لَا يُشَكُّ فِيْهِ وَ اَيْنَ الذَّهَبُ مِنَ الرَّغَامِ؟ وَ الْعَذْبُ مِنَ الْاُجَاجِ؟ وَ قَدْ دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ الدَّلِيْلُ الْخِرِّيْتُ، وَ نَقَدَهُ النَّاقِدُ الْبَصِيْرُ عَمْرُو بْنُ بَحْرٍ الْجَاحِظُ، فَاِنَّهٗ ذَكَرَ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ فِيْ كِتَابِ ''الْبَيَانِ وَ التَّبْيِيْنِ''، وَ ذَكَرَ مَنْ نَّسَبَهَا اِلٰى مُعَاوِيَةَ، ثُمَّ قَالَ: هِيَ بِكَلَامِ عَلِيٍّ عليه السلام اَشْبَهُ، وَ

[1] نہج البلاغہ، ج۱،ص ۷۳۔

بِمَذْهَبِهٖ فِیْ تَصْنِیْفِ النَّاسِ وَ بِالْاِخْبَارِ عَمَّا هُمْ عَلَیْهِ مِنَ الْقَهْرِ وَ الْاِذْلَالِ وَ مِنَ التَّقِیَّةِ وَ الْخَوْفِ اَلْیَقُ۔

قَالَ: وَ مَتٰی وَجَدْنَا مُعَاوِیَةَ فِیْ حَالٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ یَسْلُكُ فِیْ كَلَامِهٖ مَسْلَكَ الزُّهَّادِ وَ مَذَاهِبَ الْعُبَّادِ؟!.[1]

اس خطبہ کو بہت سے لاعلموں نے معاویہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ یہ بیشک و شُبہ امیرالمومنینؑ کا کلام ہے۔ بھلا ریتلی مٹی میں سے سونا کب نکلتا ہے اور کھاری پانی میں سے میٹھا پانی کب پیدا ہوتا ہے۔ اس امر کی طرف حاذق راہنما نے راہنمائی کی ہے اور صاحبِ بصیرت نقاد عمرو بن بحر الجاحظ نے اسے پرکھا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی کتاب البیان والتبیین میں اس خطبے کا ذکر کیا ہے اور معاویہ کی طرف اس کی نسبت کرنے والوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ پھر کہا ہے کہ یہ علی علیہ السلام کے کلام سے زیادہ مشابہ ہے۔ اور لوگوں کے اصناف و اقسام بیان کرنے، اور اُن کے ڈر، بچاؤ، تذلیل اور زیادتی کی اطلاع دینے میں اُن کا جو طریقہ ہے، اُس کے زیادہ لائق ہے۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ ہم نے معاویہ کو کسی حالت میں بھی زاہدوں کے مسلک اور عابدوں کے طریقے پر چلتا کب پایا ہے۔

یہ خطبہ جاحظ کی کتاب البیان والتبیین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام سے درج ہے اور اس کے آخر میں جاحظ کی مذکورہ بالا تنقید بھی ایک دو الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ موجود ہے۔[2]

جاحظ کا پورا نام ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظ المعتزلی ہے اور یہ محرم ۲۵۵ھ (۸۶۸ء) میں فوت ہوا ہے۔[3]

---

[1] نہج البلاغہ، ج ۱، ص ۶۷۔

[2] البیان والتبیین، ج ۱، ص ۱۷۲۔ طبع مصر ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۳ء) نیز دیکھئے منتخبات البیان والتبیین للثعالبی ص ۱۰۱۔

[3] تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۲۲۰، والکامل لابن الاثیر، ج ۷، ص ۷۷، و مرآۃ الجنان للیافعی، ج ۲، ص ۱۶۲۔۔ لیکن شذرات، ج ۲، ص ۱۲۱ میں ۲۵۰ھ وفات بتائی ہے۔

(۲) امیر المومنین کے خطبہ ۲۲۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲۸، ص ۶۴۵] کے شروع میں جامع نے لکھا ہے کہ

''ذَکَرَهَا الْوَاقِدِیُّ فِیْ کِتَابِ الْجَمَلِ''۔ اسے واقدی نے کتاب الجمل میں بیان کیا ہے۔ اوراس کے بعد اس خطبے کا یہ حصّہ نقل کیا ہے:

{فَصَدَعَ بِمَآ اُمِرَ بِهٖ، وَ بَلَّغَ رِسَالَاتِ رَبِّهٖ. فَلَمَّ اللّٰهُ بِهِ الصَّدْعَ، وَ رَتَقَ بِهِ الْفَتْقَ، وَ اَلَّفَ بِهِ الشَّمْلَ بَیْنَ ذَوِی الْاَرْحَامِ، بَعْدَ الْعَدَاوَةِ الْوَاغِرَةِ فِی الصُّدُوْرِ، وَالضَّغَآئِنِ الْقَادِحَةِ فِی الْقُلُوْبِ}[1]

پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کاموں کو جن پر مامور تھے برملا پیش کیا اور اپنے رب کے پیام پہنچائے۔ نتیجۃً اللہ نے اُن کے ذریعہ سے شگاف کو بھر دیا اور پھٹے کو سی دیا۔ اور آپ کی وساطت سے رشتہ داروں کے درمیان افتراق کو اجتماع سے بدل دیا، حالانکہ اُن کے سینوں میں دشمنی تھی، اور دلوں میں بھڑکنے والے کینے پائے جاتے تھے۔

(۳) واقدی کی اسی کتاب سے امیر المومنینؑ کا خط نمبر ۷۵ [نہج البلاغہ مطبوعہ افکار، خط ۷۵، ص ۸۱۸] نقل کیا گیا ہے، جو آپ نے اپنی بیعت لینے کے بعد لکھا تھا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

{اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ عَلِمْتَ اِعْذَارِیْ فِیْکُمْ وَ اِعْرَاضِیْ عَنْکُمْ، حَتّٰی کَانَ مَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَ لَا دَفْعَ لَهٗ، وَ الْحَدِیْثُ طَوِیْلٌ، وَ الْکَلَامُ کَثِیْرٌ، وَ قَدْ اَدْبَرَ مَا اَدْبَرَ، وَ اَقْبَلَ مَا اَقْبَلَ. فَبَایِعْ مَنْ قِبَلَکَ وَ اَقْبِلْ اِلَیَّ فِیْ وَفْدٍ مِّنْ اَصْحَابِکَ}[2]

بعد ازاں تم اپنے معاملہ میں میرے عذر کو جانتے ہو۔ اور میرے اعراض سے

---

[1] نہج ج ۲، ص ۲۵۳۔
[2] نہج، ج ۳، ص ۱۴۹۔

واقف ہو۔تا آنکہ جو ہونا تھا جس سے گریز نہ تھا، وہ ہو گیا اور بات لمبی ہے اور گفتگو
زیادہ ہے اور جو چیز جانے والی تھی وہ چلی گئی اور جو آگے آنے والی تھی وہ پیش آ گئی۔
لہٰذا تم اپنے یہاں کے لوگوں سے بیعت لے لو اور اپنے ساتھیوں کے وفد کے ساتھ
میرے پاس چلے آؤ۔

واقدی کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن عمر بن واقد الاسلمی المدنی ہے اور اس نے ذی الحجہ ۲۰۷ھ (۱۸۲۳ء) میں انتقال کیا ہے۔[1]

ابنِ ندیم نے اس کی تصنیفات میں "کتاب الجمل" کا نام لیا ہے۔[2] مگر اب اس کتاب کا سراغ نہیں ملتا۔ ابن ندیم جامع نہج البلاغہ کا معاصر ہے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری کے آخر تک واقدی کی کتاب الجمل کے نسخے ملتے تھے۔

(۴) امیرالمومنین کا خط نمبر ۵۴ [نہج البلاغہ مطبوعہ افکار، ص ۷۹۲] حضرات طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے نام ہے۔ یہ خط ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے:

{اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ عَلِمْتُمَا وَ اِنْ كَتَمْتُمَا، اَنِّیْ لَمْ اُرِدِ النَّاسَ حَتّٰی اَرَادُوْنِیْ، وَ لَمْ اُبَایِعْهُمْ حَتّٰی بَایَعُوْنِیْ}۔[3]

بعد ازاں تم دونوں واقف ہو، گو چھپاتے ہو، کہ میں نے لوگوں کو نہیں چاہا، جب تک
انہوں نے مجھے نہیں چاہا۔ اور میں نے اُن سے بیعت نہیں لی جب تک انہوں نے
خود بیعت نہ کی۔

اس خط کے آغاز میں جامع نے لکھا ہے کہ ابوجعفر الاسکانی نے اپنی "کتاب المقامات فی

---

[1] شذرات، ج ۲، ص ۱۸۔

[2] کتاب الفہرست، ص ۱۴۴، طبع مصر ۱۳۴۸ھ (۱۹۲۹ء)

[3] نہج ج ۳ ص ۱۲۲۔

فضائل امیر المومنین" میں یہ خط نقل کیا ہے۔

ابو جعفر محمد بن عبداللہ الاسکافی المعتزلی بغداد کے محلۂ اسکاف کا باشندہ اور معتزلۂ بغداد کا امام اور فرقۂ اسکافیہ کا بانی ہے۔ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ قاضی القضاۃ نے اسے معتزلہ کے طبقۂ ہفتم میں شمار کیا ہے۔ یہ جاحظ کا معاصر ہے، اور اس کی "کتاب العثمانیہ" کا ردّ اسی نے لکھا ہے۔ بغدادی معتزلہ کی رائے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے افضل تھے۔ یہ بھی اسی رائے کا تھا۔ بقول سمعانی اس نے ۲۴۰ھ (۸۵۴ء) میں انتقال کیا ہے۔[1]

ابن ندیم اور کشف الظنون وغیرہ میں اس کتاب کا حوالہ نہیں ملتا، جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ اس کتاب نے شہرت نہیں پائی۔

(۵) بذیل خطوط نمبر ۷۴ [نہج البلاغہ مطبوعہ افکار، ص ۸۱۷] پر جامع نے ایک معاہدہ نقل کیا ہے، جو اہلِ یمن اور ربیعہ کے درمیان ہوا تھا، اور جس کی عبارت امیر المومنین علیہ السلام نے تحریر فرمائی تھی۔ یہ معاہدہ اپنے مطالب کے لحاظ سے قابلِ مطالعہ ہے۔ اس لئے میں اسے پورا نقل کرتا ہوں:

{هٰذَا مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ اَهْلُ الْيَمَنِ، حَاضِرُهَا وَ بَادِيْهَا، وَ رَبِيْعَةُ، حَاضِرُهَا وَ بَادِيْهَا، اَنَّهُمْ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ يَدْعُوْنَ اِلَيْهِ، وَ يَاْمُرُوْنَ بِهٖ، وَ يُجِيْبُوْنَ مَنْ دَعَا اِلَيْهِ وَ اَمَرَ بِهٖ، لَا يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا، وَ لَا يَرْضَوْنَ بِهٖ بَدَلًا، وَ اَنَّهُمْ يَدٌ وَّاحِدَةٌ عَلٰى مَنْ خَالَفَ ذٰلِكَ وَ تَرَكَهٗ، اَنْصَارٌ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ، دَعْوَتُهُمْ وَاحِدَةٌ، لَا يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ لِمَعْتَبَةِ عَاتِبٍ، وَ لَا لِغَضَبِ غَاضِبٍ، وَ لَا لِاسْتِذْلَالِ قَوْمٍ قَوْمًا، وَ لَا لِمَسَبَّةِ قَوْمٍ قَوْمًا۔ عَلٰى ذٰلِكَ شَاهِدُهُمْ وَ غَآئِبُهُمْ، سَفِيْهُهُمْ وَ عَالِمُهُمْ، وَ حَلِيْمُهُمْ وَ جَاهِلُهُمْ. ثُمَّ اِنَّ عَلَيْهِمْ بِذٰلِكَ عَهْدَ اللّٰهِ وَ مِيْثَاقَهٗ، اِنَّ عَهْدَ

---

[1] کتاب الانساب للسمعانی ورق ۳۵- الف و شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید ج ۲ ص، ۳۳۲ طبع ایران۔

اللّٰہِ کَانَ مَسْؤُلًا . کَتَبَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِب }[1]

یہ وہ معاہدہ ہے جس پر اہل یمن ،شہری اور دیہاتی ، اور بنی ربیعہ،شہری اور دیہاتی سب متفق ہیں۔یعنی وہ اللہ کی کتاب پر چلیں گے،اُس کی طرف لوگوں کو بلائیں گے اوراُس پر چلنے کا حکم دیں گے،اور جو اُس کی طرف بلائے گا اوراُس پر چلنے کا حکم دے گے اُس کی مانیں گے، نہ اُسے کسی قیمت پر بیچیں گے اور نہ اُس کا بدل پسند کریں گے اور جو کتاب اللہ کے خلاف ہوگا اوراُسے ترک کرے گا اُس کے مقابلہ میں متحد ہوں گے اور ایک دوسرے کی مدد کریں گے ان کی پکار ایک ہوگی۔اپنے اس عہد کو کسی کی خفگی یا ناراضگی کی بنا پر نہ توڑیں گے اور نہ کسی قوم کو ذلیل کرنے یا سبّ وشتم کرنے کے لئے اس کی خلاف ورزی کریں گے۔

اس معاہدے پر اُن کے حاضر اور غائب۔بیوقوف اور عالم۔بُردبار اور جاہل سب عامل رہیں گے۔پھر اس معاہدے کی پشت پر عہد و میثاق ہے۔بے شک اللہ سے جو قول وقرار کیا جائے اُس کی باز پُرس ہوگی۔علی ابن طالب نے لکھا۔

اس کے شروع میں جامع نے لکھا ہے کہ میں اسے ہشام بن الکلبی کے خط سے نقل کررہا ہوں۔

ابن الکلبی کا پورا نام ابوالمنذر ہشام بن محمد بن السایب الکلبی ہے اور اس نے ۲۰۴ھ (۸۱۹ء) میں انتقال کیا ہے۔اس نے ۱۵۰ سے زائد کتابیں لکھی تھیں،جن میں ۱۴۴ کا ذکر ابنِ ندیم کے یہاں بھی ملتا ہے۔[2] اس کی کس کتاب سے جامع نے یہ معاہدہ نقل کیا، اس کا پتہ چلانا دشوار ہے۔بظاہر یہ عہد نامہ اس کی کسی کتابُ الحِلْف سے نقل کیا گیا ہوگا اور جامع کے سامنے اس کا کوئی بخطِ مؤلف نسخہ موجود ہوگا۔

(۶) امیرالمومنین کا خط نمبر ۷۸[نہج البلاغہ مطبوعہ افکار،ص ۸۱۹] حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے

---

[1] نہج، ج ۳،ص ۱۴۸۔

[2] کتاب الفہرست،ص ۱۴۰۔ولسان المیزان،ج ۶،ص ۱۹۶، وشذرات، ج ۲،ص ۱۳،فہرست میں ۲۰۶ھ سال وفات بتایا ہے اور کامل ج ۵،ص ۱۳۳ میں اسے قول بعض قرار دیا ہے۔

نام ہے۔ یہ خط ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے:

{فَاِنَّ النَّاسَ قَدْ تَغَيَّرَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ عَنْ كَثِيْرٍ مِّنْ حَظِّهِمْ، فَمَالُوْا مَعَ الدُّنْيَا، وَ نَطَقُوْا بِالْهَوٰى}۔[1]

بیشک بہت سے لوگ اپنے بہت سے حقیقی حظوں کو چھوڑ چکے۔ دُنیا کے ساتھ ہو لیے اور ہَوا و ہوس کی باتیں کرنے لگے۔

اس کے شروع میں جامع نے اپنا ماخذ سعید بن یحیٰ الاموی کی کتاب ''المغازی'' کو بتایا ہے۔ اس کتاب کا نام کشف الظنون میں آیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گیارہویں صدی ہجری تک اس کے نسخے موجود تھے۔[2]

کتاب کے مؤلف کا صحیح اور پورا نام ابوعثمان سعید بن یحیی بن سعید بن ابان بن سعید العاص بن الاحیحتہ القرشی الاموی الکوفی البغدادی ہے اور اس نے ۲۴۹ھ (۸۶۳ء) میں وفات پائی ہے۔[3]

(۷) حکیمانہ اقوال کے ذیل میں ایک مستقل فصل کے اندر جامع نہج البلاغہ نے امیر المومنین کے ایسے ۹ جملے نقل کیے ہیں، [نہج البلاغہ مطبوعہ افکار، ص ۹۰۷] جن کے اندر غریب الفاظ آئے ہیں، اور اُن کی تشریح بھی کی ہے۔ ان میں سے چوتھے جملے کے الفاظ کی شرح میں لکھا ہے کہ:

---

[1] نہج، ج ۳، ص ۱۵۰۔

[2] کشف الظنون، ج ۲، کالم ۱۴۶۰ و ۱۷۴۷ طبع استنبول ۱۳۶۲ھ (۱۹۴۳ء)

[3] تاریخ بغداد، ج ۹، ص ۹۰، طبع مصر ۱۳۴۹ھ (۱۹۳۱ء) وتہذیب التہذیب ج ۴، ص ۹۷، طبع حیدر آباد ۱۳۲۶ھ (۱۹۰۸ء)۔ لیکن کشف، ج ۲، کالم ۱۷۴۷ میں ابومحمد یحیی بن سعید بن ابان الاموی الکوفی الحنفی متوفی ۱۹۱ھ کو اور کالم ۱۴۶۰ میں یحیی بن سعید بن فروخ التمیمی القطان البصری کو مؤلف بتایا ہے۔ یہ آخری نام تو کسی طرح بھی درست نہیں معلوم ہوتا۔ ہاں یہ قرین قیاس ہے کہ سعید کا باپ یحیی بن سعید کتاب المغازی کا مؤلف ہو، اس لیے کہ تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۱۳۲ اور شذرات ج ۱ ص ۳۴۱ میں اسے ابن اسحاق کی کتاب المغازی کا راوی بتایا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے مغازی وسیر سے دلچسپی تھی۔ کشف کی دوسری غلطی یہ ہے کہ اس میں یحیی القطان کا سال وفات ۱۹۴ھ (۸۰۹ء) لکھا ہے، حالانکہ بقول خطیب (تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۱۴۳ وتہذیب التہذیب ج ۱۱، ص ۲۱۹۔ انھوں نے ۱۹۸ھ (۸۱۳ء) میں وفات پائی ہے۔ تیسری غلطی یہ کی ہے کہ یحیی بن سعید کی کنیت ابوایوب کی جگہ ابومحمد بتائی ہے اور سن وفات ۱۹۱ھ لکھا ہے، حالانکہ انہوں نے تاریخ بغداد ج ۱۴، ص ۱۳۵ وتہذیب التہذیب ج ۱۱، ص ۲۱۴ کے مطابق شوال ۱۹۴ھ (۸۱۰ء) میں انتقال کیا ہے۔

هَذَا مَعْنٰى مَا ذَكَرَهٗ اَبُوْ عُبَيْدٍ ۔

یہ اس کا مطلب ہے جو ابو عبید نے بیان کیا ہے۔

ابو عبید سے مراد، القاسم بن سلام الہروی البغدادی متوفی ۲۲۴ھ (۸۳۸ء) ہے، جو اپنے عہد کا بہت بڑا محدث فقیہ اور لغت و شعر کا ماہر تھا۔ جامع نے اس کی کتاب کا نام نہیں بتایا۔ لیکن مجھے تحقیق سے پتہ چل گیا کہ یہ سب جملے اس کی کتاب "غریب الحدیث" سے منقول ہیں، جن کے ساتھ اُس کی تشریحات بھی نقل کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ کتاب خانۂ رامپور میں اس کا جو مخطوطہ تقریباً آٹھویں صدی ہجری کا لکھا ہوا محفوظ ہے اُس کے اوراق ۱۹۷ الف۔ ۲۰۳ ب میں یہ سب اقوال موجود ہیں۔

(۸) امیر المومنین کا ارشاد ہے کہ [نہج البلاغہ مطبوعہ افکار، حکمت ۳۷۳، ص ۹۴۴]:

{اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ! اِنَّهٗ مَنْ رَّاٰى عُدْوَانًا يُّعْمَلُ بِهٖ وَ مُنْكَرًا يُّدْعٰى اِلَيْهِ فَاَنْكَرَهٗ بِقَلْبِهٖ فَقَدْ سَلِمَ وَ بَرِءَ}۔[1]

مومنو! بے شک جو کوئی کسی سرکشی پر عمل ہوتا دیکھے اور مُنکر کی طرف بُلاوا سنے، اور پھر اُسے دل سے بُرا جانے تو وہ سالم اور بری رہا۔

اس کے شروع میں جامع نے تاریخِ طبری کا حوالہ دیا ہے۔ طبری جس کا پورا نام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری ہے، تاریخِ اسلام کا مشہور مؤلف ہے، اور اس نے ۳۱۰ھ (۹۲۳ء) میں وفات پائی ہے۔ مذکورہ بالا ارشادِ علوی اُس کی تاریخ کی جلد ۸ کے صفحہ ۲۱ پر موجود ہے۔

(۹) امیر المومنین کے قول "اُخْبُرْ تَقْلِهٖ" (اُس کی حقیقت کو پہچان، نفرت ہو جائے گی) [نہج البلاغہ مطبوعہ افکار، حکمت ۴۳۴، ص ۹۶۱] کے ذیل میں لکھا ہے کہ کچھ اہلِ علم اسے قولِ رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بتاتے ہیں۔ لیکن میں نے اسے کلامِ امیرؑ اس بناء پر قرار دیا ہے کہ ثعلب نے ابن الاعرابی کی زبانی بیان کیا ہے کہ خلیفۂ عباسی مامون کا قول تھا کہ اگر امیر المومنین نے "اُخْبُرْ

---

[1] نہج، ج ۳، ص ۲۴۳۔

تَقْلِهِ'' نہ کہا ہوتا تو میں کہتا ''اقْلِهِ تَخْبُرْ'' (تو اس سے نفرت کر، حقیقت کو پہچان جائے گا) [1]

ثعلب نحو ولغت کا مشہور عالم ہے اور اُس نے ۲۹۱ھ (۹۰۴ء) میں انتقال کیا ہے۔ ابن الاعرابی علومِ ادبیہ کا امام مانا جاتا ہے۔ اس نے ۲۳۰ھ (۸۴۴ء) میں وفات پائی ہے۔ مامونِ عباسی بغداد کا شہرۂ آفاق خلیفہ ہے اور ۲۱۸ھ (۸۳۳ء) میں فوت ہوا ہے۔

مجھے ثعلب کا یہ قول کسی کتاب میں نہ ملا۔ لیکن ابو ہلال حسن بن عبداللہ بن سہل العسکری متوفی بعد ۳۹۵ھ (۱۰۰۵ء) نے جمہرۃ الامثال [2] میں لکھا ہے کہ یہ کہاوت حضرت ابوالدرداءؓ کی کہی ہوئی ہے اور حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی مروی ہے۔

ابوعبید احمد بن محمد الہروی متوفی ۴۰۱ھ (۱۰۱۰ء) نے اپنی کتاب الغریبین میں لکھا ہے:

وَ مِنْهُ حَدِيْثُ اَبِي الدَّرْدَاء ۔وَجَدْتُ النَّاسَ اُخْبُرْ تَقْلِهِ ۔اَیْ مَنْ جَرَّبَهُمْ رِمَاهُمْ بِالْمَقْتِ لِخَبْثِ سِرَائِرِهِمْ وَ قِلَّةِ اِنْصَافِهِمْ وَ فَرْطِ اِیْثَارِهِمْ ۔وَ لَفْظُهُ لَفْظُ الْاَمْرِ وَ مَعْنَاهُ الْخَبْرُ ۔ [3]

اسی قسم کی ابوالدردا کی یہ حدیث ہے کہ میں نے لوگوں کو پایا "اخبر تقلہ" یعنی جو شخص انسانوں کو آزمائے گا وہ ان کا دشمن ہو جائے گا اس لیے کہ ان کے دلوں میں خباثت اور قلتِ انصاف اور خود غرضی کی زیادتی ہے اس حدیث کے لفظ تو حکم کے ہیں۔ لیکن معنی خبر و اطلاع ہیں۔

حاکم نیشاپوری نے معرفۃ علوم الحدیث (ص ۱۶۲) میں حضرت ابوالدردا سے اس حدیث کو بالفاظ ''اِخْتَبِرْ تَقْلُهٗ'' روایت کیا ہے۔

(۱۰) اسی طرح امیر المومنین کے ارشاد ''اَلْعَیْنُ وِکَآءُ السَّهِ'' (آنکھ سرین کا بندھن ہے)

---

[1] نہج، ج ۳، ص ۲۵۷۔

[2] جمہرۃ الامثال، ص ۲۶، طبع بمبئی ۱۳۰۷ھ (۱۸۸۹ء)

[3] الغریبین، ورق ۲۳۶۔الف۔مخطوط رامپور

[نہج البلاغہ مطبوعہ افکار، حکمت ۴۶۶، ص۹۶۹] کے تحت لکھا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ مذکورہ جملہ قولِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ مگر کچھ راویوں نے اسے قولِ مرتضوی بتایا تھا۔ مبرد نے اپنی کتاب المقتضب میں اس کا ذکر کیا ہے۔[1]

مبرد کا پورا نام ابوالعباس محمد بن یزید الازدی النحوی ہے اور اس نے ۲۸۵ھ (۸۹۸ء) میں انتقال کیا ہے۔ اس کی کتاب المقتضب آج موجود نہیں۔ لیکن ابن ندیم اور حاجی خلیفہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔[2]

یہ جملہ بحیثیت ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن قتیبہ الدینوری متوفی ۲۷۶ھ (۸۸۹ء) نے کتاب تاویل مختلف الحدیث ص ۶۵ میں لکھا ہے اور ابوعبید احمد بن محمد الہروی متوفی ۴۰۱ھ (۱۰۱۰ء) کی کتاب الغریبین میں بھی مذکور ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

''وَ فِیْ الْحَدِیْثِ ۔ اَلْعَیْنُ وِکَاءُ السَّہِ ۔قَالَ اَبُوْ عُبَیْدٍ وَھُوَ حَلْقَةُ الدُّبُرِ''۔[3]

اور حدیث میں آیا ہے۔ ''اَلْعَیْنُ وِکَاءُ السَّہِ'' ابوعبید نے کہا کہ ''سہ'' حلقۂ دبر کو کہتے ہیں۔

یہ ابوعبید جس کا قول غریبین میں نقل کیا گیا ہے ابوعبید القاسم بن سلام ہے۔ اس نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں احادیثِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحت اس قول کو نقل کیا ہے۔[4]

---

[1] نہج، ج ۳، ص ۲۶۳۔

[2] الفہرست، ص ۸۸۔ وکشف، ج ۲، کالم ۱۷۹۳۔

[3] الغریبین، ورق ۱۳۴۔ الف۔

[4] غریب الحدیث، ورق ۱۳۸۔ ب، مخطوطہ رامپور۔

دیگر ماخذ:

جن اہلِ علم نے تاریخ و ادب و حدیث کی کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا ہے، وہ اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ نہج البلاغہ کے بہت سے مندرجات دوسری متقدم کتابوں میں موجود ہیں، گو سید رضی نے اُن کا حوالہ نہیں دیا اور اگر بغداد چنگیزیوں کے ہاتھوں تباہ و برباد نہ ہوا ہوتا اور اُس کے عدیم النظیر کتاب خانوں کو جلا کر خاک نہ کر دیا گیا ہوتا، تو آج اُس کے ایک ایک جملے کا حوالہ ہمارے سامنے ہوتا۔ ذیل میں چند حوالے پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) اہلِ سنت کے نقطۂ نگاہ سے نہج کا سب سے زیادہ قابلِ اعتراض خطبہ "شِقشِقیّہ" ہے، جس میں امیر المومنین نے خلافت کی پچھلی تاریخ بیان فرمائی ہے، اور اس امر کی شکایت کی ہے کہ "مجھے خلافت کا دوسروں کے مقابلے میں زیادہ مستحق جانتے ہوئے بھی اہلِ حل و عقد نے نظر انداز کیا۔ تاہم میں نے صبر کیا، تا آنکہ چوتھی بار سب نے مجھے اس بار کے اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ لیکن کچھ لوگ بیعت کے بعد مخالف ہو گئے اور اہلِ اسلام میں جنگ چھڑ گئی۔ جہاں تک میرا تعلّق ہے اگر میرے مددگار موجود نہ ہوتے، نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظالم کی روک تھام اور مظلوم کی مدد فرض نہ ہوتی، تو میں اس عہدے سے الگ جا کر کھڑا ہوتا"۔

اس خطبے کا آغاز یہ ہے۔ نہج، ج۱، ص ۲۵ [نہج البلاغہ مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۰]

{اَمَا وَ اللّٰہِ! لَقَدْ تَقَمَّصَهَا فُلَانٌ، وَ اِنَّهٗ لَيَعْلَمُ اَنَّ مَحَلِّيْ مِنهَا مَحَلُّ الْقُطْبِ مِنَ الرَّحٰی}۔

بخدا، خلافت کا کُرتا فلاں نے پہن لیا۔ حالانکہ وہ خوب واقف تھے کہ خلافت میں میرا مقام وہ ہے جو کیلی کا چکّی میں ہوتا ہے۔

یہ خطبہ ابو جعفر احمد بن محمد بن خالد البرقی الشیعی متوفی ۲۷۴ھ (۸۸۷ء) نے کتاب المحاسن

میں، ابراہیم بن محمد الثقفی الکوفی متوفی ۲۸۳ء(۸۹۶ء) نے کتاب الغارات میں، ابوعلی محمد بن عبدالوہاب الجبائی البصری المعتزلی متوفی ۳۰۳ھ(۶۱۔۹۱۵ء)، ابوالقاسم البلخی مؤلف کتاب الانصاف نے اپنی اپنی کتابوں میں۔[1]

ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی الشیعی الشہیر بالشیخ الصدوق متوفی ۳۸۱ھ (۸۹۴ء) نے کتاب علل الشرائع (ص ۶۸) اور معانی الاخبار (۱۳۲) میں، ابوعبداللہ محمد بن النعمان الشیعی المعروف بالشیخ المفید متوفی ۴۱۳ھ (۱۰۲۲ء) نے کتاب الارشاد (ص ۱۶۶) اور کتاب الجمل[2] (ص ۴۶ و ۶۷) میں اور شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسی متوفی ۴۶۰ھ (۱۰۶۸ء) نے کتاب الامالی (ص ۲۳۷) میں اپنی اپنی خاص سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

شیخ صدوق نے اپنی دونوں کتابوں میں ان دوسندوں سے اس خطبے کو روایت کیا ہے:

(۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ مَاجِيْلَوَيْهِ، عَنْ عَمِّهٖ، مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي الْقَاسِمِ، عَنْ اَحْمَدَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ اللهِ الْبَرْقِيِّ عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ اَبِيْ عُمَيْرٍ، عَنْ اَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ اَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ"۔

(۲)۔ "حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اِسْحَاقَ الطَّالَقَانِيُّ رَحِمَهُ اللهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ يَحْيَى الْجَلُوْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللهِ اَحْمَدُ بْنُ عَمَّارِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ الْحِمَّانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عِيْسَى بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُزَيْمه، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ"۔

---

[1] شرح نہج البلاغہ، لابن ابی الحدید ج ۱/ص ۴۰ و فہرست کتب خطی کتاب خانہ عمومی معارف ۱/۱۳۹۔ منہاج نہج البلاغہ ص ۱۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب الغارات کا مخطوطہ موجود ہے۔

[2] کتاب الجمل، المطبعۃ الحیدریہ، نجف اشرف۔

(۲) نہج کا تیسرا خطبہ ہے (۱/۳۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۴، ص ۱۲۹]

{بِنَا اهْتَدَيْتُمْ فِي الظَّلْمَآءِ، وَ تَسَنَّمْتُمُ الْعَلْيَآءِ الخ}۔

تم نے تاریکیوں میں ہمارے ہی ذریعہ سے ہدایت پائی، اور ہمارے ہی سبب سر بلند ہوئے۔

یہ خطبہ شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۴۷) میں نقل کیا ہے۔

(۳) نہج کا چوتھا خطبہ ہے (۱/۳۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵، ص ۱۳۱]

{اَيُّهَا النَّاسُ! شُقُّوْا اَمْوَاجَ الْفِتَنِ بِسُفُنِ النَّجَاةِ}.

لوگو، فتنوں کی موجوں کو نجات کی کشتیوں سے چیرو۔

اس کے جملے {وَ اِنْ اَسْكُتْ ،يَقُوْلُوْا: جَزِعَ مِنَ الْمَوْتِ! هَيْهَاتَ بَعْدَ اللَّتَيَّا وَ الَّتِيْ! وَ اللهِ! لَابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اٰنَسُ بِالْمَوْتِ مِنَ الطِّفْلِ بِثَدْيِ اُمِّهٖ۔}

اور چپ رہتا ہوں تو کہتے ہیں کہ موت سے ڈر گئے۔ افسوس! اب یہ بات جب کہ میں ہر طرح کے نشیب و فراز دیکھے بیٹھا ہوں۔ خدا کی قسم! ابو طالب علیہ السلام کا بیٹا موت سے اتنا مانوس ہے کہ بچہ اپنی ماں کی چھاتی سے اتنا مانوس نہیں ہوتا۔

کو ابراہیم بن محمد البیہقی نے کتاب المحاسن والمساوی (۲/ ۱۳۹) میں نقل کیا ہے۔

(۴) نہج کا پانچواں کلام ہے (۱/۳۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶، ص ۱۳۴]

{وَاللهِ! لَآ اَكُوْنُ كَالضَّبُعِ: تَنَامُ عَلٰى طُوْلِ اللَّدْمِ حَتّٰى يَصِلَ اِلَيْهَا طَالِبُهَا، وَ يَخْتِلَهَا رَاصِدُهَا}.

بخدا میں بجّو جیسا نہیں ہوں جو کھٹکے پر کھٹکا ہوتا ہے مگر پڑا سوتا رہتا ہے، تا آنکہ اُس کا متلاشی سر پر آ جاتا ہے اور اُس کی گھات لگانے والا اُسے دھوکا دے دیتا ہے۔

اس کلام کا مذکورۂ بالا جملہ ابوعبید القاسم بن سلام البغدادی نے غریب الحدیث (ورق ۱۹۶۔ الف) میں یوں نقل کیا ہے۔

{وَاللّٰهِ! لَا اَكُوْنُ مِثْلَ الضَّبُعِ وَ تَسمَعُ اللَّدَمَ حَتّٰى تَخْرُجَ فَتُصَادَ}۔

بخدا میں بجّو کی طرح نہیں ہوں جو تھپکی سنتا رہتا ہے۔ تا آنکہ نکلتا ہے اور شکار ہو جاتا ہے۔

طبری نے اپنی تاریخ (۵۔۱۷۱) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۳) میں بالتفصیل یہ گفتگو لکھی ہے مگر طبری میں اس کا آغاز اس طرح ہے۔

{ لَا اَكُوْنُ كَالضَّبُعِ تَسمَعُ اللَّدَمَ۔اِنَّ النَبِیَّ قُبِضَ وَمَا اَرٰی اَحَدًا اَحَقَّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنِّیْ الخ}۔

میں بجّو کی طرح بننا نہیں چاہتا تھا جو تھپکی سنتا رہتا ہے بیشک نبی کی وفات ہوئی ہے تو میں کسی کو بھی امر خلافت کا اپنے سے زیادہ مستحق نہیں پاتا تھا۔

(۵) نہج کا نواں خطبہ ہے (۱/ ۳۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰، ص ۱۳۸]

{اَلَا وَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ قَدْ جَمَعَ حِزْبَهٗ}۔

لوگو! خبردار، شیطان نے اپنا جتھا اکٹھا کر لیا۔

یہ پورا خطبہ شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۴۶) میں نقل کیا ہے۔ آئندہ نمبر ۱۲۱ و ۱۳۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲، ص ۱۷۲] پر بھی یہی خطبہ الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

(۶) نہج کا ۱۱واں کلام ہے (۱/ ۳۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۲، ص ۱۴۳]

{فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ..... وَلَقَدْ شَهِدَنَا فِیْ عَسْكَرِنَا هٰذَآ اَقْوَامٌ فِیْٓ اَصْلَابِ الرِّجَالِ وَ اَرْحَامِ النِّسَآءِ الخ}۔

ہمارے ساتھ وہ بھی تھے جو ابھی صلب پدر اور رحمِ مادر میں ہیں۔

یہ کلام باختلاف الفاظ البرقی نے کتاب المحاسن والآداب (ورق ۵۔الف) میں نقل کیا ہے۔

(۷) نہج کا ۱۲واں کلام اہلِ بصرہ کی مذمت میں یُوں شروع ہوا ہے (۱/ ۴۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۳، ص ۱۴۴]

{كُنْتُمْ جُنْدَ الْمَرْاَةِ وَ اَتْبَاعَ الْبَهِيْمَةِ. رَغَا فَاَجَبْتُمْ. وَ عُقِرَ

فَهَرَبْتُمْ. اَخْلَاقُكُمْ دِقَاقٌ وَّ عَهْدُكُمْ شِقَاقٌ، وَ دِيْنُكُمْ نِفَاقٌ، وَ مَآؤُكُمْ زُعَاقٌ۔الخ}

تم عورت کالشکراور چوپائے کے پیرو تھے وہ بلبلایا توتم نے قبول کیا، اور اُس کی کونچیں کاٹ دی گئیں، توتم بھاگ کھڑے ہوئے۔تمہارے اخلاق پست ہیں، اور تمہارا قول وقرار ناپائدار ہے، اور تمہارا دین دوغلا پن ہے، اور تمہارا پانی کھاری ہے۔

یہ کلام ابن قتیبہ نے عیون (۱/ ۲۱۶) میں ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۱۶۹و ۲۸۲) میں، ابن شیخ الطائفہ نے اپنی امالی (ص۷۸) میں اور شیخ مفید نے کتاب الجمل (ص ۲۰۳وص ۲۱۰) میں نقل کیا ہے۔ابو الحسن علی بن الحسین المسعودی متوفی ۳۴۶ھ(۹۵۷ء) نے مروج الذہب(۲/ ۱۱) میں بالاختصار درج کیا ہے۔

(۸) نہج البلاغہ کا ۱۴اواں کلام ہے(۱/ ۴۲) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۱۵،ص ۱۵۳]

{وَاللّٰهِ! لَوْ وَجَدْتُّهٗ قَدْ تُزُوِّجَ بِهِ النِّسَآءُ وَ مُلِكَ بِهِ الْاِمَآءُ لَرَدَدْتُّهٗ، فَاِنَّ فِي الْعَدْلِ سَعَةً، وَ مَنْ ضَاقَ عَلَيْهِ الْعَدْلُ، فَالْجَوْرُ عَلَيْهِ اَضْيَقُ الخ}۔

بخدا، اگر میں جاگیروں کو ایسا پاتا کہ ان پرعورتوں کی شادیاں ہو چکی ہیں۔اور ان کے بدلے میں باندیاں خریدی جاچکی ہیں۔تب بھی واپس لے لیتا کیونکہ عدل میں بڑی وسعت ہے اور جس پرعدل وانصاف تنگ ہو جائے توظلم و جَور اُس پر اور بھی تنگ ہو جائے گا۔

ابو ہلال عسکری نے کتاب الاوائل (ص ۲۰۳) میں اس خطبے کونقل کیا ہے اور ابن ابی الحدید (۱/ ۵۰) نے لکھا ہے کہ اس خطبے کو کلبی نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۹) نہج کا ۱۵اواں کلام ہے(۱/ ۴۲) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۱۶،ص ۱۵۳]

{ذِمَّتِيْ بِمَآ اَقُوْلُ رَهِيْنَةٌ، ﴿وَ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ﴾. اِنَّ مَنْ صَرَّحَتْ

لَهُ الْعِبَرُ عَمَّا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْمَثُلَاتِ حَجَزَتْهُ التَّقْوٰى عَنْ تَقَحُّمِ الشُّبُهَاتِ، اَلَا وَ اِنَّ بَلِيَّتَكُمْ قَدْ عَادَتْ كَهَيْئَتِهَا يَوْمَ بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيَّكُمْ الخ}۔

جو کچھ میں کہوں گا اس کی صحت کا ذمہ دار اور حقّانیت کا کفیل ہوں بیشک جس کے لیے صراحت کر دے گی عبرت ان عذابوں کی جو پہلی قوموں پر آئے۔ اسے تقویٰ شبہے کے کاموں پر پڑنے سے روک دے گا۔ سن رکھو کہ تمہاری آزمائش اسی طرح ہوگی جیسی اس وقت ہوئی تھی جب اللہ نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا تھا۔

اس گفتگو کا کچھ حصّہ جاحظ نے کتاب البیان (۱/ ۱۷۰) میں اور عسکری نے اوائل ۱۰۲۔ الف میں اور ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۹۸۔الف) میں نقل کیا ہے۔ پوری گفتگو ابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ (۸۸۹ء) نے عیون الاخبار (۲/ ۲۳۶) میں، محمد بن یعقوب الکلینی متوفی ۳۲۸ھ (۹۴۰ء) نے اصول الکافی (۹۷) اور فروع کافی (۳/ ۳۲) کتاب الروضہ میں، ابن عبدربہ متوفی ۳۲۸ھ (۹۴۰ء) نے العقد (۲/ ۱۶۲) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۵ و ص ۱۴۰) میں اور شیخ الطائفہ نے الامالی (ص ۱۴۷) میں نقل کی ہے۔

(۱۰) نہج کا ۱۶واں کلام ہے (۱/ ۴۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷، ص ۱۵۸]

{اِنَّ اَبْغَضَ الْخَلَآئِقِ اِلَى اللّٰهِ رَجُلَانِ: رَجُلٌ وَّكَلَهُ اللّٰهُ اِلٰى نَفْسِهٖ، فَهُوَ جَآئِرٌ عَنْ قَصْدِ السَّبِيْلِ، مَشْغُوْفٌ بِكَلَامِ بِدْعَةٍ وَّ دُعَآءِ ضَلَالَةٍ، فَهُوَ فِتْنَةٌ لِّمَنِ افْتَتَنَ بِهٖ، ضَالٌّ عَنْ هَدْيِ مَنْ كَانَ قَبْلَهٗ، مُضِلٌّ لِّمَنِ اقْتَدٰى بِهٖ فِيْ حَيَاتِهٖ وَ بَعْدَ وَفَاتِهٖ، حَمَّالٌ خَطَايَا غَيْرِهٖ، رَهْنٌ بِخَطِيْٓئَتِهٖ الخ}۔

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض دو آدمی ہوتے ہیں، ایک وہ جسے اللہ اس کے نفس کے حوالے کر دے اور وہ سیدھے راستے سے ہٹ جائے اور بدعت کی

باتوں اور گمراہی کے بلاوے پر فدا ہوا ایسا شخص فتنہ ہے اس شخص کے لئے جو اس کی بات قبول کرے اور تارک ہے اپنے پیغمبروں کے چال چلن کا اور گمراہ کرنے والا ہے اُسے جو اُس کی مانے اس کی زندگی میں یا مرنے کے بعد وہ دوسروں کی خطاؤں کا بوجھ اٹھانے والا ہے اور اپنی خطاؤں میں گرفتار ہے۔

یہ خطبہ ابن قتیبہ نے کتاب غریب الحدیث (ابن ابی الحدید ۱/ ۵۲) میں، کلینی نے اصول الکافی (ص ۱۳) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۵) میں اور شیخ الطائفہ نے الامالی (ص ۱۴۷) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱) نہج کا ۱۸واں کلام اشعث بن قیس سے تخاطب ہے۔(۱/ ۵۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹، ص ۱۶۵] اس کا آغاز ہے۔

{مَا يُدْرِيْكَ مَا عَلَيَّ مِمَّا لِيْ؟ عَلَيْكَ لَعْنَةُ اللهِ وَ لَعْنَةُ اللّاعِنِيْنَ!}۔

تجھے کیسے معلوم ہوا کہ کیا میرے خلاف ہے اور کیا موافق۔ تجھ پر اللہ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو۔

یہ گفتگو ابوالفرج اصفہانی متوفی ۳۵۶ھ (۹۶۷ء) نے کتاب الاغانی (۱۸/ ۱۵۹) میں نقل کی ہے۔

(۱۲) نہج کا ۲۰واں خطبہ، جو ۱۶۲ویں خطبے کا ایک ٹکڑا ہے۔(۱/ ۵۴و۲/ ۹۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۱، ص ۱۷۱] حسب ذیل ہے:

{فَاِنَّ الْغَايَةَ اَمَامَكُمْ، وَ اِنَّ وَرَآءَكُمُ السَّاعَةَ تَحْدُوْكُمْ، تَخَفَّفُوْا تَلْحَقُوْا، فَاِنَّمَا يُنْتَظَرُ بِاَوَّلِكُمْ اٰخِرُكُمْ}۔

بے شک انجام تمہارے سامنے ہے اور قیامت تمہارے پیچھے ہے اور تمہیں ہانک رہی ہے۔سبک بار بنو۔ جا ملو گے۔ اور وہ تمہارے پیشرووں کی مَعیَّت میں تمہارے پچھلوں کی منتظر ہے۔

یہ پورا خطبہ طبری نے اپنی تاریخ (۵/ ۱۵۷) میں نقل کیا ہے۔

(۱۳) نہج کا ۲۱واں خطبہ ہے (۱/ ۵۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲، ص ۱۷۲]

{اَلَا وَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ قَدْ ذَمَرَ حِزْبَہٗ الخ}۔

خبردار! شیطان نے اپنے گروہ کو برانگیختہ کرلیا۔

یہ خطبہ شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۴۶) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۰۶) اور کتاب الجمل (ص ۱۲۹) میں نقل کیا ہے۔

(۱۴) نہج کا ۲۲واں خطبہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے (۱/ ۵۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۳، ص ۱۷۵]

{اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ الْاَمْرَ یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ کَقَطَرَاتِ الْمَطَرِ الخ}۔

بعدازاں، حکم الٰہی آسمان سے زمین پر بارش کے قطروں کی طرح نازل ہوتا رہتا ہے۔

اس خطبے میں آگے ایک جملہ آیا ہے ''کَانَ کَالْفَالِجِ الْیَاسِرِ'' (وہ جیتے ہوئے جواری کی طرح ہوتا ہے) یہ جملہ ابوعبید نے اپنی غریب الحدیث (ورق ۲۰۱۔ب) میں امیرالمومنینؑ کے نام سے نقل کرکے اس کے لفظوں کے تشریح کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پورا خطبہ اُس کے سامنے تھا۔ نیز ''فَاحْذَرُوْا مِنَ اللّٰہِ'' سے ''لِمَنْ عَمِلَ لَہٗ'' تک ابن مزاحم الکوفی متوفی ۲۱۲ھ (۸۲۷ء) نے کتاب الصفین (ص ۷) میں نقل کیا ہے۔

(۱۵) نہج کا ۲۴واں خطبہ ہے (۱/ ۶۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۵، ص ۱۷۸]

{اُنْبِئْتُ بُسْرًا قَدِ اطَّلَعَ الْیَمَنَ الخ} ۔

مجھے اطلاع ملی ہے کہ بُسر یمن پہنچ گیا۔

یہ خطبہ قدرے اختلاف کے ساتھ مسعودی نے مروج الذہب (۲/ ۱۱۲) میں نقل کیا ہے۔

اور اس کا یہ جملہ ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ مَلِلْتُھُمْ۔ اَلْمِلْحُ فِی الْمَآءِ''

شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۶۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۶) نہج کا ۲۵ واں خطبہ ہے (۱ / ۶۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۶، ص ۱۸۰]

{اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا نَذِيْرًا لِّلْعٰلَمِيْنَ، وَ اَمِيْنًا عَلَى التَّنْزِيْلِ، وَ اَنْتُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ عَلٰى شَرِّ دِيْنٍ، وَ فِيْ شَرِّ دَارٍ الخ}۔

بیشک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اہلِ عالم کے لئے نذیر بنا کر بھیجا تھا اور اُنہیں قرآن کا امین نے بنایا تھا، اس حالت میں کہ تم اے اہل عرب بُرے دین پر چل رہے تھے اور بُرے گھر میں بس رہے تھے۔

یہ خطبہ الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱ / ۲۹۵) میں اور اس کا ابتدائی حصہ ابن قتیبہ نے الامامۃ والسیاسۃ (ص ۱۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۱۷) نہج کا ۲۶ واں خطبہ (۱ / ۶۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۷، ص ۱۸۲] ان لفظوں سے شروع ہوتا ہے:

{اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَتَحَهُ اللّٰهُ لِخَاصَّةِ اَوْلِيَآئِهِ، وَ هُوَ لِبَاسُ التَّقْوٰى، وَ دِرْعُ اللّٰهِ الْحَصِيْنَةُ، وَ جُنَّتُهُ الْوَثِيْقَةُ، فَمَنْ تَرَكَهٗ رَغْبَةً عَنْهُ اَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ الذُّلِّ، وَ شَمْلَةَ الْبَلَآءِ الخ}۔

بعدازاں۔ بے شک جہاد جنت کا ایک دروازہ ہے۔ اللہ نے یہ دروازہ اپنے خاص دوستوں کے لیے کھولا ہے اور وہ پرہیز گاری کا لباس ہے اور اللہ کی مضبوط زرہ اور اُس کی مضبوط ڈھال ہے، تو جو جہاد کو اس سے بے پروا ہو کر چھوڑے گا اللہ اُسے ذلت کا لباس اور مصیبت کی چادر پہنا دے گا۔

یہ خطبہ جاحظ نے البیان (۱ / ۱۷۰) میں، مبرد نے الکامل (۱ / ۱۳) میں، ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲ / ۲۳۶) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۲ / ۱۶۳) میں، ابو الفرج الاصفہانی نے کتاب

الاغانی (۱۵ / ۴۳) میں، شیخ صدوق نے معانی الاخبار (۱۱۳) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۶۰ تا ۱۶۴) میں، اور ابو منصور ثعالبی متوفی ۴۲۹ھ (۱۰۳۷ء) نے ثمار القلوب (ص ۵۵۸) میں بتغیر الفاظ نقل کیا ہے۔

(۱۸) نہج کا ۲۷واں خطبہ (۱ / ٦٦) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۸، ص ۱۸۵] یوں شروع ہوا ہے:

{اَمَّا بَعْدُ. فَاِنَّ الدُّنْيَا قَدْ اَدْبَرَتْ وَ اٰذَنَتْ بِوَدَاعٍ، وَ اِنَّ الْاٰخِرَةَ قَدْ اَقْبَلَتْ وَ اَشْرَفَتْ بِاطِّلَاعٍ. اَلَا وَ اِنَّ الْيَوْمَ الْمِضْمَارَ وَ غَدًا السِّبَاقَ، وَ السَّبَقَةُ الْجَنَّةُ. وَ الْغَايَةُ النَّارُ. اَ فَلَا تَآئِبٌ مِّنْ خَطِيْٓئَتِهٖ قَبْلَ مَنِيَّتِهٖ؟ اَلَا عَامِلٌ لِّنَفْسِهٖ قَبْلَ يَوْمِ بُؤْسِهٖ؟ الخ}۔

بعد ازاں۔ بیشک دنیا نے پیٹھ پھیر لی اور رخصت کی اطلاع دیدی، اور بیشک آخرت سامنے آچکی اور سر اٹھانے اٹھا کر دیکھنی لگی۔ سنو، بیشک آج دبلا ہونا ہے اور کل گھوڑ دوڑ ہے اور منزل جنت اور انتہا دوزخ ہے تو کیا کوئی ایسا نہیں ہے جو خطا سے مرنے سے قبل توبہ کرلے؟ اور کیا کوئی ایسا نہیں جو اپنے لئے اپنی بدحالی کے دن سے پہلے ہی کام کررکھے۔

یہ خطبہ جاحظ نے البیان (۱ / ۱۷۱) میں، ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲ / ۲۳۵) میں، الثقفی نے کتاب الغارات (بحار ۱۷ / ۱۲٦) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲ / ۱٦۳) میں، ابو محمد الحسن ابن علی بن شعبۃ الحرانی متوفی ۳۳۲ھ (۹۴۳ء) نے تحف العقول (ص ۳۵) میں، ابوبکر الباقلانی متوفی ۴۰۳ھ (۱۰۱۲-۱۳ء) اعجاز القرآن (برحاشیہ اتقان سیوطی (۱ / ۱۹۴) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۸) میں، ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۱۲۰-الف) میں نقل کیا ہے۔

(۱۹) نہج کا ۲۸واں خطبہ اپنے ساتھیوں پر عتاب وخطاب پر مشتمل ہے اور ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے (۱ / ٦۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۹، ص ۱۸۷]

{اَیُّهَا النَّاسُ! الْمُجْتَمِعَةُ اَبْدَانُهُمْ، الْمُخْتَلِفَةُ اَهْوَآءُهُمْ، كَلَامُكُمْ يُوْهِي الصُّمَّ الصِّلَابَ، وَ فِعْلُكُمْ يُطْمِعُ فِيْكُمُ الْاَعْدَآءَ! تَقُوْلُوْنَ فِي الْمَجَالِسِ: كَيْتَ وَ كَيْتَ، فَاِذَا جَآءَ الْقِتَالُ قُلْتُمْ: حِيْدِيْ حَيَادِ! الخ}۔

اے لوگو، جن کے بدن اکٹھے لیکن خواہشیں جدا جدا ہیں۔ تمہاری گفتگو سخت چٹانوں کو پھاڑتی ہے اور تمہارا کام دشمنوں کو لالچ دلاتا ہے۔ تم مجلسوں میں کہتے ہو یہ کریں گے اور وہ کریں گے۔ اور جب جنگ کا وقت آتا ہے تو بول اُٹھتے ہو بھاگو بھاگو۔

یہ خطبہ جاحظ نے البیان (۱/۱۷۱) میں، ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والسیاسۃ (۱۴۲) میں، کلینی نے اپنی کتاب میں (ابن ابی الحدید ۱/۸۵)، ابن عبدربہ نے العقد (۲/۱۶۴) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۵۸) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۲۰) نہج کا ۳۰واں کلام حضرت ابن عباس سے ہے جبکہ اُنھیں جنگِ جمل سے پہلے حضرت زبیر سے گفتگو کرنے بھیجا تھا۔ اس کا آغاز ہے (۱/۷۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۱، ص ۱۹۶]

{لَا تَلْقَيَنَّ طَلْحَةَ، فَاِنَّكَ اِنْ تَلْقَهُ تَجِدْهُ كَالثَّوْرِ عَاقِصًا قَرْنَهُ، يَرْكَبُ الصَّعْبَ وَ يَقُوْلُ: هُوَ الذَّلُوْلُ الخ}۔

تو طلحہ سے ہرگز مت ملنا کیونکہ اُس سے ملے گا تو اُسے بَیل کی طرح سینگ اٹھائے ہوئے پائے گا۔ وہ سرکش اونٹ پر چڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ رام ہے۔

یہ گفتگو جاحظ نے البیان (۲/۱۲۵) میں، مفضل بن سلمۃ الکوفی نے کتاب الفاخر (ص ۲۴۴) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۱/۱۹۵) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۷۶) میں باختلاف الفاظ نقل کی ہے۔

(۲۱) نہج کا ۳۱واں خطبہ (۱/۷۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۲، ص ۱۹۶]

{اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّا قَدْ اَصْبَحْنَا فِيْ دَهْرٍ عَنُوْدٍ}۔

ہم ایک ایسے کج رفتار زمانہ اور ناشکر گزار دنیا میں پیدا ہوئے ہیں۔

ماخذِ کتاب کے تحت گزر چکا ہے اسے جاحظ نے البیان (۱/ ۲۷) میں، ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲/ ۲۳۷) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۱۷۲) میں اور باقلانی نے اعجاز القرآن (۱/ ۱۹۷) میں شعیب بن صفوان کے حوالے سے بنام حضرت معاویہ درج کیا ہے۔

(۲۲) نہج کا ۳۲واں خطبہ، جو اختلاف روایت کے ساتھ نمبر ۱۰۰ پر بھی مذکور ہے، حسب ذیل ہے (۱/ ۷۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۳، ص ۱۹۹]

{اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَرَبِ يَقْرَأُ كِتَابًا، وَ لَا يَدَّعِيْ نُبُوَّةً، فَسَاقَ النَّاسَ حَتّٰى بَوَّاَهُمْ مَحَلَّتَهُمْ، وَ بَلَّغَهُمْ مَنْجَاتَهُمْ الخ}۔

بیشک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی حالت میں مبعوث فرمایا کہ کوئی عرب نہ کتاب خواں تھا اور نہ نبوت کا دعویدار۔ پس اُنہوں نے لوگوں کو کھینچا تا آنکہ اُنھیں اپنی جگہ پر بٹھا دیا اور اُنھیں نجات کے گھر میں پہنچا دیا۔

یہ خطبہ شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۴۴) میں نقل کیا ہے۔

(۲۳) نہج کا ۳۳واں خطبہ، جو اپنے ساتھیوں کے عتاب وخطاب پر مشتمل ہے، حسب ذیل ہے۔ (۱/ ۷۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۴، ص ۲۰۰]

{اُفٍّ لَّكُمْ! لَقَدْ سَئِمْتُ عِتَابَكُمْ! ﴿اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ﴾ عِوَضًا؟ وَ بِالذُّلِّ مِنَ الْعِزِّ خَلَفًا؟}۔

تم پر افسوس ہے! میں تمہیں ڈانٹتے ڈانٹتے تنگ آ گیا ہوں۔ کیا تم نے دنیا کی زندگی کو آخرت کا بدل مان لیا۔ اور کیا تم نے عزت کی جگہ ذلت قبول کر لی؟۔

یہ خطبہ طبری نے اپنی تاریخ (۶/ ۵۱) میں اور ابن قتیبہ نے الامامۃ والسیاسۃ (ص ۱۴۲) معمولی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۲۴) نہج کا ۳۴واں خطبہ بھی اپنے ساتھیوں کے عتاب وخطاب پر مشتمل ہے اوراس کا آغاز ان الفاظ سے ہوا ہے (۱/ ۸۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۵، ص ۲۰۳]

{اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ اِنْ اَتَى الدَّهْرُ بِالْخَطْبِ الْفَادِحِ۔۔۔ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ مَعْصِيَةَ النَّاصِحِ الشَّفِيْقِ الْعَالِمِ الْمُجَرِّبِ تُوْرِثُ الْحَسْرَةَ، وَتُعْقِبُ النَّدَامَةَالخ}۔

اللہ ہی حمد کا سزوار ہے۔ اگر چہ زمانہ کیسے ہی گرانباء کام سر پر ڈالے۔ بعدازاں، بیشک تجربہ کار صاحبِ علم اورمہربان ناصح کی نافرمانی حیرانی پیدا کردیتی ہے اوراس کا انجام پشیمانی ہوتا ہے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ابن ابی الحدید ا/ ۱۱۰) میں، ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۱۳۵) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (۶/ ۴۳) میں باختلاف الفاظ نقل کیا ہے، اور ابوالفرج الاصفھانی نے الاغانی (۹/ ۵) میں اس خطبہ کے آخری شعر کا حوالہ دیا ہے۔

(۲۵) نہج کا ۳۵واں خطبہ امیرالمومنینؑ نے خوارج کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا تھا۔ اس کا آغاز یُوں ہے (۱/ ۸۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۶، ص ۲۰۷]

{فَاَنَا نَذِيْرٌ لَّكُمْ اَنْ تُصْبِحُوْا صَرْعٰى بِاَثْنَآءِ هٰذَا النَّهَرِ، وَ بِاَهْضَامِ هٰذَا الْغَآئِطِ، عَلٰى غَيْرِ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ، وَلَا سُلْطَانٍ مُّبِيْنٍ مَّعَكُمْ}۔

تو میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں کہ تم اس دریا کے موڑوں اور اس نشیب کی گہرائیوں میں کہیں پچھڑے نہ پڑے ہو۔ درانحالیکہ نہ تمہارے پاس پروردگار عالم کی طرف سے کوئی تنبیہ پائی جائے۔ اور نہ تمہارے ساتھ کوئی دلیل ہو۔

یہ خطبہ ابتدائی حصّے کے علاوہ ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۱۴۰) میں، طبری نے اپنی تاریخ (۶/ ۴۷) میں اور بقولِ ابن ابی الحدید (۱/ ۱۱۴) محمد بن حبیب البغدادی متوفی ۲۴۵ھ (۸۵۹ء) نے اپنی کسی کتاب میں باختلاف الفاظ نقل کیا ہے۔

(۲۶) نہج کا ۳۶واں کلام ''فَقُمْتُ بِالْاَمْرِ'' سے شروع ہوتا ہے۔ اس کا آخری جملہ یہ ہے (۱/ ۸۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۷، ص ۲۰۹]

{فَنَظَرْتُ فِیْ اَمْرِیْ، فَاِذَا طَاعَتِیْ قَدْ سَبَقَتْ بَیْعَتِیْ، وَ اِذَا الْمِیْثَاقُ فِیْ عُنُقِیْ لِغَیْرِیْ}۔

میں نے اپنے معاملے پر نظر کی، تو دیکھا کہ میری اطاعت (حکم رسولؐ) میری میری بیعت سے آگے نکل چکی ہے اور دوسرے (کے ساتھ پُرامن رہنے) کے لئے قول و قرار میری گردن میں ہے۔

یہ جملہ ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۲۷۲) میں اور البیہقی نے کتاب المحاسن (۱/ ۳۷) میں نقل کیا ہے۔

(۲۷) نہج کا ۳۸واں خطبہ بھی اپنے رفقا کے عتاب پر مشتمل ہے۔ اس کا آغاز ہے (۱/ ۸۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۹، ص ۲۱۰]

{مُنِیْتُ بِمَنْ لَّا یُطِیْعُ اِذَا اَمَرْتُ، وَ لَا یُجِیْبُ اِذَا دَعَوْتُ، لَآ اَبَا لَکُمْ! مَا تَنْتَظِرُوْنَ بِنَصْرِکُمْ رَبَّکُمْ؟ اَمَا دِیْنٌ یَجْمَعُکُمْ؟ وَ لَا حَمِیَّةَ تُحْمِشُکُمْ؟ اَقُوْمُ فِیْکُمْ مُسْتَصْرِخًا، وَ اُنَادِیْکُمْ مُتَغَوِّثًا، فَلَا تَسْمَعُوْنَ لِیْ قَوْلًا، وَ لَا تُطِیْعُوْنَ لِیْ اَمْرًا الخ}۔

میں اُن لوگوں میں پھنسا ہوا ہوں جو اطاعت نہیں کرتے جب اُنہیں حکم دیتا ہوں، اور جواب نہیں دیتے جب پکارتا ہوں۔ تمہارا باپ مرجائے! تمہیں اپنے پروردگار کی مدد کرنے میں کس بات کا انتظار ہے؟ کیا دین تمہیں اکٹھا نہیں کرتا، اور کیا حمیت تمہیں نہیں کھینچتی؟ میں تمہارے اندر کھڑے ہو کر پکارتا ہوں اور تمہیں مدد کے لئے بلاتا ہوں مگر تم میری بات نہیں سنتے اور نہ میرا حکم مانتے ہو۔

اس خطبے کو ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید) ۱/ ۱۱۸) میں نقل کیا ہے۔

(۲۸) نہج کا ۳۹واں کلام خارجیوں کے قول ''لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ'' کا جواب ہے اور اس طرح شروع ہوتا ہے (۱/ ۸۷و ۳/ ۹۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۴۰، ص ۲۱۲]

{کَلِمَۃُ حَقٍّ یُّرَادُ بِھَا بَاطِلٌ! }

حق بات ہے جس سے مقصود باطل ہے۔

یہ قول مسلم نے اپنی جامعِ صحیح کی کتاب الزکاۃ میں، مبرد نے الکامل (۲/ ۱۳۱) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۱/ ۲۶۰) باختلاف نقل کیا ہے

(۲۹) نہج کا ۴۱واں خطبہ ہے (۱/ ۸۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۴۲، ص ۲۱۳]

{اَیُّھَا النَّاسُ! اِنَّ اَخْوَفَ مَآ اَخَافُ عَلَیْکُمُ اثْنَانِ: اتِّبَاعُ الْھَوٰی، وَ طُوْلُ الْاَمَلِ. فَاَمَّا اتِّبَاعُ الْھَوٰی فَیَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ، وَ اَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَیُنْسِی الْاٰخِرَۃَ الخ}۔

لوگو! مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ دو باتوں کا ڈر ہے۔ خواہشوں کی پیروی اور درازیِ امید۔ خواہشات کی پیروی حق سے روکتی اور درازیِ امید آخرت کو بھلاتی ہے۔

یہ خطبہ ابن مزاحم نے کتاب صفین (ص ۴) میں، ابوجعفر البرقی نے کتاب المحاسن (ورق ۸۱ ب) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۲/ ۳۵۳) میں، کلینی نے اصول الکافی (ص ۱۵۶) اور فروع الکافی (۳/ ۲۹) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۳۵ و ۴۷) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۸) میں، ابونعیم الاصبہانی متوفی ۴۳۰ھ (۱۰۳۸ء) نے حلیۃ الاولیا (۱/ ۷۶) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۷، وص ۱۴۵) میں بنام امیرالمومنین علیہ السلام نقل کیا ہے اور ابوعلی القالی نے کتاب الامالی (۱/ ۱۸) میں بنام عتبہ بن غزوان اور البکری نے سمط اللآلی (۱/ ۷۷) میں ابو احمد الحسن بن عبداللہ العسکری متوفی ۳۸۲ھ (۹۹۲ء) کی کتاب الحکم والامثال کے حوالے سے خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

(۳۰) نہج کا ۴۵واں کلام ہے(۱/ ۹۲) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۴۶،ص ۲۱۷]

{اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡٓ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ وَّعۡثَآءِ السَّفَرِ، وَ كَآبَةِ الۡمُنۡقَلَبِ، وَ سُوٓءِ الۡمَنۡظَرِ فِی الۡاَهۡلِ وَ الۡمَالِ. اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ، وَ اَنۡتَ الۡخلِیۡفَةُ فِی الۡاَهۡلِ، وَ لَا یَجۡمَعُهُمَا غَیۡرُكَ. لِاَنَّ الۡمُسۡتَخۡلَفَ لَا یَكُوۡنُ مُسۡتَصۡحَبًا، وَ الۡمُسۡتَصۡحَبُ لَا یَكُوۡنُ مُسۡتَخۡلَفًا}۔

اے اللہ میں سفر کی مشقّتوں اور واپسی کے مصائب اور بال بچّوں اور مال واسباب کو بُرے حال میں دیکھنے سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ تو ہی سفر میں رفیق ہے اور تو ہی بال بچّوں میں میرا قائم مقام ہے۔ اور یہ دونوں کام ایک ساتھ تیرے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قائم مقام ساتھی نہیں ہوتا، اور ساتھی کو قائم مقام نہیں چھوڑا جا سکتا۔

اس کلام کو ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۷۱و۲۸۸) میں نقل کیا ہے۔ مگر احادیث کی معتبر کتابوں میں ''اَللّٰھُمَّ'' سے ''فِی الۡاَهۡلِ'' تک حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ نیز ابوعبید نے بھی غریب الحدیث (ورق ۳۸ب) میں بھی بذیلِ احادیث نبوی ہی نقل کیا ہے۔

(۳۱) نہج کا ۴۷واں خطبہ ہے(۱/ ۹۳) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۴۸،ص ۲۱۹]

{اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ كُلَّمَا وَقَبَ لَیۡلٌ وَ غَسَقَ، وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ كُلَّمَا لَاحَ نَجۡمٌ وَّ خَفَقَ الخ}۔

اللہ کے لیے حمد وثنا ہے جب تک رات آئے اور اندھیرا پھیلے اور اللہ کے لیے تعریف ہے جب تک بھی ستارے نکلے اور ڈوبے۔

یہ خطبہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۲۰۷و۲۷) میں اور دیگر رواتِ سیر نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ (ابن ابی الحدید (۱/ ۱۵۹)

(۳۲) نہج کا ۴۹واں خطبہ ہے(۱/ ۹۵) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۵۰،ص ۲۲۰]

{اِنَّمَا بَدْءُ وُقُوْعِ الْفِتَنِ اَهْوَآءٌ تُتَّبَعُ، وَ اَحْكَامٌ تُبْتَدَعُ، يُخَالَفُ فِيْهَا كِتَابُ اللّٰهِ، وَ يَتَوَلّٰى عَلَيْهَا رِجَالٌ رِّجَالًا، عَلٰى غَيْرِ دِيْنِ اللّٰهِ الخ}۔

فتنوں کے وقوع کا آغاز وہ خواہشات ہوتے ہیں جن کی پیروی کی جائے،اور وہ نئے احکام ہوتے ہیں جن میں کتابِ الٰہی کی مخالفت کی جائے اور جن کے نفاذ کے لئے لوگ دوسروں سے دینِ الٰہی کے خلاف گٹھ جوڑ کرتے ہیں۔

یہ خطبہ ابوجعفر البرقی نے کتاب المحاسن والآداب (ورق ۹۷ب و ۸۴الف) میں،کلینی نے اصول الکافی (ص ۱۳)اور فروع الکافی (۳/ ۲۹) میں اور عاصم بن حمید نے اپنی کتاب (بحار ۱/ ۱۵۹و۱۶۶) میں نقل کیا ہے۔

(۳۳) نہج کا ۵۰واں خطبہ ہے(۱/ ۹۶) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۵۱/ ۲۲۱]

{قَدِ اسْتَطْعَمُوْكُمُ الْقِتَالَ، فَاَقِرُّوْا عَلٰى مَذَلَّةٍ، وَ تَأْخِيْرِ مَحَلَّةٍ، اَوْ رَوُّوا السُّيُوْفَ مِنَ الدِّمَآءِ تَرْوَوْا مِنَ الْمَاءِ الخ}۔

انہوں نے تم سے جنگ کا لقمہ طلب کیا ہے۔اب یا تو تم ذلّت پر جم کر بیٹھ جاؤ اور پیچھے ہٹ لو۔اور یا تلواروں کی پیاس خون سے بُجھا کر خود اپنی پیاس پانی سے بُجھا لو۔

یہ خطبہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ابن ابی الحدید(۱/ ۱۸۰) میں نقل کیا ہے۔

(۳۴) نہج کا ۵۳واں کلام ہے(۱/ ۹۹) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۵۴/ ۲۲۴]

{فَتَدَاكُّوْا عَلَيَّ تَدَاكَّ الْاِبِلِ الْهِيْمِ يَوْمَ وِرْدِهَا، قَدْ اَرْسَلَهَا رَاعِيْهَا، وَ خُلِعَتْ مَثَانِيْهَا، حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُمْ قَاتِلِيَّ، اَوْ بَعْضَهُمْ قَاتِلُ بَعْضٍ لَّدَيَّ}۔

وہ مجھ پر ایسے ٹوٹ پڑے جیسے وہ پیاسا اونٹ اپنی باری کے دن پانی پر ٹوٹتا ہے ،جسے چرواہے نے چھوڑ دیا ہو،اور بندھن نکال لیے ہوں۔حتّٰی کہ مجھے یہ گمان گزرا

کہ یہ مجھے قتل کر دیں گے، یا میرے سامنے باہم کٹ مریں گے۔

یہ ٹکڑا ایک لمبے خطبے میں ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۱۶۴و۲۷۷) میں نقل کیا ہے۔

(۳۵) نہج کا ۵۴واں کلام ہے(۱/ ۹۹) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۵۵/ ۲۲۵]

{اَکُلُّ ذٰلِکَ کَرَاهِیَةَ الْمَوْتِ؟ الخ}۔

کیا یہ سب موت کا ڈر ہے؟

اس خطبے کو شیخ صدوق نے الامالی (مجلس ۹۰) میں بتغیرِ الفاظ نقل کیا ہے؟

(۳۶) نہج کا ۵۵واں خطبہ ہے۔(۱/ ۱۰۰) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۵۶/ ۲۲۵]

{وَ لَقَدْ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَقْتُلُ اٰبَآئَنَا وَ اَبْنَآئَنَا وَ اِخْوَانَنَا وَ اَعْمَامَنَا، مَا یَزِیْدُنَا ذٰلِکَ اِلَّآ اِیْمَانًا وَّ تَسْلِیْمًا، وَ مُضِیًّا عَلَی اللَّقَمِ، وَ صَبْرًا عَلٰی مَضَضِ الْاَلَمِ الخ}۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنے باپوں، بیٹوں، بھائیوں اور چچاؤں کو قتل کرتے تھے۔اس سے ہمارا ایمان بڑھتا تھا، اطاعت اور راہِ حق کی پیروی میں اضافہ ہوتا تھا اور رنج والم کی سوزش پر صبر میں زیادتی ہوتی تھی۔

یہ خطبہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۲۸۳) میں اور شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۵۵) میں نقل کیا ہے۔

(۳۷) نہج کا ۵۶واں خطبہ ہے۔(۱/ ۱۰۱) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۵۷،ص ۲۲۷]

{اَمَا اِنَّهٗ سَیَظْهَرُ عَلَیْکُمْ بَعْدِیْ رَجُلٌ ۔۔۔۔ وَ اِنَّهٗ سَیَاْمُرُکُمْ بِسَبِّیْ وَ الْبَرَآئَةِ مِنِّیْ}۔

دیکھو میرے بعد بہت جلد تمہارے پاس ایک شخص آئے گا۔۔۔۔ دیکھو وہ تم کو حکم دے گا کہ مجھے بُرا بھلا کہو اور مجھ سے اپنی بیزاری کا اظہار کرو۔

یہ کلام اصول الکافی (ص ۲۰۶) میں کلینی نے، کتاب الغارات میں معمولی فرق کے ساتھ

الثقفی نے (ابن ابی الحدید ۱/ ۲۰۳)، الامالی (ص ۱۳۱ و ۲۳۲) میں شیخ الطائفہ نے، مستدرک (۲/ ۲۵۸) میں حاکم نے اور الارشاد (ص ۱۸۴) میں شیخ مفید نے نقل کیا ہے۔

(۳۸) نہج کی ۵۷ ویں گفتگو خوارج سے ہے۔(۱/ ۱۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵۸، ص ۲۲۹]

اس کا آغاز ہے۔

{اَصَابَکُمْ حَاصِبٌ، وَ لَا بَقِیَ مِنْکُمْ اٰبِرٌ، اَ بَعْدَ اِیْمَانِیْ بِاللّٰهِ وَ جِهَادِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَشْهَدُ عَلٰی نَفْسِیْ بِالْکُفْرِ!}۔

تم پر سنگبار آندھی آئے اور تم میں کوئی بتانے والا بھی نہ بچے! کیا اللہ پر ایمان لانے اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیّت میں جہاد کرنے کے بعد میں اپنے اوپر کفر کی گواہی دے سکتا ہوں۔

یہ گفتگو طبری نے اپنی تاریخ (۶/ ۴۸) اور ابن قتیبہ نے الامامۃ والسیاسۃ (ص ۱۴۰) میں باللفظ، اور مبرد نے الکامل (۲/ 121) میں نقل کی ہے۔

(۳۹) نہج کا ۶۱ واں خطبہ اس جملے پر مشتمل ہے۔(۱/۱۰۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۲، ص ۳۳۵]

{فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَمْ یَخْلُقْکُمْ عَبَثًا، وَ لَمْ یَتْرُکْکُمْ سُدًی}۔

بے شک اللہ سبحانہ نے تمہیں یونہی بے مقصد نہیں پیدا کیا اور نہ تمہیں آزاد چھوڑ دیا ہے۔

یہ جملہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۷) کے ایک خطبہ میں نقل کیا ہے۔

(۴۰) نہج کا ۶۳ واں کلام اہل صفین کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ہے۔ اس کا آغاز ہے (۱/ ۱۱۰)

[نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۴، ص ۲۳۸]

{مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِیْنَ! اسْتَشْعِرُوا الْخَشْیَةَ، وَ تَجَلْبَبُوا السَّکِیْنَةَ، وَ عَضُّوْا عَلَی النَّوَاجِذِ}۔

مسلمانوں! خوفِ الٰہی کو اپنا شعار بناؤ اور سکون کو اپنی چادر قرار دو اور دانت بھینچ کر بند کر لو۔

یہ کلام ابن مزاحم الکوفی نے کتاب الصفین (ابن ابی الحدید ۱ / ۲۶۳) میں، ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۱ / ۱۱۰ و ۱۳۳) میں اور البیہقی نے کتاب المحاسن ((۱ / ۳۲) میں نقل کیا ہے۔

(۴۱) نہج کا ۶۴ واں کلام ہے (۱ / ۱۱۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۵، ص ۲۳۹]

{ فَهَلَّا احْتَجَجْتُمْ عَلَيْهِمْ: بِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَصّٰى بِأَنْ يُّحْسَنَ اِلٰى مُحْسِنِهِمْ وَ يُتَجَاوَزَ عَنْ مُّسِيْئِهِمْ ؟ }۔

تم نے اُن کے سامنے یہ دلیل کیوں پیش نہ کی کہ رسول اللہ نے ان کے بارے میں وصیّت فرمائی ہے کہ ان کے نیکوں کے ساتھ نیکی کی جائے ان کے بروں سے درگذر کی جائے۔

یہ کلام معمولی تغیر کے ساتھ ابوحیان توحیدی نے کتاب البصائر (ورق ۵۹ ب) میں، اور سیدِ مرتضی نے امالی (۱ / ۱۹۸) میں نقل کیا ہے۔

(۴۲) نہج کا ۶۷ واں کلام ہے۔ (۱ / ۱۱۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۸، ص ۲۴۴]

{ مَلَكَتْنِيْ عَيْنِيْ وَ اَنَا جَالِسٌ، فَسَنَحَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاذَا لَقِيْتُ مِنْ اُمَّتِكَ مِنَ الْاَوَدِ وَ اللَّدَدِ؟ الخ }۔

میری آنکھ لگ گئی درانحالیکہ میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں رسول اللہ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے کہا اللہ کے رسول! اب میں آپ کی امت کی طرف سے بہت کچھ کجروی اور دشمنی بھگت چکا۔

یہ پورا کلام ابن عبدربہ نے العقد (۲ / ۲۹۸) میں اور ابو الفرج الاصفہانی نے مقاتل الطالبین (ص ۱۶) میں نقل کیا ہے۔ اور آخری حصّہ معمولی اختلاف کے ساتھ ابوعلی القالی کی ذیل الامالی والنوادر (ص ۱۹۰) میں مندرج ہے۔

(۴۳) نہج کا ۶۹ واں خطبہ ہے (۱ / ۱۱۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۰، ص ۲۴۷]

{ اَللّٰهُمَّ دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ، وَ دَاعِمَ الْمَسْمُوْكَاتِ، وَ جَابِلَ الْقُلُوْبِ

عَلٰى فِطْرَتِهَا: شَقِيِّهَا وَ سَعِيْدِهَا}۔

اے اللہ! اے زمینوں کے پھیلانے والے اور آسمانوں کے محافظ اور دلوں کے اُن کی اصل حالت پر پیدا کرنے والے خواہ وہ بد بخت ہوں یا خوش نصیب۔

یہ خطبہ ابو علی قالی نے ذیل الامالی والنوادر (ص ۱۷۵) میں، طبرانی نے الاوسط میں، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور سعید بن منصور نے کتاب السنن میں نقل کیا ہے۔ (افضل الصلوات ص ۶۱، مؤلفہ یوسف النبہانی)۔

(۴۴) نہج کا ۴۷ واں کلام ہے (۱ / ۱۲۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۵، ص ۲۵۱]

{اِنَّ بَنِيْ اُمَيَّةَ لَيُفَوِّقُوْنَنِيْ تُرَاثَ مُحَمَّدٍ تَفْوِيْقًا، وَاللهِ! لَئِنْ بَقِيْتُ لَهُمْ لَاَنْفُضَنَّهُمْ نَفْضَ اللَّحَّامِ الْوِذَامَ التَّرِبَةَ!}۔

بنو امیہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث میں سے بہت تھوڑا سا حصّہ دینا چاہتے ہیں میں اُنہیں ایسا جھاڑ پھینکوں گا جیسے قصائی گردے کی بوٹی پر سے مٹی جھاڑ پھینکتا ہے۔

یہ کلام ابو عبید نے غریب الحدیث (۱۹۶۔ب) اور ابو الفرج الاصفہانی نے کتاب الاغانی (۱۱ / ۲۹) میں نقل کیا ہے۔

(۴۵) نہج کا ۷۶ واں کلام ایک منجم سے ہے (۱ / ۱۲۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۷، ص ۲۵۲]

{ اَ تَزْعَمُ اَنَّكَ تَهْدِيْ اِلَى السَّاعَةِ الَّتِيْ مَنْ سَارَ فِيْهَا صُرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءُ؟}۔

کیا تیرا یہ گمان ہے کہ تو اُس گھڑی کو بتا سکتا ہے جس میں سفر کرنے سے مسافر سے بلا دُور رہتی ہے۔

یہ مکالمہ شیخ صدوق نے معمولی تغیر الفاظ کے ساتھ امالی (مجلس ۶۴) میں نقل کیا ہے۔

(۴۶) نہج کے خطبہ نمبر ۷۷ کا آخری حصّہ ہے (۱ / ۱۲۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۸، ص ۲۵۵]

{ فَاتَّقُوْا شِرَارَ النِّسَآءِ، وَ كُوْنُوْا مِنْ خِيَارِهِنَّ عَلٰى حَذَرٍ}۔

تم بری عورتوں سے بچتے رہو اور نیک عورتوں سے احتیاط برتو۔

یہ ٹکڑا شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۵۰) میں اور شیخ مفید نے کتاب الاختصاص (بحار ۱۷، ص ۱۲۵) میں نقل کیا ہے۔

(۴۷) نہج کا ۸۷واں کلام ہے (۱/۱۲۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۹، ص ۲۵۷]

{اَیُّهَا النَّاسُ! الزَّهَادَةُ قِصَرُ الْاَمَلِ، وَ الشُّکْرُ عِنْدَ النِّعَمِ، وَ الْوَرَعُ عِنْدَ الْمَحَارِمِ}۔

لوگوں! زہد امیدوں کی کمی، نعمتوں پر شکر اور ممنوعات سے پرہیز کا نام ہے۔

یہ کلام قدرے تغیر کے ساتھ شیخ صدوق نے معانی الاخبار (۹۲) میں نقل کیا ہے۔

(۴۸) نہج کا کلام نمبر ۷۹ ہے (۱/۱۲۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۰، ص ۲۵۷]

{مَآ اَصِفُ مِنْ دَارٍ اَوَّلُهَا عَنَآءٌ! وَ اٰخِرُهَا فَنَآءٌ! فِیْ حَلَالِهَا حِسَابٌ، وَ فِیْ حَرَامِهَا عِقَابٌ}۔

ایسے گھر کی کیا تعریف کروں جس کا آغاز دکھ اور انجام فنا ہے اُس کے حلال کا حساب ہوگا اور حرام پر سزا دی جائے گی۔

یہ پوری گفتگو مبرد نے الکامل (۱/۸۸) میں اور ابوبکر محمد بن الحسن بن درید الازدی البصری متوفی ۳۲۱ھ (۹۳۳ء) نے کتاب المجتبیٰ (ص ۳۱) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۷) میں، ابوعلی القالی نے کتاب الامالی (۲/۱۲۲) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۱/۱۷۳) میں نقل کی ہے۔

(۴۹) نہج کا کلام نمبر ۸۰ ہے (۱/۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۰]

{ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَلَا بِحَوْلِهٖ وَ دَنَا بِطَوْلِهٖ..... اُوصِیْکُمْ عِبَادَ اللهِ بِتَقْوَی اللهِ الَّذِیْ ضَرَبَ لَکُمُ الْاَمْثَالَ الخ}۔

اُس خدا کی حمد جو اپنی طاقت وقوت کے بل پر غالب ہے اور اپنے فضل کے اعتبار سے قریب ہے۔۔۔ اللہ کے بندو، میں تمہیں اُس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا

ہوں جس نے مثالیں دے دے کر سمجھایا ہے۔

اس خطبہ کا معتد بہ حصّہ ابونعیم نے حلیہ (۱/ ۸۷) میں اور علی بن محمد الواسطی نے عیون الحکم (بحار ۱۷/ ۱۱۲) میں نقل کیا ہے۔

(۵۰) نہج کا کلام نمبر ۸۰ [1] حسب ذیل ہے۔(۱/ ۱۴۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۲، ص ۲۷۱]

{ عَجَبًا لِّابْنِ النَّابِغَةِ! يَزْعُمُ لِاَهْلِ الشَّامِ اَنَّ فِيَّ دُعَابَةً، وَ اَنِّي امْرُؤٌ تِلْعَابَةٌ}۔

ہمیں ابن نابغہ پر تعجب آتا ہے شامیوں سے کہتا ہے کہ مجھ میں مزاح ہے اور میں بڑا کھلنڈرا انسان ہوں۔

یہ کلام ابن قتیبہ نے عیون (۱/ ۱۶۴) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۲/ ۲۸۷) میں، البیہقی نے کتاب المحاسن (۱/ ۳۹) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۸۲) میں نقل کیا ہے۔

(۵۱) نہج کا خطبہ نمبر ۸۴ ہے (۱/ ۱۵۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۶، ص ۲۸۲]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ اللهَ لَمْ يَقْصِمْ جَبَّارِيْ دَهْرٍ قَطُّ اِلَّا بَعْدَ تَمْهِيْلٍ وَّ رَخَآءٍ، وَ لَمْ يَجْبُرْ عَظْمَ اَحَدٍ مِّنَ الْاُمَمِ اِلَّا بَعْدَ اَزْلٍ وَّ بَلَآءٍ }۔

بعدازاں۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے جباروں کو ہرگز ہلاک نہیں کیا جب تک اُنھیں پہلے وسعتِ عیش وفراخی نہیں عطا کردی۔ اور کسی امت کی ہڈی کو نہیں جوڑا جب تک پہلے اُن پر شدت وسختی اور آزمائش ومصیبت نازل نہیں کردی۔

یہ خطبہ کلینی نے فروع الکافی (۳/ ۳۱) میں اور شیخ مفید نے ارشاد (ص ۱۶۸) میں نقل کیا ہے۔

(۵۲) نہج کا خطبہ نمبر ۸۵ ہے (۱/ ۱۵۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۷، ص ۲۸۲]

{اَرْسَلَهٗ عَلٰى حِيْنِ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ، وَ طُوْلِ هَجْعَةٍ مِّنَ الْاُمَمِ الخ}۔

---

[1] نہج کے مصرے نسخے میں جو میرے سامنے ہے، یہ نمبر مکرر ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا جبکہ رسولوں کی آمد رُک چکی تھی اور مختلف اُمّتیں بہت دنوں سے پڑی سو رہی تھیں۔

یہ خطبہ کلینی اصول الکافی (ص ۱۵) میں نقل کیا ہے اور ابن ابی الحدید کی شرح (۱/ ۳۴۴) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک سے زیادہ راویوں سے مروی ہے۔

(۵۳) نہج کا خطبہ نمبر ۸۷ ہے۔(۱/ ۱۵۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۸۵]

{ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا یَفِرُهُ الْمَنْعُ وَ الْجُمُوْدُ، وَ لَا یُكْدِیْهِ الْاِعْطَآءُ وَ الْجُوْدُ الخ }۔

وہ اللہ سزاوار حمد ہے جس کو روکنا اور بالکل نہ دینا امیر نہیں بناتا اور بخشش و عطا بے زر نہیں کرتی۔

یہ خطبہ ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۲۰۰) میں اور شیخ صدوق نے کتاب التوحید (ص ۳۶) میں نقل کیا ہے۔

(۵۴) نہج کا خطبہ نمبر ۸۸ اُن حضرات سے تخاطب ہے جنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امیر المومنینؑ سے خلافت کا بار اُٹھا لینے کی درخواست کی تھی۔ فرمایا ہے (۱/ ۱۸۲)

[نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۹۰، ص ۳۰۷]

{ دَعُوْنِیْ وَ الْتَمِسُوْا غَیْرِیْ، فَاِنَّا مُسْتَقْبِلُوْنَ اَمْرًا لَّهٗ وُجُوْهٌ وَّ اَلْوَانٌ الخ }۔

مجھے چھوڑ دو اور کسی اور کو تلاش کرو۔ ہم ایک ایسے کام سے دو چار ہونے والے ہیں جس کے کئی مُنہ اور متعدد رنگ ہیں۔

یہ خطبہ طبری کی تاریخ (۵/ ۱۵۶) اور ابن مسکویہ متوفی ۴۲۱ھ کی تجارب الامم (۱/ ۵۰۸) میں موجود ہے۔

(۵۵) نہج کا خطبہ نمبر ۸۹ ہے (۱/ ۱۸۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۹۱، ص ۳۰۹]

{اَمَّا بَعْدُ! اَیُّھَا النَّاسُ! فَاَنَا فَقَاْتُ عَیْنَ الْفِتْنَۃِ، وَ لَمْ یَکُنْ لِّیَجْتَرِئَ عَلَیْھَا اَحَدٌ غَیْرِیْ الخ}۔

بعدازاں! لوگو میں نے فتنہ کی آنکھ نکال پھینکی اور اس کی جرأت میرے سوا کسی میں نہ تھی۔

ابن ابی الحدید نے اپنی شرح (۱/ ۳۶۶) میں لکھا ہے کہ متعدد سیرت نگاروں نے یہ خطبہ نقل کیا ہے، مگر اُن کے یہاں ایسے الفاظ بھی ہیں جو سید رضی نے نقل نہیں کیے۔

(۵۶) نہج کے خطبہ نمبر ۹۳ کا ایک ٹکڑا ہے (۱/ ۱۸۸ و ۱۹۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۹۵، ص ۳۱۷]

{لَقَدْ رَاَیْتُ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَمَآ اَرٰی اَحَدًا مِنْکُمْ یُشْبِھُھُمْ! لَقَدْ کَانُوْا یُصْبِحُوْنَ شُعْثًا غُبْرًا، قَدْ بَاتُوْا سُجَّدًا وَّ قِیَامًا، یُرَاوِحُوْنَ بَیْنَ جِبَاھِھِمْ وَ خُدُوْدِھِمْ، وَ یَقِفُوْنَ عَلٰی مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِکْرِ مَعَادِھِمْ! کَاَنَّ بَیْنَ اَعْیُنِھِمْ رُکَبَ الْمِعْزٰی مِنْ طُوْلِ سُجُوْدِھِمْ! اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ ھَمَلَتْ اَعْیُنُھُمْ حَتّٰی تَبُلَّ جُیُوْبَھُمْ، وَ مَادُوْا کَمَا یَمِیْدُ الشَّجَرُ یَوْمَ الرِّیْحِ الْعَاصِفِ، خَوْفًا مِّنَ الْعِقَابِ، وَ رَجَآءً لِلثَّوَابِ!}۔

میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابیوں کو دیکھا ہے میں تم میں سے کسی کو بھی اُن جیسا نہیں پاتا وہ صبح کو دھول میں اَٹے ہوتے تھے اور رات کو سجدوں اور قیام کی حالت میں گزارتے تھے وہ کبھی اپنی پیشانیاں زمین پر رکھتے تھے اور کبھی رخسارے۔ وہ اپنی آخرت یاد کرتے تو انگاروں پر کھڑے معلوم دیتے تھے۔ اُن کی آنکھوں کے درمیان لمبے لمبے سجدے کرنے کی باعث مینڈھے کے گھٹنوں جیسے گٹھے پڑے تھے۔ جب اللہ کا ذکر ہوتا تو اُن کی آنکھیں آنسو برساتیں یہاں تک کہ گریبان تر

ہوجاتے اور عذاب کے خوف اور ثواب کی اُمید سے ایسے لرزتے اور کپکپاتے جیسے تیز آندھی میں درخت کی حالت ہوتی ہے۔

یہ ٹکڑا ابن قتیبہ کی عیون الاخبار (۲/۳۰۱) میں، کلینی کی اصول الکافی (ص ۲۱۰) میں، شیخ مفید کی الارشاد (ص ۱۳۸) اور مجالس (بحار ۱۷/۴۲۰) میں، ابونعیم کی حلیۃ الاولیا (۱/۷۶) میں اور شیخ الطائفہ کی امالی (ص ۶۲) میں موجود ہے۔

(۵۷) نہج کے کلام نمبر ۹۹ کا چوتھا ٹکڑا ہے (۱/۱۹۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۱، ص ۳۲۷]

{وَذٰلِكَ زَمَانٌ لَّا يَنْجُوْ فِيْهِ اِلَّا كُلُّ مُؤْمِنٍ نُّوَمَةٍ}۔

یہ وہ زمانہ ہے جس میں صرف وہی مومن نجات پا سکے گا جو بے نام ونشان ہوگا۔

یہ ٹکڑا معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲/۳۵۲) میں اور کلینی نے اصول الکافی (ص ۲۰۸) میں نقل کیا ہے۔

(۵۸) نہج کا خطبہ نمبر ۱۰۲ یوں شروع ہوا ہے (۱/۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۴، ص ۳۳۱]

{اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَعَ الْاِسْلَامَ فَسَهَّلَ شَرَآئِعَهٗ لِمَنْ وَرَدَهٗ، وَ اَعَزَّ اَرْكَانَهٗ عَلٰى مَنْ غَالَبَهٗ. فَجَعَلَهٗ اَمْنًا لِّمَنْ عَلِقَهٗ، وَ سِلْمًا لِّمَنْ دَخَلَهٗ}۔

وہ اللہ سزاوارِ حمد ہے جس نے اسلام کو شریعت بنایا اور اُس کے احکام کو آسان کر دیا اس کے لیے جو اس میں داخل ہوگیا، اور اُس کے ارکان کو دشوار قرار دیدیا اُس کے لیے جس نے اُس پر غالب ہونا چاہا، پھر اُسے امن بنایا اُس کے لئے جو اُس سے لپٹ گیا اور سلامتی اُس کے لئے جو اُس میں داخل ہوگیا۔

یہ خطبہ کم وبیش الفاظ کے ساتھ کلینی نے اصول الکافی (ص ۱۶۷) میں، شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۲۳) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۳۸) میں، ابوعلی القالی نے ذیل الامالی والنوادر (ص ۱۷۳) میں، ابونعیم الاصفہانی نے حلیہ (۱/۷۴) میں اور قاضی محمد بن سلامۃ القضاعی نے

دستورمعالم الحکم (ص ۱۲۱) میں نقل کیا ہے۔

(۵۹) نہج کا کلام ۱۰۳ ہے (۱/ ۲۰۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۵، ص ۳۳۳]

{وَقَدْ رَاَیْتُ جَوْلَتَکُمْ، وَ انْحِیَازَکُمْ عَنْ صُفُوْفِکُمْ، تَحُوْزُکُمُ الْجُفَاةُ الطَّغَامُ، وَاَعْرَابُ اَهْلِ الشَّامِ، وَاَنْتُمْ لَهَامِیْمُ الْعَرَبِ، وَیَاٰفِیْخُ الشَّرَفِ، وَ الْاَنْفُ الْمُقَدَّمُ، وَ السَّنَامُ الْاَعْظَمُ}۔

میں نے تمہیں پیٹھ پھیرتے اور صفوں سے الگ ہوتے دیکھا تمہیں جفا کار، بدخو، اور شام کے بدّو گھیر رہے تھے حالانکہ تم عرب کے شہسوار اور شرافت کی چوٹی، چہرے کی ناک اور بزرگ کہاں ہو۔

یہ گفتگو ابن مزاحم کی کتاب الصفین (ص ۱۳۰) اور طبری کی تاریخ (۶/ ۱۴) میں موجود ہے۔

(۶۰) نہج کا خطبہ نمبر ۱۰۶ ہے (۱/ ۲۱۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۸، ص ۳۴۳]

{اِنَّ اَفْضَلَ مَا تَوَسَّلَ بِهِ الْمُتَوَسِّلُوْنَ اِلَی اللهِ سُبْحَانَهُ الْاِیْمَانُ بِهٖ وَ بِرَسُوْلِهٖ، وَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَاِنَّهٗ ذِرْوَةُ الْاِسْلَامِ، وَ کَلِمَةُ الْاِخْلَاصِ فَاِنَّهَا الْفِطْرَةُ، وَ اِقَامُ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا الْمِلَّةُ، وَ اِیْتَآءُ الزَّکٰوةِ فَاِنَّهَا فَرِیْضَةٌ وَّاجِبَةٌ، وَ صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَاِنَّهٗ جُنَّةٌ مِّنَ الْعِقَابِ، وَ حَجُّ الْبَیْتِ وَاعْتِمَارُهٗ فَاِنَّهُمَا یَنْفِیَانِ الْفَقْرَ وَ یَرْحَضَانِ الذَّنْبَ، وَ صِلَةُ الرَّحِمِ فَاِنَّهَا مَثْرَاةٌ فِی الْمَالِ وَ مَنْسَاَةٌ فِی الْاَجَلِ، وَ صَدَقَةُ السِّرِّ فَاِنَّهَا تُکَفِّرُ الْخَطِیْٓئَةَ، وَ صَدَقَةُ الْعَلَانِیَةِ فَاِنَّهَا تَدْفَعُ مِیْتَةَ السُّوْٓءِ، وَ صَنَآئِعُ الْمَعْرُوْفِ فَاِنَّهَا تَقِیْ مَصَارِعَ الْهَوَانِ}۔

اللہ سے قربت حاصل کرنے والوں کا سب سے بہتر ذریعۂ قربت، اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لانا ہے، اُس کی راہ میں جہاد کرنا ہے کیونکہ جہاد اسلام کا بلند ترین

حصّہ ہے، اور اخلاص کی بات ہے کیونکہ یہ فطرتِ انسانی ہے، اور نماز کی پابندی ہے کیونکہ یہ ملّت (بناتی) ہے، اور زکوٰۃ دینا ہے کیونکہ وہ ضروری فرض ہے، اور رمضان کے روزے رکھنا ہے کیوں کہ روزہ عذاب کی ڈھال ہے، اور بیت اللہ کا حج اور عمرہ کرنا ہے کیونکہ یہ افلاس کھوتے اور گناہ دھوتے ہیں، اور اعزّاء کی مدد ہے کیونکہ یہ مال بڑھاتی اور موت کو پیچھے ہٹاتی ہے، اور خفیہ خیرات کرنا ہے کیونکہ یہ خطاؤں کا کفّارہ ہے، اور علانیہ خیرات ہے کہ یہ بُری موت کو دفع کرتی ہے، اور نیک کام ہیں کیونکہ یہ ذلّت کی شکست سے بچاتے ہیں۔

یہ خطبہ ابو جعفر البرقی نے المحاسن (ورق ۱۱۹-الف) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۳۴) میں، شیخ صدوق نے علل الشرائع (ص ۱۱۴) میں، شیخ مفید نے الامالی (بحار ۱۷/۱۰۵) میں اور شیخ الطائفہ نے الامالی (ص ۱۳۵) میں نقل کیا ہے۔

(۶۱) نہج کا خطبہ نمبر ۱۰۷ ہے (۱/۲۱۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۹، ص ۳۴۴]

{اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّیۡ اُحَذِّرُکُمُ الدُّنۡیَا. فَاِنَّهَا حُلۡوَةٌ خَضِرَةٌ. حُفَّتۡ بِالشَّهَوَاتِ، وَ تَحَبَّبَتۡ بِالۡعَاجِلَةِ. وَ رَاقَتۡ بِالۡقَلِیۡلِ. وَ تَحَلَّتۡ بِالۡاٰمَالِ}

بعد ازاں۔ میں تمہیں دنیا سے بچنے کو کہتا ہوں کیونکہ یہ میٹھی اور ہری بھری ہے، اور یہ خواہشات سے گھری ہوئی ہے، اور مال پا کر پھول جاتی ہے، اور ذرا سی شے پر پر اتراتی ہے، اور تمناؤں سے آراستہ رہتی ہے۔

یہ پورا خطبہ بنام قطری بن الفجاءۃ، جاحظ نے کتاب البیان والتبیین (۱/۱۹۶) اور ابن عبد ربہ نے العقد (۲/۱۹۵) میں، اور اس کا ایک حصّہ ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲/۲۵۰) میں درج کیا ہے اور بنام امیر المومنینؑ، عبید اللہ المرزبانی [۱] المعتزلی الشیعی متوفی ۳۸۴ھ (۹۹۴ء) نے کتاب الموفق (ابن ابی الحدید ۱/۳۹۷) میں، کلینی نے فروع الکافی (۳/۱۱۹) میں، ابو الفرج القزوینی الکاتب

---

[۱] مرزبانی کے حالات کے دیکھئے ابن خلکان ۲/۲۴۷)، انساب السمعانی (ورق ۵۲۱-الف) اور شذرات (۳/۱۱۱)

نے قرب الاسناد (بحار ۱۷/ ۳۰۵) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۲) میں نقل کیا ہے۔

(۶۲) نہج کا ۱۱۲ ویں خطبہ کا آخری جملہ ہے (۱/ ۲۲۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۴، ص ۳۵۸]

{ اَمَا وَاللّٰہِ! لَیُسَلَّطَنَّ عَلَیْکُمْ غُلَامُ ثَقِیْفٍ الذَّیَّالُ الْمَیَّالُ، یَاْکُلُ خَضِرَتَکُمْ، وَ یُذِیْبُ شَحْمَتَکُمْ }۔

بخدا تم پر قبیلۂ ثقیف کا ایک ایسا فرد مسلط ہونے والا ہے، جو دامن گھسیٹ کر اور جھوم جھوم کے چلنے والا ہوگا۔ تمہاری سبزی کھا جائے گا۔ اور چربی پگھلا ڈالے گا۔

یہ کلام مسعودی نے مروّج الذھب (۲/ ۱۱۲) میں بہ تغیر الفاظ نقل کیا ہے۔

(۶۳) نہج کے ۱۱۶ ویں کلام کا ایک حصہ ہے (۱/ ۲۳۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۸، ص ۳۶۲]

{ اِنَّ شَرَآئِعَ الدِّیْنِ وَاحِدَۃٌ، وَ سُبُلَہٗ قَاصِدَۃٌ۔ الخ }۔

دین کی شریعتیں ایک ہیں، اور اس کے راستے سے سیدھے ہیں۔

یہ جملے ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۱۱۵) میں ایک خطبے کے ذیل میں نقل کیے ہیں۔

(۶۴) نہج کا کلام نمبر ۱۱۷ اپنے ساتھیوں پر عتاب ہے۔ (۱/ ۲۳۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۹، ص ۳۶۳] اس کا آغاز ہے:

{ ھٰذَا جَزَآءُ مَنْ تَرَکَ الْعُقْدَۃَ! اَمَا وَاللّٰہِ! لَوْ اَنِّیْ حِیْنَ اَمَرْتُکُمْ بِمَآ اَمَرْتُکُم بِہٖ حَمَلْتُکُمْ عَلَی الْمَکْرُوْہِ الَّذِیْ یَجْعَلُ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا، فَاِنِ اسْتَقَمْتُمْ ھَدَیْتُکُمْ، وَ اِنِ اعْوَجَجْتُمْ قَوَّمْتُکُمْ، وَ اِنْ اَبَیْتُمْ تَدَارَکْتُکُمْ، لَکَانَتِ الْوُثْقٰی، وَ لٰکِنْ بِمَنْ وَّ اِلٰی مَنْ؟ اُرِیْدُ اَنْ اُدَاوِیَ بِکُمْ وَاَنْتُمْ دَآئِیْ، کَنَاقِشِ الشَّوْکَۃِ بِالشَّوْکَۃِ، وَ ھُوَ یَعْلَمُ اَنَّ ضَلْعَھَا مَعَھَا }۔

یہ اُس شخص کا بدلہ ہے جس نے گانٹھ (عہد) کو چھوڑا۔ بخدا۔ جب میں تمہیں حکم دے رہا تھا، اگر اُس غیر خوش آیند بات پر آمادہ کرتا جس میں اللہ تعالیٰ نے تمہاری

بھلائی رکھی تھی، پھر تم قائم رہتے تو تمہیں راہِ راست دکھاتا اور ٹیڑھے چلتے تو سیدھا کردیتا تو یہ بات زیادہ مضبوط ہوتی۔ لیکن کس کے بل پر، اور کس کو؟ میں تمہارے ذریعے علاج کرنا چاہتا ہوں حالانکہ تم ہی میرا مرض ہو، جیسے کانٹے کو کوئی کانٹے ہی سے نکالے یہ جانتے ہوئے کہ اس کانٹے کا میلان بھی اُس کانٹے کی طرف ہوگا۔

یہ کلام ابن عبدربہ نے العقد (۲ / ۱٦۵) میں نقل کیا ہے۔

اور اس کا یہ حصّہ (۱ / ۲۳۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۹، ص ۳٦۳]

{ مُرْهُ الْعُيُوْنِ مِنَ الْبُكَآءِ ..... غُبْرَةُ الْخَاشِعِيْنَ }۔

شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۳۵) میں، ابن الشیخ نے امالی (ص ۱۸) میں اور شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۹) اور امالی (بحار ۱۷ / ۱۰٦) میں نقل کیا ہے۔

(٦۵) نہج کا ۱۱۹واں کلام میدان جنگ میں اپنے سپاہیوں کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا ہے۔ اس میں یہ جملہ بھی ہے (۲ / ۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۲۱، ص ۳٦۷]

{اِنَّ الْمَوْتَ طَالِبٌ حَثِيْثٌ لَّا يَفُوْتُهُ الْمُقِيْمُ، وَ لَا يُعْجِزُهُ الْهَارِبُ}۔

بیشک موت تیز رفتار متلاشی ہے نہ اپنی جگہ جما رہنے والا اُس سے بچ سکتا ہے اور نہ بھگوڑا اُسے ہرا سکتا ہے۔

یہ جملہ ابن عبدربہ نے العقد (۲ / ۲۸۷) میں، شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۰٦ و ۱۳۵) میں اور شیخ مفید نے ارشاد (ص ۱۳۹ و ۱۵۹) اور کتاب الجمل (ص ۱۷۵) میں نقل کیا ہے۔

(٦٦) نہج کا ۱۲۰واں کلام ہے (۲ / ۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۲۲، ص ۳٦۸]

{فَقَدِّمُوا الدَّارِعَ، وَ اَخِّرُوا الْحَاسِرَ، وَ عَضُّوْا عَلَى الْاَضْرَاسِ، فَاِنَّهٗ اَنْبٰى لِلسُّيُوْفِ عَنِ الْهَامِ}۔

پس زرہ پوش کو آگے رکھنا اور بے زرہ کو پیچھے کرلینا اور داڑھیں خوب بھینچ لینا کیونکہ یہ صورت تلواروں کو کھوپڑیاں کاٹنے سے باز رکھتی ہے۔

یہ گفتگو ابن مزاحم کی کتاب الصفین (ص ۱۲۰)، طبری کی تاریخ (۶/ ۹)، ابن مسکویہ متوفی ۴۳۱ھ (۱۰۳۰ء) کی تجارب الامم (۱/ ۵۸۳)، ابو حیان التوحیدی کی کتاب البصائر (۱۸۵۔الف) اور شیخ مفید کی الارشاد (ص ۱۵۴) میں موجود ہے۔

(٦٧) نہج کا ۱۲۱واں کلام ہے (۲/ ۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۲۳، ص ۳۷۶]

{اِنَّا لَمْ نُحَكِّمِ الرِّجَالَ. وَ اِنَّمَا حَكَّمْنَا الْقُرْاٰنَ. وَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اِنَّمَا هُوَ خَطٌّ مَّسْتُوْرٌ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ، لَا يَنْطِقُ بِلِسَانٍ، وَ لَا بُدَّ لَهٗ مِنْ تَرْجُمَانٍ، وَ اِنَّمَا يَنْطِقُ عَنْهُ الرِّجَالُ}۔

بیشک ہم نے آدمیوں کو حکم نہیں بنایا ہے، بلکہ ہم نے حکم بنایا ہے قرآن کو یہ قرآن ایک تحریر ہے جو دو دفتیوں کے بیچ میں لکھی ہوئی ہے۔ یہ خود بات نہیں کرتا، اور اس کے لئے ترجمان ضروری ہوتا ہے اور اس کی طرف سے آدمی ہی بات کیا کرتے ہیں۔

یہ گفتگو مبرد نے کامل (۲/ ۱۲۸) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (۶/ ۳۷) میں بالتفصیل درج کی ہے شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۵۷) میں بالاختصار نقل کی ہے۔

(٦٨) نہج کا ۱۲۲واں کلام ہے (۲/ ۱۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۲۴، ص ۲۷۷]

{اَتَاْمُرُوْنِّيْٓ اَنْ اَطْلُبَ النَّصْرَ بِالْجَوْرِ فِيْمَنْ وُّلِّيْتُ عَلَيْهِ! }۔

کیا تم مجھے یہ حکم دے رہے ہو کہ جن لوگوں پر میں حاکم بنایا گیا ہوں، اُن کے خلاف ظلم سے مدد چاہوں۔

یہ کلام شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۲۱) میں نقل کیا ہے۔

(٦٩) نہج کا کلام ۱۲۶ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے تخاطب ہے۔اس کا آغاز یہ ہے۔ (۲/ ۱۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۲۸، ص ۳۸۶]

{يَآ اَبَا ذَرٍّ! اِنَّكَ غَضِبْتَ لِلّٰهِ، فَارْجُ مَنْ غَضِبْتَ لَهٗ، اِنَّ الْقَوْمَ خَافُوْكَ عَلٰى دُنْيَاهُمْ، وَ خِفْتَهُمْ عَلٰى دِيْنِكَ}۔

اے ابوذر! بیشک تو اللہ کے لئے خفا ہوا ہے لہذا اُسی سے اُمید رکھ۔ بیشک قوم نے تجھے اپنی دنیا کے لئے اور تونے اُسے اپنے دین لئے خطرناک جانا ہے۔

یہ گفتگو ابو بکر احمد بن عبد العزیز الجوہری متوفی ۳۳۲ھ نے کتاب السقیفہ (ابن ابی الحدید ۱/۴۵۶) میں بالتفصیل اور کلینی نے کافی (کتاب الروضہ (ص ۳/۹۸) میں بالاختصار نقل کی ہے۔

(۷۰) نہج کا ۱۳۲واں کلام ہے (۲/۲۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۳۴، ص ۳۹۸]

{لَمْ تَكُنْ بَيْعَتُكُمْ اِيَّايَ فَلْتَةً، وَ لَيْسَ اَمْرِيْ وَ اَمْرُكُمْ وَاحِدًا. اِنِّيْ اُرِيْدُكُمْ لِلّٰهِ وَ اَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَنِيْ لِاَنْفُسِكُمْ}۔

تم نے مجھ سے اچانک بیعت نہیں کی تھی۔ میرا اور تمہارا معاملہ ایک نہیں۔ میں تمہیں اللہ کے لئے چاہتا ہوں، اور تم مجھے اپنے لیے چاہتے ہو۔

شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۴۲) میں جو خطبہ نقل کیا ہے اُس کا یہ ٹکڑا ہے۔

(۷۱) نہج کا ۱۳۳واں کلام ہے (۲/۲۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۳۵، ص ۳۹۸]

{وَ اللّٰهِ! مَآ اَنْكَرُوْا عَلَيَّ مُنْكَرًا}۔

بخدا اُنہوں نے کسی ناپسندیدہ بات کو میرے لئے نامناسب قرار نہیں دیا۔

یہ خطبہ شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۴۶) میں اور کتاب الجمل (ص ۱۲۹) میں نقل کیا ہے۔ اس کا ایک اور حصّہ نمبر ۱۹ اور ۲۱ میں گزر چکا ہے۔ اسی کلام کا دوسرا حصّہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔

{فَاَقْبَلْتُمْ اِلَيَّ اِقْبَالَ الْعُوْذِ الْمَطَافِيْلِ عَلٰى اَوْلَادِهَا، تَقُوْلُوْنَ: الْبَيْعَةَ الْبَيْعَةَ! قَبَضْتُ كَفِّيْ فَبَسَطْتُمُوْهَا، وَ نَازَعْتُكُمْ يَدِيْ فَجَاذَبْتُمُوْهَا}۔

پھر تم میری طرف ایسے متوجہ ہوئے جیسے نئ بیاہی بچوں والی مادائیں اپنے بچوں کی طرف ٹوٹتی ہیں تم کہتے تھے بیعت بیعت۔ میں نے اپنا ہاتھ بند کرلیا تو تم نے اسے پھیلا دیا اور میں نے تم سے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا تو تم نے اسے کھینچ لیا۔

یہ کلام ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۱۶۴و۲۷۷) میں اور شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۴۲) اور کتاب الجمل (ص ۱۲۸و۱۲۹) میں بتغیرِ الفاظ نقل کیا ہے۔ نیز ابن عبدربہ نے ''اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمَا قَطَعَانِیْ'' سے ''اَمَّلَا وَ عَمِلَا ''تک ایک لمبے خطبے کے اندر العقد (۲/ ۱۶۴و۲۷۷) میں نقل کیا ہے۔

(۷۲) نہج کا ۱۳۵واں کلام ہے (۲/ ۳۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۳۷/ ۴۰۲]

{لَنْ یُّسْرِعَ اَحَدٌ قَبْلِیْ اِلٰی دَعْوَۃِ حَقٍّ، وَ صِلَۃِ رَحِمٍ، وَ عَآئِدَۃِ کَرَمٍ الخ}۔

مجھ سے پہلے کوئی بھی حق کی پکار، صلۂ رحم اور کرم و جوانمردی کی طرف تیز نہیں دوڑا۔

یہ کلام طبری نے اپنی تاریخ (۵/ ۳۹) میں بتمامہ نقل کیا ہے۔

(۷۳) نہج کا ۱۴۱واں خطبہ ہے (۲/ ۳۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۴۳، ص ۴۱۱]

{اَیُّھَا النَّاسُ! اِنَّمَآ اَنْتُمْ فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا غَرَضٌ تَنْتَضِلُ فِیْہِ الْمَنَایَا، مَعَ کُلِّ جُرْعَۃٍ شَرَقٌ}۔[۱]

لوگوں! تم اس دنیا میں نشانہ ہو جس پر موت تیر لگاتی ہے اور ہر گھونٹ کے ساتھ اُچّھو ہے۔

یہ خطبہ ابو علی القالی نے کتاب الامالی (۲/ ۷۵و۱۰۲) میں، کلینی نے فروع کافی (۳/ ۱۰) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۹) اور امالی (بحار ۷/ ۱۰۶) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۳۵) میں بنامِ امیر المومنین نقل کیا ہے۔ لیکن ان سے پہلے الحرانی تحف العقول (ص ۲۷) میں بنامِ امام محمد باقرؑ قدرے اختلاف کے ساتھ نقل کر چکے ہیں۔

(۷۴) نہج کی ۱۴۲ویں گفتگو ہے (۲/ ۳۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۴۴، ص ۴۱۱]

{اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ لَمْ یَکُنْ نَّصْرُہٗ وَ لَا خِذْلَانُہٗ بِکَثْرَۃٍ وَّ لَا بِقِلَّۃٍ، وَ ھُوَ دِیْنُ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اَظْھَرَہٗ، وَ جُنْدُہُ الَّذِیْٓ اَعَدَّہٗ وَ اَمَدَّہٗ الخ}۔

---

[۱] نیز نہج (۳/ ۱۹۶) بھی ملاحظہ ہو جہاں بذیل حکم یہ خطبہ تغیر و تبدل اور کمی و بیشی کے ساتھ مذکور ہوا ہے۔

بیشک اس امر کی کامیابی و ناکامی کا مدار کثرت وقلت پر نہ تھا یہ اللہ کا دین ہے جسے اس نے غالب کیا ہے۔ اور وہ لشکر ہے جسے خود اس نے تیار کیا ہے اور مدد دی ہے۔

اس گفتگو کا ایک ٹکڑا ''فَاِنَّكَ اِنْ شَخَصْتَ'' سے آخر تک طبری کی تاریخ (۴/ ۲۳۸) اور ابن مسکویہ کی تجارب الامم (۱/ ۴۱۹) میں، پورا کلام شیخ مفید کی الارشاد (ص ۱۲۱) میں درج ہے۔

(۷۵) نہج کا ۱۴۳ واں خطبہ ہے (۲/ ۴۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۴۵، ص ۴۱۵]

{فَبَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ لِيُخْرِجَ عِبَادَهٗ مِنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ اِلٰى عِبَادَتِهٖ}۔

پس اللہ نے محمد کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، تا کہ وہ اُس کے بندوں کو بتوں کی پرستش سے نکال کر اُس کی عبادت کی طرف لے آئے۔

یہ خطبہ کلینی نے فروع الکافی (۳/ ۲۷۹) میں نقل کیا ہے اور اسی خطبہ کا دوسرا حصّہ ہے۔ (۲/ ۴۲):

{اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّهٗ مَنِ اسْتَنْصَحَ اللّٰهَ وُفِّقَ}۔

لوگوں! جس نے اللہ سے نصیحت مانگی، اُسے نصیحت دی گئی۔

یہ حصّہ الحرانی نے تحف العقول میں امام حسنؑ کے اقوال میں (ص ۵۳) نقل کیا ہے۔ نیز نہج کا ۲۳۴ واں خطبہ بھی اسی کا ایک ٹکڑا ہے۔

(۷۶) نہج کا خطبہ ۱۴۸ ہے (۲/ ۵۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۵۰، ص ۴۲۴]

{اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الدَّالِّ عَلٰى وُجُوْدِهٖ بِخَلْقِهٖ}۔

اُس اللہ کی حمد وثنا جو اپنی مخلوق کے ذریعہ اپنے وجود کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

اس خطبے کو کلینی نے اصولِ کافی (ص ۳۳) میں معمولی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۷۷) نہج کے ۱۵۲ ویں خطبہ کا حصہ ہے (۲/ ۶۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۵۵، ص ۴۴۱]

{عِبَادَ اللّٰهِ! اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَعَزِّ الْاَنْفُسِ عَلَيْكُمْ الخ}۔

اللہ کے بندو، خدا سے ڈرو، نفس کے معاملہ میں جو تمہیں سب سے زیادہ عزیز ہے۔
یہ حصّہ علی بن محمد الواسطی نے عیون الحکم (بحار ۱۷ / ۱۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۷۸) نہج کا ۱۵۷واں کلام ہے (۲ / ۷۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۰، ص ۴۵۲]

{یآ اَخَا بَنِیٓ اَسَدٍ! اِنَّکَ لَقَلِقُ الْوَضِیْنِ}۔

ایک قبیلۂ اسد کے بھائی، تو تو ڈھیلے تنگ والا ہے۔
یہ کلام شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۷۰) میں نقل کیا ہے۔

(۷۹) نہج کا ۱۵۹واں کلام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے۔ فرماتے ہیں (۲ / ۱۸۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۲، ص ۴۵۶]

{اِنَّ النَّاسَ وَرَآئِیْ، وَ قَدِ اسْتَسْفَرُوْنِیْ بَیْنَکَ وَ بَیْنَھُمْ، وَ وَاللہِ! مَآ اَدْرِیْ مَآ اَقُوْلُ لَکَ! مَآ اَعْرِفُ شَیْئًا تَجْھَلُهٗ، وَ لَا اَدُلُّکَ عَلٰٓی اَمْرٍ لَّا تَعْرِفُهٗ الخ}۔

لوگ میرے پیچھے ہیں اور اُنہوں نے مجھے تمہارے اور اپنے درمیان سفیر بنایا ہے اور بخدا میں نہیں جانتا کہ تم سے کیا کہوں، میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جو تمہیں معلوم نہ ہو اور نہ کسی ایسی بات کی طرف رہ نمائی کرسکتا ہوں جسے تم پہچانتے نہ ہو۔

یہ گفتگو احمد بن یحیی البلاذری متوفی ۲۷۹ھ (۸۹۲ء) نے انساب الاشراف (۵ / ۶۰) میں، طبری نے تاریخ (۵ / ۹۶) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲ / ۲۷۳) میں، ابن مسکویہ نے تجارب الامم (۱ / ۴۷۸) میں اور شیخ مفید نے کتاب الجمل (ص ۸۴) میں نقل کی ہے۔

(۸۰) نہج کا ۱۶۱واں خطبہ ہے (۲ / ۹۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۴، ص ۴۶۸]

{لِیَتَاَسَّ صَغِیْرُکُمْ بِکَبِیْرِکُمْ الخ}۔

تمہارے چھوٹوں کو اپنے بڑوں کی پیری کرنا چاہئے۔
کلینی نے کافی (۳ / ۳۱) میں یہ خطبہ نقل کیا ہے اور اُسی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خطبہ

۸۴ کا جز ہے۔

(۸۱) نہج کا ۱۶۲واں خطبہ ہے جو آپ نے آغازِ خلافت میں دیا تھا۔

(۹۷/۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۵، ص ۴۷۰]

{اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْزَلَ کِتَابًا هَادِيًا بَيَّنَ فِيْهِ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ الخ}۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے ہدایت بہم پہنچانے والی کتاب اتاری، جس میں خیر وشر دونوں کا بیان ہے۔

اسے طبری نے اپنی تاریخ (۵ / ۱۵۷) میں نقل کیا ہے۔

(۸۲) نہج کی ۱۶۳ویں گفتگو اُن حضرات سے ہے جنہوں نے امیر المومنینؑ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ حضرت عثمان کے قاتلوں سے باز پرس فرمائیں۔

(۹۸/۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار خطبہ ۱۶۶، ص ۴۷۱] اس کا آغاز ہے۔

{يَآ اِخْوَتَاهُ! اِنِّیْ لَسْتُ اَجْهَلُ مَا تَعْلَمُوْنَ، وَ لٰكِنْ كَيْفَ لِیْ بِقُوَّةٍ وَّ الْقَوْمُ الْمُجْلِبُوْنَ عَلٰی حَدِّ شَوْكَتِهِمْ}۔

بھائیو! میں تمہاری معلومات سے بے خبر نہیں۔ لیکن مجھ میں قوت کیسے آ سکتی ہے جب کہ باغی اپنی قوت کی انتہا پر ہیں۔

یہ گفتگو طبری کی تاریخ (۵ / ۱۵۰) اور ابن مسکویہ کی تجارب الامم (۱ / ۵۱۰) میں منقول ہے۔

(۸۳) نہج کا ۱۶۴واں خطبہ ہے (۹۹/۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۷، ص ۴۷۲]

{اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ رَسُوْلًا هَادِيًا بِكِتَابٍ نَّاطِقٍ وَّ اَمْرٍ قَآئِمٍ، لَا يَهْلِكُ عَنْهُ اِلَّا هَالِكٌ، وَ اِنَّ الْمُبْتَدَعَاتِ الْمُشَبَّهَاتِ هُنَّ الْمُهْلِكَاتُ اِلَّا مَا حَفِظَ اللّٰهُ مِنْهَا}۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک رہ نما پیغمبر، بولنے والی کتاب اور برپا امر کے ساتھ بھیجا۔ اس سے وہی ہلاک ہوگا جو ہلاک ہونے ہی والا ہے، اور بے شک ایسی باتیں جو

دین کی باتوں سے ملتی جلتی ہیں وہی ہلاک کرنے والی ہوتی ہیں۔مگر ہاں جن سے اللہ بچائے۔

یہ خطبہ شروع سے ''حَتّٰی یَأْرِزَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِکُمْ ''تک طبری نے (۵/ ۱۶۳) میں نقل کیا ہے۔

(۸۴) نہج کا۱۶۶واں خطبہ ہے(۲/۱۰۱) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۱۶۹،ص ۴۷۴]

{اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ، وَ الْجَوِّ الْمَکْفُوْفِ، الَّذِیْ جَعَلْتَهٗ مَغِیْضًا لِّلَّیْلِ وَ النَّهَارِ، وَ مَجْرًی لِّلشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ الخ}۔

اے اللہ، اے اونچی چھت اور تھامی ہوئی فضا کے پروردگار۔ جسے تو نے رات اور دن کے لئے مبنع اور سورج اور چاند کی گذرگاہ بنایا ہے۔

یہ خطبہ ابن مزاحم الکوفی نے کتاب الصفین (ص۱۱۹) میں الحسین بن سعید بن حماد الاھوازی، مولیٰ زین العابدین علیہ السلام نے اپنی کتاب الدعاء والذکر (جنۃ الامان الواقیۃ للکفعمیورق ۱۲۰-ب و مھج الدعوات لابن طاؤس ۹۹-الف) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (۶/ ۸) میں نقل کیا ہے۔

(۸۵) نہج کا۱۶۷واں خطبہ ہے(۲/ ۱۰۲) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۱۷۰،ص ۴۷۴]

{اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا تُوَارِیْ عَنْهُ سَمَآءٌ سَمَآءً، وَ لَاۤ اَرْضٌ اَرْضًا الخ}۔

سزاوارِ حمد ہے وہ اللہ جس سے کوئی آسمان دوسرے آسمان اور کوئی زمین دوسری زمین کو نہیں چھپا سکتی۔

اس خطبہ کو ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱/ ۲۹۵) میں اور اس کے تیسرے پیراگراف کو قریب المعنی الفاظ کے ساتھ شیخِ مفید نے کتاب الجمل (ص ۵ ۴ و ۷۶) میں نقل کیا ہے۔

(۸۶) نہج کے ۱۶۸ویں خطبہ کا آخری حصّہ ہے۔

(۲/۱۰۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۱، ص ۴۷۸]

{اَلَا وَ اِنَّ هٰذِهِ الدُّنْيَا الَّتِيْ اَصْبَحْتُمْ تَتَمَنَّوْنَهَا وَ تَرْغَبُوْنَ فِيْهَا، لَيْسَتْ بِدَارِكُمْ}۔

خبردار، دنیا جس کے تم آرزومند ہو، اور جس کی تمہیں رغبت وخواہش ہے، تمہارا گھر نہیں ہے۔

یہ حصّہ ''لَا تَبْقُوْنَ عَلَيْهَا'' تک الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۲) میں نقل کیا ہے۔

(۸۷) نہج کا ۱۶۹واں کلام ہے (۲/۱۰۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۲، ص ۴۸۰]

{قَدْ كُنْتُ وَ مَآ اُهَدَّدُ بِالْحَرْبِ، وَ لَآ اُرَهَّبُ بِالضَّرْبِ}۔

نہ مجھے جنگ سے مرعوب کیا جا سکتا تھا اور نہ ضربِ شمشیر سے خوفزدہ۔

اس کلام کو شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۰۶) میں قدرے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۸۸) نہج کے ۱۷۱ویں خطبہ کا آخری ٹکڑا ہے۔

(۲/۱۱۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۴، ص ۴۹۰]

{اَلَا وَ اِنَّ الظُّلْمَ ثَلَاثَةٌ الخ}۔

دیکھو، ظلم تین قسم کا ہوتا ہے۔

یہ حصّہ شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۴۴) میں بنام امیرالمومنینؑ اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۷۱) میں بنامِ امام محمد باقرؑ درج کیا ہے۔

(۸۹) نہج کا ۱۷۴واں کلام ذِعلبِ یمانی سے رویتِ باری میں ہوا ہے۔ اس کا آغاز ہے

(۲/۱۲۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۷، ص ۴۹۴]

{لَا تُدْرِكُهُ الْعُيُوْنُ بِمُشَاهَدَةِ الْعِيَانِ، وَ لٰكِنْ تُدْرِكُهُ الْقُلُوْبُ بِحَقَآئِقِ الْاِيْمَانِ}۔

اُسے آنکھیں آشکارا نہیں دیکھ سکتیں، لیکن دل ایمانی کی حقیقتوں کی وساطت سے پا سکتے ہیں۔

یہ ارشاد کلینی نے اصول الکافی (ص ۳۲) میں، شیخ صدوق نے کتاب الامالی (مجلس ۵۵) اور کتاب التوحید (ص ۳۲۰ و ۳۲۴) میں اور شیخِ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۱) میں نقل کیا ہے۔

(۹۰) نہج کا ۱۷۵واں خطبہ یہ ہے۔(۲/۱۲۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۸، ص ۴۹۴]

{اَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا قَضٰى مِنْ اَمْرٍ، وَ قَدَّرَ مِنْ فِعْلٍ، وَ عَلَى ابْتِلَآئِيْ بِكُمْ اَيَّتُهَا الْفِرْقَةُ الَّتِيْٓ اِذَآ اَمَرْتُ لَمْ تُطِعْ، وَ اِذَا دَعَوْتُ لَمْ تُجِبْ الخ}۔

میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اُس امر پر جس کا اُس نے فیصلہ کیا اور اُس کام پر جس نے اُس کو مقدر فرمایا اور تمہارے ذریعے سے اپنی آزمائش پر، اے میرا حکم نہ ماننے والو میری پکار کا جواب نہ دینے والو۔

یہ خطبہ الثقفی نے کتاب الغارات میں نقل کیا ہے (ابن ابی الحدید ۱/ ۲۹۴)۔

(۹۱) نہج کا ۱۷۷واں خطبہ ہے (۲/ ۱۲۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۸۰، ص ۴۹۹]

{اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ مَصَآئِرُ الْخَلْقِ، وَ عَوَاقِبُ الْاَمْرِ}۔

اُس خدا کی تعریف جس کی طرف مخلوق کو لوٹنا ہے اور جس کے ہاتھ میں معاملے کے نتائج ہیں۔

اسے ابونعیم نے حلیۃ الاولیا (۱/ ۷۳) میں نقل کیا ہے۔

(۹۲) نہج کا خطبہ نمبر ۱۸۱ ہے (۲/ ۱۴۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۸۴، ص ۵۲۰]

{مَا وَحَّدَهٗ مَنْ كَيَّفَهٗ، وَ لَا حَقِيْقَتَهٗٓ اَصَابَ مَنْ مَّثَّلَهٗ}۔

جس نے اس کی کیفیت بیان کر دی اُس نے اُسے ایک نہ مانا اور جس نے اس کی مثال قرار دیدی وہ اس کی حقیقت تک نہ پہنچا۔

اس خطبے کے بعض حصّے صدوق نے کتاب التوحید (ص ۲۴) اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۴) میں بنامِ امام رضاؑ، اور کچھ ٹکڑے شیخِ صدوق نے کتاب التوحید (ص ۲۰ و ۳۰۲۴ و ۳۲۴) اور شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۱) میں امیر المومنینؑ کی ذعلب سے گفتگو میں نقل کیے ہیں۔ایک جملہ سیدِ مرتضیٰ نے امالی (۱ / ۱۰۳) میں درج کیا ہے۔

(۹۳) نہج کا کلام نمبر ۱۸۴ اس ٹکڑے پر مشتمل ہے۔

(۲ / ۱۵۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۸۷، ص ۵۳۱]

{اَیُّهَا النَّاسُ! سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ الخ}۔

مجھ سے میرے انتقال سے پہلے سوال کرلو۔

اسے ابوالفرج الاصبہانی نے الاغانی (۱۳ / ۱۵۹) میں نقل کیا ہے۔

(۹۴) نہج کا کلام نمبر ۱۸۸ حسبِ ذیل ہے (۲ / ۱۸۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۰، ص ۵۶۶]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ اللهَ - سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى - خَلَقَ الْخَلْقَ حِيْنَ خَلَقَهُمْ غَنِيًّا عَنْ طَاعَتِهِمْ الخ}۔

بعدازاں، بے شک اللہ سُبحانہ وتعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا، تو وہ اُن کی اطاعت سے بے نیاز تھا۔

یہ خطبہ شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۸۴) میں نقل کیا ہے۔

(۹۵) نہج کے کلام ۱۹۲ کا ٹکڑا ہے (۲ / ۱۹۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۵، ص ۵۷۷]

{وَ لَقَدْ قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ اِنَّ رَاْسَهٗ لَعَلٰى صَدْرِیْ الخ}۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا، تو آپ کا سر میرے سینے پر تھا۔

یہ ٹکڑا شیخِ مفید نے امالی (بحار ۱۷ / ۱۰۵) میں نقل کیا ہے۔

(۹۶) نہج کا کلام نمبر ۱۹۵ ہے (۲ / ۲۰۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۸، ص ۵۸۷]

{ وَاللهِ! مَا مُعَاوِیَةُ بِاَدْهٰى مِنِّیْ، وَ لٰكِنَّهٗ يَغْدِرُ وَ يَفْجُرُ، وَ لَوْلَا

کَرَاهِيَةُ الْغَدْرِ لَكُنْتُ مِنْ اَدْهَى النَّاسِ}۔

بخدا، معاویہ مجھ سے زیادہ ہوشیار نہیں۔لیکن وہ دھوکہ دیتا ہے اور بڑا خطا کار ہے۔

اور اگر دھوکہ دینے کو میں بُرا نہ جانتا، تو ساری دنیا سے زیادہ چالاک ثابت ہوتا۔

یہ کلام کلینی نے اصول کافی (ص ۲۳۲) اور فروع کافی (۳/ ۱۰) میں نقل کیا ہے۔

(۹۷) امیر المومنین علیہ السلام کا کلام نمبر ۱۹۷ ہے۔

(۲/ ۲۰۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۰۰، ص ۵۹۱]

{اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ عَنِّيْ، وَ عَنِ ابْنَتِكَ النَّازِلَةِ فِيْ جِوَارِكَ الخ}۔

یا رسول اللہ، میری اور اپنی اُس بیٹی کی طرف سے آپ پر سلام ہو، جو آپ کے پڑوس میں آ گئی ہے۔

یہ کلام شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۶۷) بعینہ اور کلینی نے اصول کافی (۱۲۳) میں بالفاظِ مختلفہ روایت کیا ہے۔

(۹۸) نہج کا کلام ۱۹۸ یہ ہے (۲/ ۲۰۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۰۱، ص ۵۹۳]

{ اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّمَا الدُّنْيَا دَارُ مَجَازٍ، وَ الْاٰخِرَةُ دَارُ قَرَارٍ، فَخُذُوْا مِنْ مَّمَرِّكُمْ لِمَقَرِّكُمْ الخ}۔

لوگوں! دنیا گذرگاہ ہے اور آخرت قیامگاہ۔ پس اپنی گذرگاہ سے اپنی قیامگاہ کے لئے کچھ لے جاؤ۔

یہ خطبہ ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲/ ۲۵۳) میں مبرد نے کامل میں (ابن ابی الحدید ۲/ ۲)، ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۲۰۰) میں، ابوعلی القالی نے کتاب الامالی (۱/ ۲۵۸) میں، بیہقی نے کتاب المحاسن والمساوی (۲/ ۳۱) میں اور البکری نے سمط اللآلی (۱/ ۵۶۹) میں ایک اعرابی کے نام سے، اور ابن نباتہ مصری نے سرح العیون (ورق ۴۳۔الف) میں سحبان بن

زخرالوائلی متوفی ۵۴ھ (۶۷۴ء) کے نام سے، اور شیخ صدوق نے الامالی (مجلس ۲۳و۳۹) میں بنام امیر المومنین علیہ السلام درج کیا ہے۔

(۹۹) نہج کا کلام ۲۰۱ ان لفظوں سے شروع ہوتا ہے۔

(۲/۲۱۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۰۴، ص ۵۹۵]

{اِنِّیۡ اَکۡرَہُ لَکُمۡ اَنۡ تَکُوۡنُوۡا سَبَّابِیۡنَ الخ}۔

میں اسے پسند نہیں کرتا کہ تم گالیاں دینے والے بنو۔

یہ کلام ابن مزاحم الکوفی نے کتاب الصفین (بحار ۸/ ۴۷۵) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۰) نہج کا کلام ۲۰۳ ہے (۲/ ۱۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۰۶، ص ۵۹۶]

{اَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّهٗ لَمۡ یَزَلۡ اَمۡرِیۡ مَعَکُمۡ عَلٰی مَآ اُحِبُّ، حَتّٰی نَهِکَتۡکُمُ الۡحَرۡبُ}۔

لوگو، میرا معاملہ تمہارے ساتھ میری پسند کے مطابق رہا تا آنکہ جنگ نے تمہیں کمزور کردیا۔

یہ کلام ابن مزاحم الکوفی نے کتاب الصفین (ص ۲۶۱) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۱) نہج کا ۲۰۵ کلام ہے (۲/ ۲۱۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۰۸/ ۶۰۲]

{اِنَّ فِیۡۤ اَیۡدِی النَّاسِ حَقًّا وَّ بَاطِلًا، وَ صِدۡقًا وَّ کَذِبًا، وَ نَاسِخًا وَّ مَنۡسُوۡخًا، وَ عَامًّا وَّ خَاصًّا، وَ مُحۡکَمًا وَّ مُتَشَابِهًا، وَ حِفۡظًا وَّ وَهۡمًا، وَ لَقَدۡ کُذِبَ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰهِ عَلٰی عَهۡدِهٖ، حَتّٰی قَامَ خَطِیۡبًا، فَقَالَ: "مَنۡ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلۡیَتَبَوَّاۡ مَقۡعَدَهٗ مِنَ النَّارِ}۔

بیشک لوگوں کے ہاتھوں میں حق اور باطل، سچ اور جھوٹ، ناسخ اور منسوخ، عام اور خاص محکم اور متشابہ اور یاد اور وہم سب کچھ ہے۔ اور یقیناً رسول اللہ پر خود اُن کے زمانے میں جھوٹ بولا گیا، تا آنکہ آپ نے کھڑے ہو کر تقریر فرمائی اور کہا جو کوئی

مجھ پر جان بوجھ کے جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ آگ کو بنا لے۔

یہ کلام ابو صادق سلیم بن قیس الہلالی العامری الکوفی (صاحب امیر المومنین وحسن وحسین و زین العابدین علیہم السلام) نے اپنی کتاب میں (منہج المقال ۱۶۱۔الف۔۱۶۲۔الف)، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۵) میں اور کلینی نے اصول الکافی (ص ۱۵) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۲) امیر المومنین کا ۲۱۱ واں خطبہ ہے (۲/ ۲۲۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۱۴، ص ۶۱۵]

{اَمَّا بَعۡدُ! فَقَدۡ جَعَلَ اللّٰہُ لِیۡ عَلَیۡکُمۡ حَقًّا بِوِلَایَۃِ اَمۡرِکُمۡ، وَ لَکُمۡ عَلَیَّ مِنَ الۡحَقِّ مِثۡلُ الَّذِیۡ لِیۡ عَلَیۡکُمۡ الخ}۔

بعد ازاں، بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاملے کی سربراہی کی وجہ سے میرا حق تم پر قرار دیا ہے۔ اور تمہارا حق بھی مجھ پر ویسا ہی ہے جیسا کہ میرا حق تم پر۔

یہ خطبہ کلینی نے فروع الکافی (۳/ ۱۶۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۳) امیر المومنین کا ۲۱۲ واں کلام ہے، جو کلام نمبر ۱۶۷ (۲/ ۱۰۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۰، ص ۴۷۵] میں بھی آیا ہے (۲/ ۲۱۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۱۵، ص ۶۲۱]

{اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَعۡدِیۡکَ عَلٰی قُرَیۡشٍ، فَاِنَّھُمۡ قَدۡ قَطَعُوۡا رَحِمِیۡ، وَ اَکۡفَاُوۡا اِنَآئِیۡ، وَ اَجۡمَعُوۡا عَلٰی مُنَازَعَتِیۡ حَقًّا کُنۡتُ اَوۡلٰی بِہٖ مِنۡ غَیۡرِیۡ الخ}۔

اے اللہ میں قریش اور اُن کے مددگاروں کے خلاف تجھ سے انتقام کا طالب ہوں اُنہوں نے مجھ سے رشتہ توڑ لیا اور میرے برتن کو اُلٹ دیا اور بالاتفاق مجھ سے اُس حق پر جھگڑے جس کا میں دوسروں سے زیادہ مستحق تھا۔

یہ کلام الثقفی کی کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱/ ۲۹۵) اور ابن قتیبہ کی الامامۃ والسیاسۃ (ص ۱۴۷) کے ایک لمبے خطبے کا جزو ہے۔ اس سے ملتے جلتے الفاظ شیخ مفید نے کتاب الجمل (ص ۴۵ و ۶۷) میں نقل کئے ہیں۔

(۱۰۴) نہج کا ۲۱۴ واں کلام ہے (۲/ ۲۲۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۱۶، ص ۶۲۲]

{ لَقَدْ اَصْبَحَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ بِهٰذَا الْمَكَانِ غَرِيْبًا! اَمَا وَاللّٰهِ! لَقَدْ كُنْتُ اَكْرَهُ اَنْ تَكُوْنَ قُرَيْشٌ قَتْلٰى الخ }۔

ابومحمد اس جگہ مسافر کی طرح پڑے ہیں بخدا میں اسے بُرا جانتا تھا کہ قریش مارے جائیں۔

یہ کلام مبرد نے الکامل (۱/ ۱۲۶) میں، ابن عبدربہ نے العقد ((۲/ ۲۷۹) میں اور البیہقی نے المحاسن (۲/ ۵۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۵) نہج کا ۲۱۶ کلام ہے (۲/ ۲۳۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۱۸، ص ۶۲۳]

{يَا لَهٗ مَرَامًا مَّا اَبْعَدَهٗ! الخ }۔

وہ شخص مقصد سے کتنا دور ہے!

یہ کلام علی بن محمد الواسطی نے عیون الحکم (بحار ۱۷/ ۱۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۶) نہج کا ۲۱۹ واں کلام ہے (۲/ ۲۴۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲۱، ص ۶۳۴]

{وَ اللّٰهِ! لَاَنْ اَبِيْتَ عَلٰى حَسَكِ السَّعْدَانِ مُسَهَّدًا، وَ اُجَرَّ فِي الْاَغْلَالِ مُصَفَّدًا، اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ظَالِمًا لِّبَعْضِ الْعِبَادِ الخ }۔

بخدا، سعدان کے کانٹوں پر ساری رات جاگ کر گزارنا، اور گلے میں لوہے کا طوق ڈال کر کھینچا جانا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول سے اس حال میں ملوں کہ میں نے کچھ بندوں پر ظلم کیا ہو۔

یہ کلام شیخ صدوق نے اپنی امالی (مجلس ۹۰) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۷) نہج کا ۲۲۱ واں خطبہ ہے (۲/ ۲۴۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲۳، ص ۶۳۶]

{وَ اعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ! اَنَّكُمْ وَ مَا اَنْتُمْ فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الدُّنْيَا عَلٰى

سَبِیۡلِ مَنۡ قَدۡ مَضٰی قَبۡلَکُمۡ الخ}۔

بندگانِ خدا، یادرکھوتم اور دنیا کی جن رنگ رلیوں میں تم پھنسے ہوئے ہو وہ سب اُسی راہ پر گامزن ہے جس پر تمہارے پیش رو جا چکے ہیں۔

یہ خطبہ علی بن محمد الواسطی نے عیون الحکم (بحار ۱۷ / ۱۱۴) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۸) نہج کا ۲۲۳واں کلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف [۱] پر مشتمل ہے۔ فرماتے ہیں (۲ / ۲۴۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲۵، ص ۶۳۸]

{لِلّٰهِ بِلَآءُ فُلَانٍ، فَقَدۡ قَوَّمَ الۡاَوَدَ، وَ دَاوَی الۡعَمَدَ، خَلَّفَ الۡفِتۡنَةَ وَ اَقَامَ السُّنَّةَ! ذَهَبَ نَقِیَّ الثَّوۡبِ، قَلِیۡلَ الۡعَیۡبِ. اَصَابَ خَیۡرَهَا، وَ سَبَقَ شَرَّهَا، اَدّٰی اِلَی اللّٰهِ طَاعَتَهٗ، وَ اتَّقَاهُ بِحَقِّهٖ، رَحَلَ وَ تَرَکَهُمۡ فِیۡ طُرُقٍ مُّتَشَعِّبَةٍ، لَا یَهۡتَدِیۡ فِیۡهَا الضَّالُّ، وَ لَا یَسۡتَیۡقِنُ الۡمُهۡتَدِیۡ}۔

اللہ فلاں کا بھلا کرے! اُس نے کجی کو سیدھا کیا، اور مرض کا علاج کیا، اور فتنے سے الگ رہا اور سنتِ رسول کو برپا کیا۔ پاک کپڑے لے کر اور کم عیب بن گیا۔ حکومت کی بھلائی تک پہنچا، اور اُس کے شر سے آگے نکل گیا۔ اللہ کی اطاعت و تابعداری کی، اور اُس سے کما حقہ ڈرتا رہا۔ اُس نے دنیا سے کوچ کیا اس حال میں کہ لوگ جدا جدا راستوں پر چل پڑے تھے۔ جن میں گمراہ کو رہ نہیں ملتی اور ہدایت یافتہ کو یقین نہیں آتا۔

طبری (۵ / ۲۸) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رائے بنتِ ابوحثمہ کی تھی۔ امیر المومنینؑ نے اُس کی تصویب کی اور یہ فرمایا کہ یہ لفظ اُس نے خود نہیں کہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی زبان پر جاری فرمائے ہیں۔ (نہج البلاغہ، شائع کردہ احباب پبلشر ص ۲۸۸)

---

[۱] شیعہ شارحین اس سے متفق نہیں۔

(۱۰۹) نہج کا ۲۲۴واں کلام ہے (۲/ ۲۴۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲۶، ص ۶۴۳]

{وَبَسَطْتُّمْ يَدِیْ فَكَفَفْتُهَا، وَمَدَدْتُمُوْهَا فَقَبَضْتُهَا، ثُمَّ تَدَاكَكْتُمْ عَلَیَّ تَدَاكَّ الْاِبِلِ الْهِيْمِ عَلٰى حِيَاضِهَا يَوْمَ وُرُوْدِهَا الخ}۔

تم نے میرا ہاتھ کھولا تو میں نے اُسے روکا اور تم نے اُسے کھینچا تو میں نے اُسے سمیٹ لیا پھر تم مجھ پر ایسے ٹوٹ پڑے جیسے پیاسے اونٹ حوضوں پر اپنی باری کے دن ٹوٹتے ہیں۔

اس سے ملتے جلتے جملے ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۱۶۵) میں جو خط نقل کیا ہے اُس کے اندر موجود ہیں۔ اور خود یہ کلام شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۴۲) اور کتاب الجمل (ص ۱۲۸) میں اور ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱/ ۲۹۵) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۰) نہج کا ۲۲۶واں خطبہ ہے (۲/ ۲۵۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲۸، ص ۶۴۵]

{ فَصَدَعَ بِمَآ اُمِرَ بِهٖ، وَ بَلَّغَ رِسَالَاتِ رَبِّهٖ، فَلَمَّ اللّٰهُ بِهِ الصَّدْعَ، وَ رَتَقَ بِهِ الْفَتْقَ }۔

پس رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن باتوں کو جن پر مامور تھے برملا پیش کیا اور اپنے رب کے پیام پہنچائے پھر اللہ نے اُن کے ذریعے سے شگاف کو بھر دیا اور پھٹے کو سی دیا۔

یہ خطبہ علاوہ واقدی کی کتاب الجمل کے جس کا خود رضی نے حوالہ دیا ہے، ابن عبدربہ کی العقد (۲/ ۱۶۴ و ۲۷۷) میں اور شیخ مفید کی الارشاد (ص ۱۴۲) اور کتاب الجمل (ص ۱۲۸) میں موجود ہے۔

(۱۱۱) نہج کا ۲۳۳واں خطبہ ہے (۲/ ۲۵۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۳۵، ص ۶۵۱]

{ جُفَاةٌ طَغَامٌ، وَ عَبِيْدٌ اَقْزَامٌ، جُمِّعُوْا مِنْ كُلِّ اَوْبٍ، وَ تُلُقِّطُوْا مِنْ كُلِّ شَوْبٍ }۔

کھرے اوباش ہیں۔ کمینے غلام ہیں، ہر کونے کھدرے سے اکٹھے کر لیے گئے ہیں
اور ہر دو غلے قبیلے سے اُنھیں پالیا گیا ہے۔

یہ ٹکڑا ایک طویل خطبے میں سے انتخاب کیا گیا ہے۔ جو ابراہیم الثقفی کی کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ا / ۲۹٦) اور ابن قتیبہ کی الامامۃ والسیاسۃ میں موجود ہے۔

(۱۱۲) نہج کا ۲۳۴ واں خطبہ ہے۔ (۲ / ۲۵۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۳٦، ص ٦۵۲]

{ هُمْ عَيْشُ الْعِلْمِ، وَ مَوْتُ الْجَهْلِ }۔

یہ لوگ علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔

یہ خطبہ الحرانی نے تحف العقول (ص ۵۳) میں اور کلینی نے کافی (۳ / ۱۸۰) میں نقل کیا ہے۔

ماخذ خطوط

ان خطبوں کے ساتھ ساتھ حسبِ ذیل خطوط بھی تاریخ و ادب کی کتابوں میں منقول ہوئے ہیں:

(۱) نہج کا سب سے پہلا خط اہلِ کوفہ کے نام ہے جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے برتاؤ کا ذکر فرمایا ہے۔ اُس کا غاز ہے (۳/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ا، ص ۶۵]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّیْ اُخْبِرُکُمْ عَنْ اَمْرِ عُثْمَانَ حَتّٰی یَکُوْنَ سَمْعُهٗ کَعِیَانِهٖ: اِنَّ النَّاسَ طَعَنُوْا عَلَیْهِ، فَکُنْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُهَاجِرِیْنَ اُکْثِرُ اسْتِعْتَابَهٗ، وَ اُقِلُّ عِتَابَهٗ الخ }۔

بعدازاں، میں تمہیں عثمان کے قصّے کی خبر سناتا ہوں، تا آنکہ اُس کا سننا ایسا ہو جیسا اُس کا دیکھنا۔ لوگوں نے اُن پر الزام لگائے، میں مہاجرین میں سے وہ شخص تھا کہ ان کو خوش زیادہ رکھتا تھا، اور اُن پر خفا کم ہوتا تھا۔

یہ خط ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۶۸) میں، ابن الشیخ نے امالی (ص ۸۷) میں اور شیخِ مفید نے کتاب الجمل (ص ۱۱۶ و ۱۲۴) میں نقل کیا ہے۔

(۲) نہج کا تیسرا خط قاضی شریح کے نام ہے۔ (۳/۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳، ص ۶۶۰]

{ یَا شُرَیْحُ! اَمَآ اِنَّهٗ سَیَاْتِیْكَ مَنْ لَّا یَنْظُرُ فِیْ کِتَابِكَ، وَ لَا یَسْئَلُكَ عَنْ بَیِّنَتِكَ الخ }۔

اے شریح، تیرے پاس جلد ہی وہ آ پہنچے گا جو نہ تیری دستاویز ہی دیکھے گا اور نہ تیرے گواہوں کو پوچھے گا۔

یہ خط شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۵۱) میں نقل کیا ہے۔

(۳) نہج کا ۵واں خط اشعث بن قیس عاملِ آذربائیجان کے نام ہے۔ اس کا آغاز ہے (۳/ ۷)

[نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۵، ص ۶۶۴]

{ وَ اِنَّ عَمَلَكَ لَيْسَ لَكَ بِطُعْمَةٍ، وَ لٰكِنَّهٗ فِیْ عُنُقِكَ اَمَانَةٌ، وَ اَنْتَ مُسْتَرْعًى لِّمَنْ فَوْقَكَ الخ }۔

تیرا کام تیرا کھاجا نہیں ہے بلکہ وہ تیری گردن میں امانت ہے اور تو اپنے سے بلند رتبہ کی نظر کے نیچے ہے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۱۳) میں، ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۹۲) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۲۸۳) میں نقل کیا ہے۔

(۴) نہج کا چھٹا خط حضرت معاویہ کے نام ہے۔ فرماتے ہیں۔

(۳/ ۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۶، ص ۶۶۵]

{ اِنَّهٗ بَايَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا اَبَا بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ عَلٰى مَا بَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَكُنْ لِّلشَّاهِدِ اَنْ يَّخْتَارَ، وَ لَا لِلْغَآئِبِ اَنْ يَّرُدَّ الخ }۔

بیشک میری بیعت اُنھیں لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابوبکر و عمر اور عثمان کی بیعت کی تھی اور اُسی بات پر کی ہے جس پر ان کی کی تھی پس حاضر کو پسند کرنے اور غائب کو رد کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۱۸) میں، ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۹۳) میں، ابوحنیفہ احمد بن داؤد دینوری متوفی ۲۹۰ھ (۹۰۳ء) نے اخبار الطوال (ص ۱۶۶) میں اور ابن عبدربہ نے (العقد (۲/ ۲۸۴ و ۲۸۶) میں نقل کیا ہے۔

(۵) نہج کا ۷واں خط بھی انھیں کے نام ہے (۳/ ۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۷، ص ۶۶۷] اور اس طرح شروع ہوا ہے۔

{اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ اَتَتْنِیْ مِنْكَ مَوْعِظَةٌ مُّوَصَّلَةٌ، وَ رِسَالَةٌ مُّحَبَّرَةٌ الخ}۔

بعدازاں، مجھے تیری جانب سے بناوٹی نصیحت اور آراستہ خط ملا۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۳۳ و ۳۴) میں، ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۱۰۱) میں، مبرد نے الکامل (۱ / ۱۹۳) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۲ / ۲۸۴) میں نقل کیا ہے۔

(۶) نہج کا ۸واں خط جو جریر البجلی کے نام ہے۔(۳/ ۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۸، ص ۶۶۷] یُوں شروع ہوا ہے۔

{اَمَّا بَعْدُ! فَاِذَآ اَتَاكَ كِتَابِیْ فَاحْمِلْ مُعَاوِيَةَ عَلَى الْفَصْلِ الخ}۔

بعدازاں، جب میرا یہ خط تجھے ملے، تو معاویہ کو قطعی فیصلے پر آمادہ کرنا۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۳۲) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۲ / ۲۸۴) میں نقل کیا ہے۔

(۷) نہج کا ۹واں خط یہ ہے (۳/ ۱۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۹، ص ۶۶۸]

{فَاَرَادَ قَوْمُنَا قَتْلَ نَبِيِّنَا وَ اجْتِيَاحَ اَصْلِنَا، وَهَمُّوْا بِنَا الْهُمُوْمَ، وَ فَعَلُوْا بِنَا الْاَفَاعِيْلَ الخ}۔

پس ہماری قوم نے چاہا کہ ہمارے نبی کو مار ڈالے اور ہماری جڑ اکھاڑ پھینکے اور انہوں نے ہم پر رنج و غم کے پہاڑ توڑنا چاہے، اور ہمارے ساتھ نازیبا کام کیے۔

یہ پورا خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۴۸) میں اور اس کا تیسرا پیراگراف ابن عبد ربہ نے العقد (۲/ ۲۸۶) میں نقل کیا ہے۔

(۸) نہج کا ۱۰واں خط یُوں شروع ہوا ہے۔(۳/ ۱۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۰، ص ۶۷۲]

{وَ كَيْفَ اَنْتَ صَانِعٌ اِذَا تَكَشَّفَتْ عَنْكَ جَلَابِيْبُ مَآ اَنْتَ فِيْهِ مِنْ دُنْيَا، قَدْ تَبَهَّجَتْ بِزِيْنَتِهَا، وَ خَدَعَتْ بِلَذَّتِهَا الخ}۔

تو اُس وقت کیا کرے گا جب تیرے سامنے سے دنیا کے پردے اٹھ جائینگے وہ دنیا

جو اپنے سنگار کے باعث خوبصورت نظر آتی ہے اور اپنی لذّت سے دھوکہ دیتی ہے۔

اس خط کے ابتدائی دو ٹکڑے ''وَ اِنَّہٗ یُوْشِكُ'' سے ''وَ لَا شَرَفٍ بَاسِقٍ'' تک ابن مزاحم نے کتاب الصفین)ص ۵۹) میں نقل کیے ہیں۔

(۹) نہج کا ۱۱واں خط ہے (۳/ ۱۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۱، ص ۶۷۴]

{فَاِذَا نَزَلْتُمْ بِعَدُوٍّ اَوْ نَزَلَ بِكُمْ، فَلْيَكُنْ مُّعَسْكَرُكُمْ فِیْ قُبُلِ الْاَشْرَافِ، اَوْ سِفَاحِ الْجِبَالِ الخ}۔

جب تم دشمن کے مقابل پر اوڈالو یا وہ تمہارے سامنے آ کر اُترے، تو تمہاری لشکرگاہ بلندیوں کے آگے اور پہاڑوں کی تلیہٹی میں ہونا چاہیے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۶۶) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۴) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰) نہج کی ۱۲ویں وصیّت ہے (۳/ ۱۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۲، ص ۶۷۶]

{اِتَّقِ اللهَ الَّذِیْ لَابُدَّ لَكَ مِنْ لِّقَآئِهٖ الخ}۔

اُس خدا سے ڈرتے رہو جس سے ملنا لابدی ہے۔

یہ وصیت ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۷۸) میں نقل کی ہے۔

(۱۱) نہج کا ۱۳واں خط یہ ہے (۳/ ۱۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۳/ ۶۷۶]

{وَقَدْ اَمَّرْتُ عَلَيْكُمَا وَ عَلٰی مَنْ فِیْ حَيِّزِكُمَا مَالِكَ بْنَ الْحَارِثِ الْاَشْتَرَ فَاسْمَعَا لَهٗ وَ اَطِيْعَا، وَ اجْعَلَاهُ دِرْعًا وَّ مِجَنًّا الخ}۔

میں نے تم پر اور تمہاری کمان کے آدمیوں پر مالک بن حارث اشتر کو حاکم بنایا ہے اب تم اُس کی سنو اور مانو، اور اُسے زرہ اور ڈھال بنالو۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۸۱) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (۵/ ۲۳۸) میں نقل کیا ہے۔

(۱۲) نہج کی ۱۴ ویں وصیت یہ ہے (۳/۱۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۴، ص ۶۷۸]

{لَا تُقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى يَبْدَؤُكُمْ الخ}۔

اُن سے جنگ نہ کرنا جب تک وہ پہل نہ کریں۔

یہ وصیّت ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۱۰۶) میں نقل کی ہے۔

(۱۳) نہج کا ۱۶ واں خط ہے (۳/۱۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۶، ص ۶۸۱]

{لَا تَشْتَدَّنَّ عَلَيْكُمْ فَرَّةٌ بَعْدَهَا كَرَّةٌ}۔

تم پر وہ فرار گراں نہ ہو گا جس کے بعد تمہاری طرف سے حملہ ہو۔

اس کا آخری حصّہ جو ''فَوَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ'' سے شروع ہوتا ہے، ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ابن ابی الحدید ا/ ۸۹) میں نقل کیا ہے۔

(۱۴) نہج کا ۱۷ واں خط یہ ہے۔ (۳/۱۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۷، ص ۶۸۲]

{وَ اَمَّا طَلَبُكَ اِلَيَّ الشَّامَ، فَاِنِّيْ لَمْ اَكُنْ لِّاُعْطِيَكَ الْيَوْمَ مَا مَنَعْتُكَ اَمْسِ الخ}۔

رہا تیرا مجھ سے شام کا ملک مانگنا تو تجھے آج بھی وہ نہیں دوں گا جو کل روک چکا ہوں۔

یہ خط نصر ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۹۷ و ۲۵۲) میں، ابن قتیبہ نے الامامہ (۱۱۵) میں، دینوری نے الاخبار الطوال (ص ۱۹۹) میں، مسعودی متوفی ۳۴۶ھ (۹۵۷ء) نے مروج الذہب (۲/ ۴۸) میں اور البیہقی نے کتاب المحاسن والمساوی (ا/ ۳۸) میں نقل کیا ہے۔

(۱۵) نہج کا ۱۸ واں خط ہے (۳/۲۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۸، ص ۶۸۷]

{ وَاعْلَمْ اَنَّ الْبَصْرَةَ مَهْبِطُ اِبْلِيْسَ وَ مَغْرِسُ الْفِتَنِ، فَحَادِثْ اَهْلَهَا بِالْاِحْسَانِ اِلَيْهِمْ، وَاحْلُلْ عُقْدَةَ الْخَوْفِ عَنْ قُلُوْبِهِمْ }۔

یہ جان لو گوں کہ بصرہ شیطان کا گھر اور فتنوں کی کھیتی ہے اس کے باشندوں سے احسان کا برتاؤ کرنا اور ان کے دلوں سے خوف کی گانٹھ کھول دینا۔

اس پیرا گراف کا آخری جملہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۵۷) میں، عبد اللہ ابن المعتز العباسی متوفی ۲۹۶ھ (۹۰۸ء) نے کتاب البدیع (ص 4) میں اور ابو ہلال عسکری نے الصناعتین (ص213) میں نقل کیا ہے۔

(۱۶) نہج کا ۲۲واں خط ہے۔ (۳/ ۲۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۲، ص۶۹۱]

{اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ الْمَرْءَ قَدْ یَسُرُّهٗ دَرَكُ مَا لَمْ یَكُنْ لِّیَفُوْتَهٗ، وَ یَسُوْٓؤُهٗ فَوْتُ مَا لَمْ یَكُنْ لِّیُدْرِكَهُ الخ}۔

بعد ازاں، آدمی کو کبھی اُس شے کا پانا خوش کرتا ہے جسے وہ کبھی کھو نہ سکتا تھا اور اُس شے کا کھو دینا غمگین بنا دیتا ہے جسے وہ پا نہ سکتا تھا۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۵۸) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۶) میں، القالی نے الامالی (۲/ ۹۶) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۱/ ۳۵۵) میں، کلینی نے فروع الکافی (۳/ ۱۱۳) میں، ابوحیان التوحیدی نے کتاب البصائر (۳۵۳) میں اور باقلانی نے اعجاز القرآن (۱/ ۱۹۵) میں نقل کیا ہے۔

(۱۷) نہج کا ۲۷واں خط ہے۔ (۳/۳۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۷، ص۶۹۹]

{فَاخْفِضْ لَهُمْ جَنَاحَكَ، وَاَلِنْ لَهُمْ جَانِبَكَ}۔

پس اُن کے لئے اپنا بازو جھکا دے، اور اپنا پہلو نرم کر دے۔

یہ خط شیخ مفید نے کتاب المجالس اور کتاب الامالی (بحار ۱۷/ ۱۰۱) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۶) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۱) میں نقل کیا ہے۔

(۱۸) نہج کا ۳۰واں خط ہے۔ (۳/ ۴۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳۰، ص۷۱۱]

{فَاتَّقِ اللهَ فِیْمَا لَدَیْكَ، وَ انْظُرْ فِیْ حَقِّهٖ عَلَیْكَ، وَ ارْجِعْ اِلٰی مَعْرِفَةِ مَا لَا تُعْذَرُ بِجَهَالَتِهٖ الخ}۔

تو اللہ سے اُن چیزوں کے بارے میں ڈرتے رہنا جو تیرے پاس ہیں اور اپنے

آپ پر اُس کے حق کو نظر میں رکھنا اور اُس چیز کے جاننے کی طرف دھیان دینا جس کے نہ جاننے پر معذور نہ قرار دیا جائے۔

ابن ابی الحدید (۲/ ۲۶۰) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کو ارباب سِیر نے زیادہ مکمل شکل میں نقل کیا ہے۔ چنانچہ وہ اس کا آغاز یُوں بتاتا ہے:

{اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ بَلَغَنِیْ کِتَابُکَ تَذْکُرُ مُشَاغَبَتِیْ الخ}۔

بعدازاں، مجھے تیرا خط ملا، جس میں تو نے میری شر پسندی کا ذکر کیا ہے۔

(۱۹) نہج کا ۱۳واں خط ہے (۳/ ۴۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳۱، ص ۷۱۳]

{مِنَ الْوَالِدِ الْفَانِ، الْمُقِرِّ لِلزَّمَانِ، الْمُدْبِرِ الْعُمُرِ الخ}۔

اُس باپ کی طرف سے جو مرنے والا ہے، زمانہ کے بس میں ہے اور کہن سال ہے۔

یہ طویل خط ابو احمد حسن بن عبداللہ بن سعید عسکری نے کتاب الزواجر والمواعظ میں (بحار ۱۷/ ۵۷)، کلینی نے کتاب الرسائل میں (بحار ۱۷/ ۵۷)، الحرانی نے تحف العقول (ص ۱۴) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۱/ ۳۶۲) میں نقل کیا ہے۔

(۲۰) نہج کا ۳۲واں خط ہے۔ (۳/ ۶۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳۲، ص ۷۳۱]

{وَاَرْدَیْتَ جِیْلًا مِّنَ النَّاسِ کَثِیْرًا، خَدَعْتَهُمْ بِغَیِّكَ، وَاَلْقَیْتَهُمْ فِیْ مَوْجِ بَحْرِكَ الخ}۔

تو نے بہت لوگوں کو ہلاک کر دیا، اُنھیں اپنی گمراہی سے دھوکا دیا، اور اپنے سمندر کی موج میں ڈال دیا۔

یہ خط ابوالحسن علی بن محمد المدائنی متوفی ۲۲۴ھ (۸۳۹ء) نے مع اس کے جواب کے نقل کیا ہے (ابن ابی الحدید ۲/ ۲۸۱)، اور اس کا آغاز یُوں بتایا ہے۔

{اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الدُّنْیَا دَارُ تِجَارَةٍ وَ رِبْحُهَا اَوْ خَسْرُهَا فِی الْاٰخِرَةِ الخ}۔

بعدازاں، دنیا تجارت گاہ ہے اور اس کا نفع یا نقصان آخرت میں ملے گا۔

(۲۱) نہج کا ۳۴واں خط ہے (۳/ ٦٦) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳۴، ص ۷۳۳]

{اَمَّا بَعۡدُ! فَقَدۡ بَلَغَنِیۡ مَوۡجِدَتُكَ مِنۡ تَسۡرِیۡحِ الۡاَشۡتَرِ اِلٰی عَمَلِكَ، وَ اِنِّیۡ لَمۡ اَفۡعَلۡ ذٰلِكَ اسۡتِبۡطَآءً لَّكَ فِی الۡجُهۡدِ الخ}۔

بعدازاں، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اس سے رنجیدہ ہو کہ تمھارے کام پر اشتر کو بھیج دیا گیا ہے۔ میں نے یہ کام اس بنا پر نہیں کیا ہے کہ تمہیں کوشش کے اندر سست پایا تھا۔

یہ خط ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۲ / ۲۹۲) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (٦ / ۵۵) میں نقل کیا ہے۔

(۲۲) نہج کا ۳۵واں خط ہے (۳/ ٦۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳۵، ص ۷۳۴]

{ اَمَّا بَعۡدُ! فَاِنَّ مِصۡرَ قَدِ افۡتُتِحَتۡ وَ مُحَمَّدُ بۡنُ اَبِیۡ بَكۡرٍ۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔ قَدِ اسۡتُشۡهِدَ الخ}۔

بعدازاں، مصر (دشمن کے ہاتھوں) فتح ہو گیا اور محمد بن ابی بکر، اللہ اُس پر رحم کرے، شہید کر ڈالا گیا۔

یہ خط بھی ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱ / ۲۹۵) میں اور طبری نے تاریخ (٦ / ٦۳) میں نقل کیا ہے۔

(۲۳) نہج کا ۳٦واں خط ہے (۳/ ٦۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳٦، ص ۷۳۴]

{فَسَرَّحۡتُ اِلَیۡهِ جَیۡشًا كَثِیۡفًا مِّنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ، فَلَمَّا بَلَغَهٗ ذٰلِكَ شَمَّرَ هَارِبًا}۔

میں نے اُس کی طرف مسلمانوں کا بڑا لشکر بھیجا۔ جب اس کی اُسے اطلاع ملی، تو وہ بھاگ کھڑا ہوا۔

اس خط کو ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۵۷) میں اور ابوالفرج اصفہانی نے الاغانی (ص ۱۵ / ۴۴)

میں نقل کیا ہے اور اس کے آخری دو شعر ابن عبد ربہ نے اس خط کے حوالے سے العقد (۱/ ۲۴۵ و ۳۵۷) میں درج کیے ہیں۔

(۲۴) نہج کا ۳۸واں خط اہل مصر کے نام یُوں شروع ہوا ہے۔

(۳/ ۷۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳۸، ص ۷۳۸]

{مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ غَضِبُوْا لِلّٰهِ حِيْنَ عُصِيَ فِيْ اَرْضِهٖ، وَ ذُهِبَ بِحَقِّهٖ الخ}۔

اے اللہ کے بندے علی امیر المومنین کی طرف سے اُن لوگوں کے نام جو اللہ کی خاطر اس وقت خفا ہوئے۔ جب زمین میں اللہ کی نافرمانی کی گئی اور اُس کا حق غصب کیا گیا۔

یہ خط طبری نے اپنی تاریخ (۶ / ۵۵) میں اور نجاشی نے کتاب الرجال (ص ۱۴۴) میں نقل کیا ہے۔

(۲۵) نہج کا ۳۹واں خط ہے (۳/ ۷۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳۹، ص ۷۳۹]

{اِنَّكَ قَدْ جَعَلْتَ دِيْنَكَ تَبَعًا لِّدُنْيَا امْرِئٍ ظَاهِرٍ غَيُّهٗ، مَهْتُوْكٍ سِتْرُهٗ الخ}۔

بیشک تو نے اپنے دین کو ایسے آدمی کی دنیا کا تابع بنا دیا ہے جس کی گمراہی ظاہر ہے اور پردہ چاک ہو چکا ہے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ابن ابی الحدید ۲ / ۲۸۵) میں نقل کیا ہے۔

(۲۶) نہج کا ۴۰واں خط ہے (۳/ ۷۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۰، ص ۷۳۹]

{اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ بَلَغَنِيْ عَنْكَ اَمْرٌ اِنْ كُنْتَ فَعَلْتَهٗ فَقَدْ اَسْخَطْتَ رَبَّكَ، وَ عَصَيْتَ اِمَامَكَ، وَ اَخْزَيْتَ اَمَانَتَكَ الخ}۔

بعد ازاں، مجھے تیری طرف سے ایسی بات کی اطلاع ملی ہے کہ اگر تو نے وہ بات کی

ہے تو اپنے رب کو ناراض کرلیا، اپنے حاکم کی نافرمانی کی، اور اپنی امانت کو رسوا کیا۔

یہ خط ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۹۵) میں نقل کیا ہے۔

(۲۷) نہج کا ۴۱واں خط ہے (۳/۷۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۱، ص ۷۴۰]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّیْ کُنْتُ اَشْرَکْتُكَ فِیْٓ اَمَانَتِیْ، وَ جَعَلْتُكَ شِعَارِیْ وَ بِطَانَتِیْ الخ }۔

بعدازاں، میں نے تجھے اپنی امانت میں شریک کیا تھا اور اپنا ظاہر و باطن لباس قرار دے لیا تھا۔

اس خط کو ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۱/۵۷) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۹۶) میں، ابو ہلال العسکری نے کتاب الاوائل (ص ۳۰۲) میں اور ابومنصور الثعالبی نے ثمار القلوب (۵۰۳) میں نقل کیا ہے۔

(۲۸) نہج کا ۴۶واں خط کسی گورنر کے نام ہے۔

(۳/۸۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۶، ص ۷۵۸]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّكَ مِمَّنْ اَسْتَظْهِرُ بِهٖ عَلٰی اِقَامَةِ الدِّیْنِ، وَ اَقْمَعُ بِهٖ نَخْوَةَ الْاَثِیْمِ الخ }۔

بعدازاں، تو اُن میں سے ہے جن سے میں امن کی اقامت میں امداد لیا کرتا ہوں، اور جن کے ذریعے گناہ گار کی نخوت کا قلع قمع کرتا ہوں۔

طبری نے اپنی تاریخ (۶/۵۴) میں اس خط کو نقل کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ اس کا مکتوب الیہ اشتر ہے۔

(۲۹) نہج کا ۴۷واں خط حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو وصیّت ہے۔ اس کا آغاز ہے۔

(۳/۸۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۷، ص ۷۵۸]

{ اُوْصِیْكُمَا بِتَقْوَی اللهِ، وَ اَنْ لَّا تَبْغِیَا الدُّنْیَا وَ اِنْ بَغَتْكُمَا، وَ

لَا تَأْسَفَا عَلٰی شَیْءٍ مِّنْهَا زُوِیَ عَنْكُمَا، وَ قُوْلَا بِالْحَقِّ، وَ اعْمَلَا لِلْاَجْرِ، وَ كُوْنَا لِلظَّالِمِ خَصْمًا وَّ لِلْمَظْلُوْمِ عَوْنًا الخ}۔

میں تم دونوں کو تاکید کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے کی اور یہ کہ دنیا طلب نہ کرنا خواہ وہ تمہاری طالب ہی کیوں نہ ہو۔ اور جو دنیوی شے تم سے کھو جائے اُس پر غم نہ کھانا اور حق بات کہنا اور اجر کے لئے عمل کرنا اور ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار رہنا۔

یہ وصیّت مبرد نے الکامل (۲/ ۱۵۲) میں، طبری نے تاریخ (۶/ ۸۵) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۶) میں، ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین (ص ۱۵) میں اور ابوالقاسم الزجاجی متوفی ۳۳۷ھ (۹۴۸ء) نے کتاب الامالی (ص ۱۱۵) میں نقل کی ہے۔

(۳۰) نہج ۴۸واں خط یُوں شروع ہوتا ہے۔

(۳/ ۸۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۸، ص ۲۶۰]

{وَ اِنَّ الْبَغْیَ وَ الزُّوْرَ یُذِیْعَانِ بِالْمَرْءِ فِیْ دِیْنِهٖ وَ دُنْیَاهُ الخ}۔

بیشک بغاوت اور جھوٹ انسان کو اُس کے دین اور دُنیا دونوں میں رسوا کر دیتے ہیں۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۲۶۷) میں اور الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ا/ ۱۰۴) میں نقل کیا ہے۔

(۳۱) نہج کا ۴۹واں خط ہے (۳/ ۸۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۹، ص ۲۶۱]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ الدُّنْیَا مَشْغَلَةٌ عَنْ غَیْرِهَا، وَ لَمْ یُصِبْ صَاحِبُهَا مِنْهَا شَیْئًا، اِلَّا فَتَحَتْ لَهٗ حِرْصًا عَلَیْهَا الخ}۔

بعدازاں، دنیا دوسری چیزوں سے بے پروا بنا دیتی ہے اور دنیا دار جب اُس کا کچھ حصّہ پاتا ہے تو وہ اُس پر حرص کا دروازہ کھول دیتی ہے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۶۰ و ۲۶۹) میں اور دینوری نے الاخبار الطوال (ص ۱۷۴) میں نقل کیا ہے۔

(۳۲) نہج کا ۵۰واں خط ہے (۳/۸۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۵۰، ص ۷۶۱]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ حَقًّا عَلَى الْوَالِيْ اَنْ لَّا يُغَيِّرَهٗ عَلٰى رَعِيَّتِهٖ فَضْلٌ نَّالَهٗ الخ }۔

بعدازاں، والی کا فرض ہے اگر اسے کوئی بڑائی ملے تو وہ اپنی رعایا کے ساتھ برتاؤ نہ بدلے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۵۸) میں نقل کیا ہے۔

(۳۳) نہج کا ۵۱واں خط ہے (۳/۹۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۵۱، ص ۷۶۲]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ مَنْ لَّمْ يَحْذَرْ مَا هُوَ صَآئِرٌ اِلَيْهِ. لَمْ يُقَدِّمْ لِنَفْسِهٖ مَا يُحْرِزُهَا الخ }۔

بعدازاں، جو شخص اپنے انجام سے نہیں ڈرتا، وہ خطروں سے اپنے بچاؤ کا سامان بھی نہیں کرتا۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۵۸) میں نقل کیا ہے۔

(۳۴) نہج کا ۵۳واں خط ہے (۳/۹۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۵۳، ص ۷۶۴]

{ هٰذَا مَآ اَمَرَ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ عَلِيٌّ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ. مَالِكَ بْنَ الْحَارِثِ الْاَشْتَرَ. فِيْ عَهْدِهٖ اِلَيْهِ حِينَ وَلَّاهُ مِصْرَ الخ }۔

یہ وہ وصیت ہے جس کا حکم اللہ کے بندے علی امیر المومنین نے مالک بن الاشتر کو مصر کا گورنر بناتے وقت دیا ہے۔

یہ خط الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۸) میں نقل کیا ہے۔

(۳۵) نہج کا ۵۴واں خط ہے۔ (۳/۱۱۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۵۴، ص ۷۹۲]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ عَلِمْتُمَا وَ اِنْ كَتَمْتُمَا. اَنِّيْ لَمْ اُرِدِ النَّاسَ حَتّٰى اَرَادُوْنِيْ الخ }۔

بعدازاں،تم دونوں جانتے ہواگرچہ اسے چھپاتے ہو کہ میں نے لوگوں کا اس وقت تک قصد نہ کیا جب تک وہ میری طرف نہ بڑھے۔

یہ خط ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۷۲) میں اوراعثم کوفی نے کتاب الفتوح (مناقب ابن شہر آشوب ۳/ ۹۰) میں نقل کیا ہے۔

(۳۶) نہج کا ۶۰واں خط ہے (۳/ ۱۲۸) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،مکتوب ۶۰،ص ۷۹۸]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّیْ قَدْ سَیَّرْتُ جُنُوْدًا هِیَ مَارَّةٌ بِکُمْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ، وَ قَدْ اَوْصَیْتُهُمْ بِمَا یَجِبُ لِلّٰهِ عَلَیْهِمْ، مِنْ کَفِّ الْاَذٰی وَ صَرْفِ الشَّذٰی، وَاَنَا اَبْرَاُ اِلَیْکُمْ وَاِلٰی ذِمَّتِکُمْ، مِنْ مَّعَرَّةِ الْجَیْشِ الخ }

بعدازاں، میں نے کچھ لشکر روانہ کیے ہیں، جو خدا نے چاہا تو تمہارے علاقے میں گزریں گے۔ میں نے اُنہیں تاکید کر دی ہے کہ خدا کی طرف سے ان پر فرض ہے کہ اذیت دینے اور شرارت کرنے سے بچیں۔اور میں تم پر اور ذمیوں پر اس فوج کی زیادتی سے بری ہوں۔

یہ خط بتغیرِ الفاظ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۶۸) میں نقل کیا ہے۔

(۳۷) نہج کا ۶۲واں خط اہلِ مصر کے نام ہے جو یُوں شروع ہوا ہے۔

[نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،مکتوب ۶۲،ص ۷۹۹]

{اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ بَعَثَ مُحَمَّدًا نَذِیْرًا لِّلْعٰلَمِیْنَ الخ}۔

بعدازاں، بیشک اللہ سبحانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارے جہان کے لئے نذیر بنا کر بھیجا۔

یہ خط ایک طویل خطبے کی شکل میں ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱/ ۲۹۵) میں نقل کیا ہے۔

(۳۸) نہج کا ۶۸واں خط حضرت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے نام ہے جو اپنی خلافت سے پہلے تحریر فرمایا تھا (۳/ ۱۴۱) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،مکتوب ۶۸،ص ۸۱۱]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّمَا مَثَلُ الدُّنْیَا مَثَلُ الْحَیَّةِ، لَیِّنٌ مَّسُّهَا، قَاتِلٌ سَمُّهَا الخ }۔

بعدازاں، دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے سانپ کہ اس کا چھونا نرم ہے اور زہر قاتل۔

یہ خط کلینی نے اصول الکافی (ص ۱۸۷) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۷) میں اور ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (ورق ۹۶۔ب) میں نقل کیا ہے۔

ماخذ حکم

امیر المومنین کے بہت سے حکیمانہ اقوال بھی نہج البلاغہ کے تیسرے باب میں نقل کیے گئے ہیں۔ ان میں سے شاید دو چار قول ہی ایسے ہوں جن پر کسی طرح کا شبہ کیا جا سکے۔ پھر تاریخ و حدیث وادب کے پہاڑوں میں سے ان جواہر کے معدنوں کا کھوج نکالنا بھی نہ آسان ہے اور نہ تھوڑے وقت میں یہ کام انجام دیا جا سکتا ہے، اس لئے ذیل میں صرف اُن چند اقوال کے حوالے پیش کرتا ہوں جن پر دورانِ کار میں مطلع ہو گیا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) (۳/ ۱۵۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۰، ص ۸۲۶]

{اِذَا قَدَرْتَ عَلٰی عَدُوِّكَ فَاجْعَلِ الْعَفْوَ عَنْهُ شُكْرًا لِّلْقُدْرَةِ عَلَيْهِ}

جب تو اپنے دشمن پر قدرت حاصل کر لے، تو اُسے معاف کرنے کو اُس پر قدرت ملنے کا شکریہ قرار دے۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۳۲) میں نقل کیا ہے۔

(۲) (۳/ ۱۵۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۱، ص ۸۲۷]

{اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ اكْتِسَابِ الاخْوَانِ، وَ اَعْجَزُ مِنْهُ مَنْ ضَيَّعَ مَنْ ظَفِرَ بِهٖ مِنْهُمْ}

سب سے زیادہ عاجز آدمی وہ ہے جو دوست حاصل کرنے میں عاجز رہے اور اُس سے بھی زیادہ عاجز وہ ہے جو دوست پا کر اسے ضائع کر دے۔

یہ قول ابن قتیبہ نے عیون (۳/ ۱) میں اور القالی نے ذیل الامالی (ص ۱۱۲) میں نقل کیا ہے۔

(۳) (۳/ ۱۵۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴، ص ۸۲۷]

{مَا كُلُّ مَفْتُوْنٍ يُّعَاتَبُ}۔

ہر فتنہ زدہ پر عتاب نہیں کیا جا سکتا۔

یہ قول شیخ)(مفید نے کتاب الجمل (ص ۳۰) میں نقل کیا ہے۔

(۴) (۳/ ۱۵۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۶، ص ۸۲۸]

{غَيِّرُوا الشَّيْبَ، وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ}۔

بڑھاپے کو بدلو، اور یہود جیسے نہ بنو۔

امیر المومنینؑ نے قول نبوی کے بارے میں فرمایا تھا:

{ذٰلِكَ وَ الدِّيْنُ قُلٌّ، فَاَمَّا الْاٰنَ وَ قَدِ اتَّسَعَ نِطَاقُهٗ وَ ضَرَبَ بِجِرَانِهٖ، فَامْرُؤٌ وَّمَا اخْتَارَ}

یہ حکم اُس وقت تھا جب اسلام کم تعداد تھا۔ اب کہ اُس کا تنگ بڑا ہو گیا، اور اُس نے آرام کے لئے گردن زمین پر رکھ دی، تو مسلمان مختار ہے جو چاہے کرے۔

یہ قول ابن المعتز نے کتاب البدیع (۴) میں اور ابو ہلال العسکری نے کتاب الصناعتین (۲۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۵) (۳/ ۵۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۰، ص ۸۲۹]

{قُرِنَتِ الْهَيْبَةُ بِالْخَيْبَةِ، وَالْحَيَآءُ بِالْحِرْمَانِ}

ڈرنا کامی سے ملا ہوا ہے اور شرم محرومی سے۔

یہ قول ابن قتیبہ نے عیون میں (۲/ ۱۲۳) میں، القالی نے امالی (۱/ ۱۹۷ و ۲/ ۹۵) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۷۴) میں اور ابن الشیخ نے امالی (ص ۴۱) میں بنامِ امیر المومنینؑ اور ابو علی القالی نے الامالی (۱/ ۱۹۷) میں بتغیرِ الفاظ بنام معاویہ نقل کیا ہے۔

(۶) (۳/ ۱۵۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱، ص ۸۳۰]

{لَنَا حَقٌّ، فَاِنْ اُعْطِيْنَاهُ، وَاِلَّا رَكِبْنَآ اَعْجَازَ الْاِبِلِ وَاِنْ طَالَ السُّرٰى}

یہ ہمارا حق ہے اگر ہمیں دے دیا گیا تو فبہا۔ ورنہ ہم اونٹ کے سرینوں پر سوار ہو

جائیں گے خواہ سفر طویل ہی کیوں نہ ہو۔

یہ قول ایک طویل خطبے کا ٹکڑا ہے جسے طبری نے اپنی تاریخ (۵/ ۳۹) میں نقل کیا ہے اور صرف اس حصّے کو ابوعبید الہروی نے قدرے تغیر کے ساتھ کتاب الغریبین (ورق ۱۷٦۔الف) میں درج کیا ہے۔

(۷) (۳/ ۱۵۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۰، ص ۸۳۲]

{وَ سُئِلَ عَنِ الْاِیْمَانِ، فَقَالَ: اَلْاِیْمَانُ عَلٰی اَرْبَعِ دَعَآئِمَ: عَلَی الصَّبْرِ، وَ الْیَقِیْنِ، وَ الْعَدْلِ، وَ الْجِهَادِ}۔

ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا، تو فرمایا: "ایمان کے چار ستون ہیں صبر، یقین، عدل اور جہاد"۔

یہ ارشاد الحرانی نے تحف العقول (ص ۳۸) میں، کلینی نے اصول الکافی (ص ١٦٧) میں، القالی نے کتاب النوادر (ص ۱۷۳) میں، ابونعیم الاصفہانی نے حلیۃ الاولیا (۱/ ۷۴) میں، شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۲۳) میں اور قاضی محمد بن سلامۃ القضاعی نے دستور معالم الحکم (ص ۱۲۱) میں نقل کیا ہے۔

(۸) (۳/ ۱۵۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۱، ص ۸۳۴]

{اَلْكُفْرُ عَلٰی اَرْبَعِ دَعَآئِمَ: عَلَی التَّعَمُّقِ، وَ التَّنَازُعِ، وَ الزَّیْغِ، وَ الشِّقَاقِ الخ}۔

کفر کے چار ستون ہیں: کرید، جھگڑا، ٹیڑھ، اور اختلاف۔

اسے الحرانی نے تحف العقول (ص۔ ۳۸) میں نقل کیا ہے۔

(۹) (۳/ ١٦٠) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۸، ص ۸۳٦]

{یَا بُنَیَّ! احْفَظْ عَنِّیَ اَرْبَعًا وَّ اَرْبَعًا، لَا یَضُرُّكَ مَا عَمِلْتَ مَعَهُنَّ}۔

میرے بچے مجھ سے چار اور چار باتیں یاد کرلے، ان کے ساتھ ساتھ جو کچھ بھی تو کرے گا وہ تجھے ضرر نہیں دے گا۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۳۰) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰) (۱۶۱/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۰، ص ۸۳۶]

{لِسَانُ الْعَاقِلِ وَرَآءَ قَلْبِهِ، وَ قَلْبُ الْاَحْمَقِ وَرَآءَ لِسَانِهٖ }۔

عقلمند کی زبان اُس کے دل کی تابع ہوتی ہے، اور احمق کا دل اُس کی زبان کا پیرو ہوتا ہے۔

یہ قول ابن عبدربہ نے العقد (۱/ ۲۰۹) میں حسنِ بصری کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۱۱) (۱۶۲/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۳، ص ۸۳۸]

{يَرْحَمُ اللّٰهُ خَبَّابَ ابْنَ الْاَرَتِّ، فَلَقَدْ اَسْلَمَ رَاغِبًا الخ}

خدا خباب بن الارت پر رحم فرمائے۔ وہ بخوشی اسلام لایا۔

یہ قول ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۷) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (ج ۶ ص ۴۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۲) (۱۶۳/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۵، ص ۸۳۸]

{لَوْ ضَرَبْتُ خَيْشُوْمَ الْمُؤْمِنِ بِسَيْفِيْ هٰذَا عَلٰٓى اَنْ يُّبْغِضَنِيْ مَآ اَبْغَضَنِيْ الخ}

اگر میں اپنی تلوار سے اسی بات پر مومن کی ناک جڑ سے کاٹوں کہ وہ مجھ سے بغض رکھے، تو وہ پھر بھی مجھ سے بغض نہ رکھے گا۔

اسے شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۲۹) میں اور عبدالکریم بن ہلال نے اپنی کتاب میں (ابن ابی الحدید ۱/ ۱۹۹) نقل کیا ہے۔

(۱۳) (۱۶۴/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۵۴، ص ۸۴۰]

{لَا غِنٰى كَالْعَقْلِ، وَ لَا فَقْرَ كَالْجَهْلِ}۔

عقل جیسی دولت نہیں، اور جہالت جیسی ناداری نہیں۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۰) میں نقل کیا ہے۔

(۱۴) (۳/ ۱٦۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۷۵، ص ۸۴۱]

{اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَّا يَنْفَدُ}۔

قناعت نہ ختم ہونے والی دولت ہے۔

یہ قول الطبرانی نے الاوسط میں (تمیز الطیب من الخبیث للشیبانی ۱۴۳)، الحرانی نے تحف العقول (ص ۱۹ و ۲۱) میں اور ابن عبد ربہ نے العقد (۱/ ۲ ۳۳۲ و ۳۹۰ قول اکثم بن صیفی و ابن عباس کے طور پر) میں نقل کیا ہے (نیز ۳/ ۲۳٦ و ۲۲٦)

(۱۵) (۳/ ۱٦٦) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۷۷، ص ۸۴٦]

{يَا دُنْيَا يَا دُنْيَا! اِلَيْكِ عَنِّيْ، اَبِيْ تَعَرَّضْتِ؟ اَمْ اِلَيَّ تَشَوَّقْتِ؟ لَا حَانَ حِيْنُكِ! هَيْهَاتَ! غُرِّيْ غَيْرِيْ}۔

اے دنیا اے دنیا! مجھ سے الگ رہنا کیا تو میرے درپے ہے؟ کیا تو میری مشتاق ہے؟ تجھے یہ وقت ہاتھ نہ آئے۔ کسی اور کو دھوکا دینا۔

یہ قول مسعودی نے مروج الذہب (۲/ ۷ ۳) میں، شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۹۱) میں اور القالی نے امالی (۲/ ۱۴۹) میں، ابونعیم نے حلیہ (۱/ ۸۵) میں اور البیہقی نے کتاب المحاسن (۱/ ۳۳) میں بتغیر الفاظ نقل کیا ہے۔

(۱٦) (۳/ ۱٦۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۷۸، ص ۸۴٦]

{وَيْحَكَ! لَعَلَّكَ ظَنَنْتَ قَضَآءً لَّازِمًا}۔

تم پر رحم! تم نے شاید یہ گمان کیا کہ قضا و قدر لازمی ہے۔

یہ قول سیدِ مرتضیٰ نے امالی (۱/ ۱۰۵) میں نقل کیا ہے۔

(۱۷) (۳/ ۱٦۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۷۹، ص ۸۴۷]

{خُذِ الْحِكْمَةَ اَنّٰى كَانَتْ، فَاِنَّ الْحِكْمَةَ تَكُوْنُ فِيْ صَدْرِ الْمُنَافِقِ،

فَتَلَجْلَجُ فِيْ صَدْرِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ، فَتَسْكُنَ اِلٰى صَوَاحِبِهَا فِيْ صَدْرِ الْمُؤْمِنِ}۔

دانائی حاصل کرو کہیں بھی ہو۔ کیونکہ وہ منافق کے سینے میں بھٹکتی پھرتی ہے تا آنکہ وہاں سے نکلے اور مومن کے سینے میں جو اُس کی سہیلیاں ہیں اُن میں جا ملے۔

یہ قول الجاحظ نے البیان والبیہقی نے (۲/ ۲۴)، ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۶۲) اور ابن الشیخ نے الامالی (ص ۴۱) میں نقل کیا ہے۔

(۱۸) (۱۶۸/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۸۰، ص ۸۴۸]

{اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ، فَخُذِ الْحِكْمَةَ وَلَوْ مِنْ اَهْلِ النِّفَاقِ}۔

دانائی مومن کی گمشدہ چیز ہے پس دانائی کو لے لو خواہ منافقین ہی سے کیوں نہ ملے۔

یہ قول ابن قتیبہ نے عیون (۲/ ۱۲۳) میں، القالی نے الامالی (۲/ ۹۵) میں، شیخ مفید نے امالی (بحار ۱۷/ ۱۲۶) میں، ابن شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۴۱) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۷) میں اور ابن عبدالبر نے مختصر جامع بیان العلم (ص ۵۱ بتغیر یسیر) میں نقل کیا ہے۔

(۱۹) (۱۶۸/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۸۱، ص ۸۴۸]

{قِيْمَةُ كُلِّ امْرِئٍ مَّا يُحْسِنُهٗ}۔

ہر آدمی کی قیمت اُس کا نیک کام ہے۔

یہ قول جاحظ نے البیان (۱/ ۳۶ و ۱۷۹) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۲/ ۱۲۰) میں، مبرد نے کامل (۱/ ۴۰) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۱۹۸) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۷) میں، شیخ صدوق نے الامالی (مجلس ۶۸) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۲۷) میں، ابوحیان التوحیدی نے کتاب البصائر (ص ۱۴۵) میں، ابومنصور ثعالبی نے الایجاز والاعجاز (ص ۸) میں، البیہقی نے کتاب المحاسن (۲/ ۴۷) میں، علوی نے الصناعتین (ص ۱۷۵) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۱۵) میں نقل کیا ہے۔ ابن عبدالبر نے مختصر جامع بیان العلم (ص ۵۰) میں نقل کر

کے لکھا ہے کہ اہلِ علم کہتے ہیں کہ آپ سے پہلے کسی نے یہ پُرحکمت بات نہیں کہی، نیز طلب علم پر اس سے زائد ابھارنے والی بات کوئی اور نہ ہوگی۔ خلیل بن احمد اور دیگر شعرا نے اس مطلب کو نظم بھی کیا ہے۔

(۲۰) (۱۶۸/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۸۲، ص ۸۴۸]

{أُوْصِيْكُمْ بِخَمْسٍ لَّوْ ضَرَبْتُمْ اِلَيْهَآ اٰبَاطَ الْاِبِلِ لَكَانَتْ لِذٰلِكَ اَهْلًا: لَا يَرْجُوَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اِلَّا رَبَّهٗ، وَ لَا يَخَافَنَّ اِلَّا ذَنْبَهٗ الخ}۔

میں تمہیں پانچ باتوں کی تاکید کرتا ہوں۔ اگر تم اُن کے لیے اونٹ بھی دوڑاو تو بجا ہوگا سوائے اپنے رب کے کسی سے امید نہ رکھنا، اور بجز اپنے گناہ کے اور کسی سے خوف مت کھانا۔

یہ ارشاد مثنی ابن الولید الحناط نے اپنی کتاب (البحار ۱۷/۴۱۵) میں، جاحظ نے البیان (۱/۱۷۸) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۲/۱۱۹) میں، البرقی نے کتاب المحاسن والاداب (ورق ۴ب) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۱/۳۷۸) میں، ابوعبداللہ محمد بن العباس الیزیدی المتوفی ۳۱۰ھ نے کتاب الامالی (ص ۱۴۱) میں، ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۹۸۔ب) میں، الماوردی متوفی ۴۵۰ھ (۱۰۵۸ء) نے ادب الدنیا والدین (ص ۶۷) میں، ابوالفرج القزوینی نے قرب الاسناد (بحار ۱۷/۱۰۵) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۵۱) میں، ثعالبی نے الایجاز (ص ۸) میں اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیا (۱/۷۵) میں بتغیر الفاظ نقل کیا ہے۔

(۲۱) (۱۶۸/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۸۳، ص ۸۴۹]

{اَنَا دُوْنَ مَا تَقُوْلُ، وَ فَوْقَ مَا فِیْ نَفْسِكَ}۔

میں تیرے کہے ہوئے سے نیچا اور جو تیرے دل میں ہے اُس سے اونچا ہوں۔

یہ قول جاحظ نے البیان (۱/۱۷۹ و ۲۲۰) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۱/۲۷۶) میں، سیدِ مرتضی نے امالی (۱/۱۹۸) میں، اور ثعالبی نے الایجاز (ص ۸) میں نقل کیا ہے۔

(۲۲) (۳/۱۶۹) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۸۴،ص۸۴۹]

{بَقِيَّةُ السَّيْفِ اَبْقٰى عَدَدًا، وَ اَكْثَرُ وَلَدًا}۔

تلوار سے بچے کھچوں کی تعداد زیادہ پائیدار اور اولاد کثیر ہوتی ہے۔

یہ قول جاحظ نے البیان (۲/۳۵) میں، ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۱/۱۳۰) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۲/۲۲۷) میں اور ابو منصور ثعالبی نے الایجاز والاعجاز (ص۸) اور ثمار القلوب (ص۵۰۱) میں نقل کیا ہے۔

(۲۳) (۳/۱۶۹) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۸۶،ص۸۴۹]

{رَاْيُ الشَّيْخِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ جَلَدِ الْغُلَامِ}۔

بوڑھے کی رائے مجھے جوان کی مضبوطی سے زیادہ محبوب ہے۔

یہ قول جاحظ نے البیان (۱/۱۵۷) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۱/۲۰۹و۲/۲۲۶) میں اور ابو حیان التوحیدی نے بتغیر الفاظ کتاب البصائر (۳۲۷) میں نقل کیا ہے۔

(۲۴) (۳/۱۶۹) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۸۷،ص۸۴۹]

{عَجِبْتُ لِمَنْ يَّقْنَطُ وَ مَعَهُ الْاِسْتِغْفَارُ}۔

میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو نا امید ہے حالانکہ استغفار اُس کے ساتھ ہے۔

یہ قول بہ تغیرِ الفاظ ابن قتیبہ نے عیون (۲/۲۷۳) میں، مبرد نے کامل (۱/۱۷۷) میں اور ابن عبد ربہ نے العقد (۱/۳۵۷و۳۹۵) میں نقل کیا ہے۔

(۲۵) (۳/۱۷۰) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۸۹،ص۸۵۰]

{مَنْ اَصْلَحَ مَا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ اللهِ اَصْلَحَ اللهُ مَا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ النَّاسِ}۔

جس نے اپنے اور اللہ کے معاملے کو درست کر لیا، خدا اُس کے اور لوگوں کے معاملات کو درست کر دے گا۔

یہ قول شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۹) میں نقل کیا ہے۔

(۲۶) (۱۷۰/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۹۰، ص ۸۵۰]

{اَلْفَقِيْهُ كُلُّ الْفَقِيْهِ مَنْ لَّمْ يُقَنِّطِ النَّاسَ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، وَ لَمْ يُؤْيِسْهُمْ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ، وَ لَمْ يُؤْمِنْهُمْ مِنْ مَّكْرِ اللّٰهِ}۔

پورا سمجھ والا وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ کرے اور اُس کی مہربانی سے مایوس نہ بنائے اور اُس کی پکڑ سے نڈر نہ کردے۔

یہ قول کلینی نے اصول الکافی (ص ۲۰۹) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۷) میں، شیخ صدوق نے معانی الاخبار (ص ۸۴) میں، ابن لال نے مکارم الاخلاق (کنز ۵/ ۲۱۱) میں، ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا (۱۷۷) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۲/ ٦) میں بحیثیت قولِ مرتضوی اور کتاب الجعفریات (بحار ۱۷/ ۴۰۷) میں بطور حدیثِ نبوی نقل کیا ہے۔

(۲۷) (۱۷۰/۳ اور ۱۹۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۹۱، ص ۸۵۰]

{اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ الْاَبْدَانُ. فَابْتَغُوْا لَهَا طَرَآئِفَ الْحِكَمِ}۔

بیشک یہ دل بھی بدن کی طرح تھک جاتے ہیں۔ لہذا ان کے لئے خوش آیند دانائی کی باتیں تلاش کرتے رہا کرو۔

یہ قول باختلافِ الفاظ ابن عبد ربہ نے العقد (۳/ ۴۲۰) میں اور کلینی نے اصول کافی (ص ۱۲) میں بنامِ امیر المومنینؑ نقل کیا ہے، اور مبرد نے کامل (ص ٦٦٨ طبع جدید) میں اسے ابن مسعودؓ کا قول بتایا ہے۔

(۲۸) (۱۷۲/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۹۵، ص ۸۵۲]

{لَا يَقِلُّ عَمَلٌ مَّعَ التَّقْوٰى، وَ كَيْفَ يَقِلُّ مَا يُتَقَبَّلُ}۔

جو عمل پرہیزگاری کے ساتھ ہو، وہ کم نہیں ہوتا کیونکہ جو چیز قبول ہو جائے وہ کم کہاں رہی۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (بحار ۱۷/ ۱۵۳) میں، کلینی نے اصول الکافی (۱۷۳) میں، ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء (۱/ ۷۵) میں، شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۸) میں اور جمال الدین ابو بکر الخوارزمی نے مفید العلوم (ص ۲۹۵) میں نقل کیا ہے۔

(۲۹) (۳/ ۱۷۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۰۲، ص ۸۵۳]

{یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَّا یُقَرَّبُ فِیْهِ اِلَّا الْمَاحِلُ، وَ لَا یُظَرَّفُ فِیْهِ اِلَّا الْفَاجِرُ}۔

لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں سوائے چغلخور کے کسی کو تقرب حاصل نہ ہوگا، اور بجز جھوٹے کے کوئی ظریف نہ مانا جائے گا۔

یہ قول مبرد نے الکامل (۱/ ۱۷۷) میں نقل کیا ہے۔

(۳۰) (۳/ ۱۷۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۰۳، ص ۸۵۴]

{وَ رُئِیَ عَلَیْهِ اِزَارٌ خَلَقٌ مَرْقُوْعٌ، فَقِیْلَ لَهٗ فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ: یَخْشَعُ لَهُ الْقَلْبُ، وَ تَذِلُّ بِهِ النَّفْسُ، وَ یَقْتَدِیْ بِهِ الْمُؤْمِنُوْنَ}۔

آپ کو پرانی پیوند دار تہبند باندھے دیکھا گیا۔ جب اس بارے میں کسی نے آپ سے کہا تو فرمایا: اس سے دل میں خشوع پیدا ہوتا ہے اور نفس ذلیل ہوتا ہے اور اہلِ ایمان اس کی پیروی کرتے ہیں۔

یہ قول ابونعیم نے حلیہ (۱/ ۸۳) میں اختلافِ الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۳۱) (۳/ ۱۷۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۰۴، ص ۸۵۴]

{طُوْبٰی لِلزَّاهِدِیْنَ فِی الدُّنْیَا، الرَّاغِبِیْنَ فِی الْاٰخِرَةِ}۔

پاکیزگی ہے دنیا سے منہ موڑنے والوں اور آخرت سے رغبت رکھنے والوں کے لئے۔

یہ ارشاد ابونعیم نے حلیہ (۱/ ۷۹) میں اور شیخِ صدوق نے اکمال الدین (بحار ۱۷/ ۱۰۵) میں نقل کیا ہے۔

(۳۲) (۳/۱۷۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۰۵، ص ۸۵۵]

{اِنَّ اللہَ افْتَرَضَ عَلَیْکُمْ فَرَآئِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْھَاالخ}۔

بیشک اللہ نے تم پر کچھ فرائض مقرر کیے ہیں تو اُنھیں ضائع مت کرنا۔

یہ قول شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۲۵) میں نقل کیا ہے۔

(۳۳) (۳/۱۷۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۰۸، ص ۸۵۵]

{ لَقَدْ عُلِّقَ بِنِیَاطِ ھٰذَا الْاِنْسَانِ بَضْعَۃٌ ھِیَ اَعْجَبُ مَا فِیْہِ وَ ذٰلِکَ الْقَلْبُ الخ}۔

اس انسان کے اعصاب میں ایک گوشت کا لوتھڑا لٹک رہا ہے جس میں ایک تعجب انگیز چیز ہے اور وہ دل ہے۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۰) میں اور شیخِ مفید نے الارشاد (ص ۱۷۳) میں نقل کیا ہے۔

(۳۴) (۳/۱۷۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۰۹، ص ۸۵۶]

{نَحْنُ النُّمْرُقَۃُ الْوُسْطٰی، بِھَا یَلْحَقُ التَّالِیْ، وَ اِلَیْھَا یَرْجِعُ الْغَالِیْ}۔

ہم درمیانی گاؤتکیہ ہیں اس سے آملتا ہے پیچھے آنے والا۔ اور اسی کی طرف لوٹتا ہے آگے بڑھ جانے والا۔

یہ قول ابوعبید نے غریب الحدیث (ورق ۲۰۴۔الف) میں المفضل الکوفی نے کتاب الفاخر (ص ۱۷۴) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۱/۳۲۶) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۱/۲۵۰و ۳۴۴) میں، ابوعبید الہروی نے کتاب الغریبین (۲۸۶۔الف) میں اور ابن شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۴۲) میں نقل کیا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ کچھ کتابوں میں بجائے حصّہ اول کے یہ ہے۔

{خَیْرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَلنَّمْطُ الْاَوْسَطُ}۔

اس امت کا بہترین حصہ درمیانی غالیچہ ہے۔

اور چوتھی میں اَلَا اِنَّ خَیْرَ شِیْعَتِیْ اَلنَّمْطُ الْاَوْسَطُ ہے۔

میرا بہترین شیعہ وہ ہے جو اعتدال پسند ہو۔

ان کے علاوہ الابی متوفی ۴۲۲ھ (۱۰۳۱ء) نے نثر الدر (بحار ۱۷/۱۶۷) میں امام محمد باقر علیہ السلام کی زبان سے یوں نقل کیا ہے:

اِتَّقُوااللّٰهَ. شِیْعَةُ آلِ مُحَمَّدٍ وَ كُوْنُوا النَّمْرَ یَرْجِعُ اِلَیْكُمُ الْغَالِیْ وَ یَلْحَقُ بِكُمُ التَّالِیْ۔

اے آل محمد کے شیعو اعتدال پسندی اختیار کرو تاکہ آگے بڑھنے والا تم سے رجوع کرے اور پیچھے رہنے والا تم سے آکر مل جائے۔

(۳۵) (۳/۱۷۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۱۲، ص۸۵۷]

{مَنْ اَحَبَّنَا اَهْلَ الْبَیْتِ فَلْیَسْتَعِدَّ لِلْفَقْرِ جِلْبَابًا}۔

جو ہم اہل بیتؑ سے محبت کرے تو چاہیے کہ فقر کو اپنی چادر بنالے۔

یہ قول ابو عبید نے غریب الحدیث (ورق ۲۰۱۔الف) میں اور ابن قتیبہ غریب الحدیث (امالی سید مرتضیٰ ۱/۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۳۶) (۳/۱۷۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۱۳، ص۸۵۷]

{لَا مَالَ اَعْوَدُ مِنَ الْعَقْلِ الخ}۔

عقل سے زیادہ مفید کوئی مال نہیں۔(۳/۱۷۷)

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص۲۰) میں، اور کلینی نے کافی (۳/۱۰) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص۹۱) میں نقل کیا ہے۔

(۳۷) (۳/۱۷۸ و ۲۱۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۱۶، ص۸۵۸]

{كَمْ مِّنْ مُّسْتَدْرَجٍ بِالْاِحْسَانِ اِلَیْهِ الخ}۔

بہت سے لوگ انعام الٰہی کے باعث تباہ ہو رہے ہیں۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۷) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۲۸۳) میں نقل کیا ہے۔

(۳۸) (۳/۱۷۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۱۹، ص ۸۵۹]

{مَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ الْحَيَّةِ، لَيِّنٌ مَّسُّهَا}۔

دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے جس کی کھال نرم ہوتی ہے۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۳۲) میں، ابوحیان التوحیدی نے کتاب البصائر (ص ۹۱) میں اور کلینی نے اصول کافی (ص ۱۸۷) میں نقل کیا ہے۔ کافی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُسی خط کا ٹکڑا ہے جو نمبر ۳۷ پر گزر چکا ہے۔

(۳۹) (۳/۱۷۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۲۲، ص ۸۵۹]

{كَاَنَّ الْمَوْتَ فِيْهَا عَلٰى غَيْرِنَا كُتِبَ الخ}۔

گویا موت ہمارے سوا دوسروں پر مقرر کی گئی ہے۔

یہ قول علی بن ابراہیم القمی نے اپنی تفسیر (بحار ۱۷/ ۱۰۴) میں نقل کیا ہے۔

(۴۰) (۳/۱۷۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۲۳، ص ۸۶۰]

{طُوْبٰى لِمَنْ ذَلَّ فِيْ نَفْسِهٖ، وَ طَابَ كَسْبُهٗ}۔

مبارک ہے وہ جس کا نفس خاکسار اور معیشت پاک ہے۔

یہ قول علی بن ابراہیم القمی نے اپنی تفسیر (بحار ۱۷/ ۱۰۴) میں بحیثیت قول مرتضوی اور محی الدین ابن عربی متوفی ۶۳۸ھ (۱۲۴۰ء) نے محاضرۃ الابرار (ص ۱۰۸) میں بحیثیت ارشادِ نبوی نقل کیا ہے۔ اس سے سید رضی کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ بعض لوگ اسے رسولِ پاک کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

(۴۱) (۳/۱۸۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۲۵، ص ۸۶۱]

{لَاَنْسُبَنَّ الْاِسْلَامَ نِسْبَةً لَّمْ يَنْسُبْهَا اَحَدٌ قَبْلِيْ: اَلْاِسْلَامُ هُوَ

التَّسْلِيْمُ، وَ التَّسْلِيْمُ هُوَ الْيَقِيْنُ، وَ الْيَقِيْنُ هُوَ التَّصْدِيْقُ، وَ التَّصْدِيْقُ هُوَ الْاِقْرَارُ، وَالْاِقْرَارُ هُوَ الْاَدَآءُ، وَالْاَدَآءُ هُوَ الْعَمَلُ}۔

میں اسلام کا ایسا نسب بتاؤں گا جو مجھ سے پہلے کسی نے نہ بتایا ہوگا۔ اسلام نام ہے تسلیم کا، اور تسلیم یقین کو کہتے ہیں، اور یقین بعینہ تصدیق ہے، اور تصدیق ہی اقرار ہے، اور اقرار کہتے ہیں ادا کرنے کو، اور ادا کرنا عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔

یہ قول ابوجعفر البرقی نے کتاب المحاسن (ورق ۸۵ ب) میں، شیخ صدوق نے معانی الاخبار (ص ۷۰) اور امالی (مجلس ۵۶) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۳۳) میں نقل کیا ہے۔

(۴۲) (۳/۱۸۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۳۰، ص ۸۶۳]

{ يَآ اَهْلَ الدِّيَارِ الْمُوْحِشَةِ، وَ الْمَحَالِّ الْمُقْفِرَةِ، وَ الْقُبُوْرِ الْمُظْلِمَةِ. يَآ اَهْلَ التُّرْبَةِ، يَآ اَهْلَ الْغُرْبَةِ، يَآ اَهْلَ الْوَحْدَةِ، يَآ اَهْلَ الْوَحْشَةِ، اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ سَابِقٌ، وَ نَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ لَّاحِقٌ}۔

اے وحشت ناک گھروں اور سنسان جگہوں اور اندھیری قبروں کے رہنے والو، اے مٹی کے باشندو، اے مسافرو، اے وحشت والو تم ہمارے لیئے آگے پہنچ جانے والے ہو اور ہم تمہارے لیے پیچھے آنے والے ہیں۔

یہ کلام جاحظ نے البیان (۲ / ۹۴) میں، ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۲۸۹) میں، طبری نے اپنی تاریخ (۶ / ۳۴) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲ / ۶) میں، البیہقی نے کتاب المحاسن (۲ / ۴۲) میں، شیخ مفید نے الامالی (بحار ۱۷ / ۱۲۵) میں، شیخ صدوق نے کتاب الامالی (مجلس ۲۳) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۴۵) میں اور ابوحیان التوحیدی نے کتاب البصائر (۱۳۸) میں باختلافِ الفاظ نقل کیا ہے۔

(۴۳) (۳/۱۸۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۳۱، ص ۸۶۴]

{اَيُّهَا الذَّامُّ لِلدُّنْيَا، الْمُغْتَرُّ بِغُرُرِهَا، الْمَخْدُوْعُ بِاَبَاطِيْلِهَا!

اَتَغْتَرُّ بِالدُّنْيَا ثُمَّ تَذُمُّهَا}۔

اے دنیا کی مذمت کرنے والے، مگر اُس سے دھوکا کھائے ہوئے، کیا تو دنیا سے دھوکا بھی کھاتا جاتا ہے اور اُس کی مذمت بھی کرتا جاتا ہے۔

یہ قول جاحظ نے البیان (۱/ ۲۱۹) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۲/ ۳۲۹) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۳) میں، البیہقی نے کتاب المحاسن (۲/ ۴۴) میں، شیخ مفید نے امالی (بحار ۱۷/ ۱۲۵) اور الارشاد (ص ۱۷۱) میں الحسین بن سعید نے اپنی کتاب النوادر میں (بحار ۱۷/ ۴۰۲) ابن الشیخ نے اپنی امالی (ص ۳۶) میں اور ابوحیان التوحیدی نے کتاب البصائر (۱۳۸) میں نقل کیا ہے۔

(۴۴) (۳/ ۱۸۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۳۳، ص ۸۶۶]

{اَلدُّنْيَا دَارُ مَمَرٍّ لَا دَارُ مَقَرٍّ}۔

دنیا گذرگاہ ہے، قیام گاہ نہیں۔

یہ ارشاد ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۳۲) میں نقل کیا ہے۔

(۴۵) (۳/ ۱۸۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۳۶، ص ۸۶۷]

{اَلصَّلٰوةُ قُرْبَانُ كُلِّ تَقِيٍّ الخ}۔

نماز ہر پرہیزگار کی قربانی ہے۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۴) میں بنامِ امیرالمومنینؑ اور ابونعیم نے حلیہ (۳/ ۱۹۴) میں بنام امام جعفر صادقؑ نقل کیا ہے۔

(۴۶) (۳/ ۱۸۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۳۷، ص ۸۶۷]

{اِسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالصَّدَقَةِ}۔

رزق کو صدقہ کے ذریعے آسمان سے اُتارو۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۴ و ۵۲) میں بنامِ امیرالمومنینؑ اور ابونعیم نے حلیہ

(۳/ ۱۹۴) میں بنامِ امام جعفر صادقؑ نقل کیا ہے۔

(۴۷) (۳/ ۱۸۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۳۹، ص ۸۶۷]

{تَنْزِلُ الْمَعُوْنَةُ عَلٰى قَدْرِ الْمَؤُنَةِ}۔

مدد بقدرِ مشقت نازل ہوتی ہے۔

یہ قول ابونعیم نے حلیہ (۳/ ۱۹۴) میں بنام امام جعفر صادقؑ نقل کیا ہے۔

(۴۸) (۳/ ۱۸۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴۰، ص ۸۶۷]

{مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ}۔

جس نے کفایت شعاری کی، وہ کبھی محتاج نہ ہوا۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۴) میں بنامِ امیرالمومنینؑ اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیا (ج ۳ص ۹۴) میں امام جعفر صادقؑ کے نام سے نقل کیا ہے۔

(۴۹) (۳/ ۱۸۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴۱، ص ۸۶۷]

{قِلَّةُ الْعِيَالِ أَحَدُ الْيَسَارَيْنِ}۔

اولاد کی کمی ایک قسم کی دولت ہے۔

یہ قول شیخ صدوق نے امالی (مجلس ٦٨) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۵۰ و ۵۲) میں نقل کیا ہے۔ مگر ابونعیم حلیۃ الاولیا (۳/ ۱۹۴) میں اسے امام جعفر الصادقؑ کا ارشاد بتاتا ہے۔

(۵۰) (۳/ ۱۸۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴۴، ص ۸۶۷]

{يَنْزِلُ الصَّبْرُ عَلٰى قَدْرِ الْمُصِيْبَةِ}۔

صبر بقدرِ مصیبت نازل ہوتا ہے۔

(۵۱) (۳/ ۱۸٦) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴٦، ص ۸٦۸]

{سُوْسُوْا اِيْمَانَكُمْ بِالصَّدَقَةِ}۔

اپنے ایمان کو صدقے کے ذریعے بچاؤ۔

یہ دونوں قول بھی ابونعیم نے حلیۃ الاولیا (ج ۳ ص ۱۹۴) میں امام جعفر الصادقؑ کے نام سے نقل کیے ہیں۔

(۵۲) (۱۸۶/۳ و ۱۸۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴۷، ص ۸۶۸]

{يَا كُمَيْلَ اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ اَوْعِيَةٌ، فَخَيْرُهَا اَوْعَاهَا}۔

اے کمیل! بے شک یہ دل برتن ہیں۔ پس ان میں سے اچھا وہ ہے جو (اچھی باتوں کو) زیادہ محفوظ رکھتا ہے۔

یہ پوری وصیّت ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء (۱/ ۷۹) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۳) میں اور اس کے مختلف اجزا ابن عبدربہ نے العقد (۱/ ۲۰۰ و ۲۲۲) میں اور البیہقی نے کتاب المحاسن (۲/ ۷۵) میں نقل کئے ہیں۔ ابن عبدالبر اپنی کتاب جامع بیان العلم (ص ۱۶۹) میں لکھتا ہے کہ یہ حدیث اہلِ علم میں اتنی مشہور ہے کہ یہاں اس کی سند کا تذکرہ بیکار ہوگا۔

(۵۳) (۱۸۹/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴۸، ص ۸۷۱]

{اَلْمَرْءُ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِهٖ}۔

انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہوتا ہے۔

یہ قول شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۶۸) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۷۳) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۱۵) میں نقل کیا ہے۔

(۵۴) (۱۸۹/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴۹، ص ۸۷۱]

{هَلَكَ امْرُؤٌ لَّمْ يَعْرِفْ قَدْرَهٗ}۔

جس نے اپنی قدر نہ جانی، وہ تباہ ہوگیا۔

اس قول کو الفضل الضبی نے کتاب الفاخر (ص ۲۰۱) میں اور شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۶۸) میں بحیثیتِ جملہ منفیہ نقل کیا ہے۔

مفضل نے لکھا ہے کہ یہ اکثم بن صیفی کا قول ہے، ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۹۲ ب) میں جملۂ منفیہ کو قولِ نبوی کی حیثیت سے درج کیا ہے۔

(۵۵) (۱۸۹/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۵۰، ص۸۷۱]

{لَا تَكُنْ مِّمَّنْ يَّرْجُو الْاٰخِرَةَ بِغَيْرِ الْعَمَلِ}۔

آخرت (کی بھلائی) کی اُمید بے عمل کے مت رکھ۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۳۰) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۳۶) میں نقل کیا ہے۔

(۵۶) (۱۹۲/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۶۲، ص۸۷۶]

{مَنْ وَّضَعَ نَفْسَهٗ مَوَاضِعَ التُّهَمَةِ فَلَا يَلُوْمَنَّ مَنْ اَسَآءَ بِهِ الظَّنَّ}۔

جس نے اپنے آپ کو تہمت کی جگہ رکھ دیا، وہ سوئے ظن کرنے والے کو ملامت نہ کرے۔

یہ قول شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۵۰) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۵۲) میں، کلینی نے فروع کافی (۳/ ۴۷) میں، البیہقی نے کتاب المحاسن (۲/ ۵۷) میں اور شیخ مفید نے کتاب الاختصاص (بحار ۱۷/ ۱۲۵) میں نقل کیا ہے۔

(۵۷) (۱۹۲/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۶۲، ص۸۷۶]

{مَنْ كَتَمَ سِرَّهٗ كَانَتِ الْخِيَرَةُ بِيَدِهٖ}۔

جس نے اپنا بھید چھپایا، وہ اپنے ہاتھ میں اختیار رکھتا ہے۔

یہ قول واقدی نے فتوح الشام میں (صفحۂ اول کتاب المستقصی فی الامثال قلمی، کتاب خانہ رامپور) اور جاحظ نے کتاب الحیوان (۵/ ۶۰) میں حضرت عمرؓ سے اور کلینی نے فروع کافی (۴/ ۴۷) میں، شیخِ مفید نے کتاب الاختصاص میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۵۲) میں حضرت علیؑ سے اور البیہقی نے کتاب المحاسن (۲/ ۵۷) میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

(۵۸) (۱۹۲/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۶۳، ص۸۷۶]

{اَلْفَقْرُ الْمَوْتُ الْاَكْبَرُ}۔

ناداری سب سے بڑی موت ہے۔

یہ ارشاد الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۴ و ۵۰) میں نقل کیا ہے۔

(۵۹) (۳/ ۱۹۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۵۶، ص ۸۷۶]

{لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ}۔

خالق کی نافرمانی کی صورت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہ کی جائے۔

اس مقولے کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند (الجامع الصغیر ۲/ ۴۵۲) میں اور الحاکم نے المستدرک میں عمران اور الحکم بن عمرو الغفاری سے بحیثیت حدیثِ نبوی روایت کیا ہے۔

(۶۰) (۳/ ۱۹۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۷۲، ص ۸۷۸]

{اَلنَّاسُ اَعْدَآءُ مَا جَهِلُوْا}۔

لوگ اُس چیز کے دشمن ہوتے ہیں جسے نہیں جانتے۔

یہ قول ثعالبی نے الایجاز والاعجاز (ص ۸) میں، شیخِ مفید نے الامالی (بحار ۱۷/ ۱۰۷) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۱۵) میں نقل کیا ہے۔

(۶۱) (۳/ ۱۹۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۷۳، ص ۸۷۹]

{مَنِ اسْتَقْبَلَ وُجُوْهَ الْاٰرَآءِ عَرَفَ مَوَاقِعَ الْخَطَاِ}۔

جو شخص مختلف راویوں کے مطالب جان لے گا، وہ غلطیوں کے مقامات پہچان جائے گا۔

یہ قول ابن درید نے المجتبیٰ (ص ۴۵) میں، کلینی نے فروع الکافی (۳/ ۱۰) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۱) میں ایک طویل خطبے کے ضمن میں نقل کیا ہے۔

(۶۲) (۳/ ۱۹۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۹۲، ص ۸۸۳]

{یَا ابْنَ اٰدَمَ! مَا كَسَبْتَ فَوْقَ قُوْتِكَ، فَاَنْتَ فِيْهِ خَازِنٌ لِّغَيْرِكَ}۔

اے آدم کے بیٹے، جو تو نے اپنی ضرورت سے زیادہ کمایا ہے اُس میں تو دوسرے کا خزینہ دار ہے۔

یہ قول ابن قتیبہ کی عیون (۲/۷۱ ۳) میں موجود ہے۔

(۶۳) (۳/۱۹۷) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۱۹۳،ص ۸۸۳]

{فَاِنَّ الْقَلْبَ اِذَا اُکْرِہَ عَمِیَ}۔

بیشک جب دل کو مجبور کیا جائے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے۔

یہ قول مبرد نے کامل (۲/۲) میں نقل کیا ہے۔

(۶۴) (۳/۱۹۷) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۱۹۶،ص ۸۸۳]

{لَمْ یَذْهَبْ مِنْ مَّالِكَ مَا وَعَظَكَ}۔

تیرے مال کا وہ حصّہ ضایع نہیں گیا جس سے تجھے نصیحت حاصل ہوئی۔

یہ قول مفضل الغبی نے کتاب الفاخر (ص ۲۰۲) میں اکثم بن صیفی کی طرف منسوب کیا ہے۔مگر اُس میں ''لَمْ یَهْلِكْ'' ہے اور مبرد کی کامل (۱/۱۲۰) میں لکھا ہے کہ یہ اہلِ عرب کی کہاوتوں میں شامل ہے۔

(۶۵) (۳/۱۹۹) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۲۰۳،ص ۸۸۵]

{اَیُّهَا النَّاسُ! اتَّقُوا اللهَ الَّذِیَ اِنْ قُلْتُمْ سَمِعَ، وَاِنْ اَضْمَرْتُمْ عَلِمَ}

لوگو! اللہ سے ڈرو جو سنتا ہے جب تم کہتے ہو اور وہ جانتا ہے جب تم چھپاتے ہو۔

یہ کلام بھی مبرد نے کامل (۲/۲۲۳) میں نقل کیا ہے۔

(۶۶) (۳/۱۹۹) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۲۰۶،ص ۸۸۶]

{اَوَّلُ عِوَضِ الْحَلِیْمِ مِنْ حِلْمِهٖ اَنَّ النَّاسَ اَنْصَارُهٗ عَلَی الْجَاهِلِ}۔

بردبار کے حلم کا پہلا بدلہ یہ ہے کہ لوگ جاہل کے مقابلے میں اُس کے مددگار ہو جاتے ہیں۔

یہ قول ابن قتیبہ نے عیون (۱/۲۸۵) میں اور ابن عبد ربہ نے العقد (۱/۲۱۸) میں نقل کیا ہے۔

(۶۷) (۳/۲۰۰) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۲۱۰،ص ۸۸۷]

{اِتَّقُوا اللهَ تَقِیَّةَ مَنْ شَمَّرَ تَجْرِیْدًا}۔

اللہ سے اُس شخص کی طرح ڈرو جو تنہا سفر کے لئے پائنچے چڑھاتا ہے۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۳۴) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۶۸) (۲۰۰/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱۱، ص ۸۸۷]

{اَلْجُوْدُ حَارِسُ الْاَعْرَاضِ، وَ الْحِلْمُ فِدَامُ السَّفِيْهِ}۔

سخاوت آبروؤں کی نگہبان ہے، اور بردباری بیوقوف کی دہانہ بند ہے۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۴۵ و ۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۶۹) (۲۰۱/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱۲، ص ۸۸۸]

{عُجْبُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ اَحَدُ حُسَّادِ عَقْلِهٖ}۔

انسان کا اپنے اوپر ناز کرنا اُس کی عقل کا ایک حسد ہے۔

یہ قول بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۷۰) (۲۰۱/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱۴، ص ۸۸۹]

{مَنْ لَّانَ عُوْدُهٗ كَثُفَتْ اَغْصَانُهٗ}۔

جس درخت کی لکڑی نرم ہوتی ہے، اُس کی ٹہنیاں گھنی ہوتی ہیں۔

یہ قول بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۷۱) (۲۰۲/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱۵، ص ۸۸۹]

{اَلْخِلَافُ يَهْدِمُ الرَّاْیَ}۔

اختلاف رائے کو ڈھاتا ہے۔

یہ قول بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۷۲) (۲۰۲/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱۶، ص ۸۸۹]

{مَنْ نَّالَ اسْتَطَالَ}۔

جس نے دیا وہ بلند ہوا۔

(۷۳) (۳/۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱۷، ص۸۸۹]

{فِیْ تَقَلُّبِ الْاَحْوَالِ عِلْمُ جَوَاھِرِ الرِّجَالِ}۔

حالات کے بدلنے پر مردوں کے جوہر معلوم ہوتے ہیں۔

یہ دونوں قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص۴۶) میں، کلینی نے فروع الکافی (ج ۳ ص ۱۰) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص۲۱) میں نقل کیے ہیں۔

(۷۴) (۳/۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱۸، ص۸۸۹]

{حَسَدُ الصَّدِیْقِ مِنْ سُقْمِ الْمَوَدَّۃِ}۔

دوست سے جلن دوستی کے سقم کی بنا پر ہوتی ہے۔

(۷۵) (۳/۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۸۸۹/۲۱۹]

{اَکْثَرُ مَصَارِعِ الْعُقُوْلِ تَحْتَ بُرُوْقِ الْمَطَامِعِ}۔

عقلوں کے پچھڑنے کے زیادہ مقامات لالچوں کی بجلیوں کے نیچے ہوتے ہیں۔

(۷۶) (۳/۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۲۰، ص۸۹۰]

{لَیسَ مِنَ الْعَدْلِ الْقَضَآءُ عَلَی الثِّقَۃِ بِالظَّنِّ}۔

یہ انصاف نہیں کہ گمان کے بل پر فیصلہ کیا جائے۔

(۷۷) (۳/۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۲۱، ص۸۹۰]

{بِئْسَ الزَّادُ اِلَی الْمَعَادِ الْعُدْوَانُ عَلَی الْعِبَادِ}۔

قیامت کے لئے بُرا سامان بندوں پر ظلم کرنا ہے۔

(۷۸) (۳/۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۲۲، ص۸۹۰]

{مِنْ اَشْرَفِ اَعْمَالِ الْکَرِیْمِ غَفْلَتُہٗ عَمَّا یَعْلَمُ}۔

شریف آدمی کا بہترین کام یہ ہے کہ جو جانتا ہے اُسے نظرانداز کرے۔

(۷۹) (۲۰۲/۳) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۲۲۳،ص۸۹۰]

{مَنْ كَسَاهُ الْحَيَآءُ ثَوْبَهٗ لَمْ يَرَ النَّاسُ عَيْبَهٗ}۔

جسے حیا اپنا لباس پہناتی ہے،لوگ اُس کا عیب نہیں دیکھ پاتے۔

یہ سب اقوال بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص۴۶) میں اور آخری قول کلینی نے فروع الکافی (۱۰/۳) میں نقل کیے ہیں۔

(۸۰) (۲۰۲/۳) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۲۲۴،ص۸۹۰]

{بِكَثْرَةِ الصَّمْتِ تَكُوْنُ الْهَيْبَةُ الخ}۔

زیادہ خاموش رہنے سے رعب پیدا ہوتا ہے۔

یہ قول بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص۴۷) میں نقل کیا ہے۔

(۸۱) (۲۰۲/۳) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۲۲۵،ص۸۹۱]

{اَلْعَجَبُ لِغَفْلَةِ الْحُسَّادِ عَنْ سَلَامَةِ الْاَجْسَادِ}۔

تعجب ہے کہ حاسد بدن کی سلامتی سے کیوں غافل رہتے ہیں۔

(۸۲) (۲۰۳/۳) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۲۲۶،ص۸۹۱]

{اَلطَّامِعُ فِیْ وِثَاقِ الذُّلِّ}۔

لالچی ذلت کے بندھن میں رہتا ہے۔

یہ اقوال بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص۴۷) میں نقل کیے ہیں۔

(۸۳) (۲۰۴/۳) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۲۳۱،ص۸۹۳]

{قال فی قوله تعالیٰ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ﴾: اَلْعَدْلُ الْاِنْصَافُ، وَ الْاِحْسَانُ التَّفَضُّلُ}

اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے،تو عدل انصاف ہے اور احسان مہربانی ہے۔

یہ قول ابن قتیبہ کی عیون الاخبار (۳/۱۹) میں نقل ہوا ہے۔

(۸۴) (۳/۲۶۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۳۳، ص ۸۹۳]

{ لَا تَدْعُوَنَّ اِلٰی مُبَارَزَةٍ، وَاِنْ دُعِيْتَ اِلَيْهَا فَاَجِبْ }۔

کسی کو مقابلہ کے لیے کبھی مت بلانا اور اگر تجھے مقابلہ کے لیے بلایا جائے تو اُسے قبول کرنا۔

یہ قول ابن قتیبہ کی عیون الاخبار (۱/۱۲۸) اور مبرد کی الکامل (۱/۱۷۸) میں باختلافِ الفاظ موجود ہے۔

(۸۵) (۳/۲۳۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۳۵، ص ۸۹۵]

{اِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللهَ رَغْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ التُّجَّارِ }۔

جو لوگ خدا کی عبادت لالچ میں کرتے ہیں، اُن کی عبادت تاجرانہ ہے۔

یہ قول ابونعیم نے حلیۃ الاولیا (ج ۳ ص ۱۳۴) میں امام زین العابدینؑ کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۸۶) (۳/۲۱۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲، ص ۹۰۶]

{هٰذَا الْخَطِيْبُ الشَّحْشَحُ }۔

یہ ماہر تقریر کرنے والا ہے۔

یہ قول جاحظ نے البیان والتبیین (۲/۱۱) میں، ابوعبید نے غریب الحدیث (ورق ۱۹۷۔ الف) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (۵/۱۹۴) میں نقل کیا ہے۔

(۸۷) (۳/۲۱۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۵، ص ۹۰۸]

{اِنَّ الْاِيْمَانَ يَبْدُوْ لُمْظَةً فِي الْقَلْبِ }۔

ایمان دل میں ایک نقطے کے برابر ہوتا ہے۔

اسے ابوعبید نے غریب الحدیث (ورق ۳۰۰ ب) میں اور بخاری نے تاریخ کبیر (۳/۱/۱۵۴) میں روایت کیا ہے۔

(۸۸) (۳/ ۲۱۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۶۷، ص ۹۱۳]

{یَا ابْنَ اٰدَمَ! لَا تَحْمِلْ هَمَّ یَوْمِكَ الَّذِیْ لَمْ یَأْتِكَ عَلٰی یَوْمِكَ الَّذِیْ قَدْ اَتَاكَ}۔

اے آدم کے بیٹے! اُس دن کے غم کو جو ابھی نہیں آیا اُس دن کی پیٹھ پر مت لاد جو آچکا ہے۔

یہ قول ابن قتیبہ کی عیون (۲ /۱۷۳) میں اور مبرد نے کامل (۱ / ۹۲) میں نقل کیا ہے۔

(۸۹) (۳/ ۲۱۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۶۸، ص ۹۱۴]

{اَحْبِبْ حَبِیْبَكَ هَوْنًا مَّا، عَسٰی اَنْ یَّكُوْنَ بَغِیْضَكَ یَوْمًا مَّا}۔

اپنے دوست سے بہ حد مناسب محبت کرو۔ ممکن ہے کسی دن وہ دشمن ہو جائے۔

یہ قول حدیثِ نبوی کی سے حیثیت سے ترمذی متوفی ۲۷۹ھ (۸۹۲ء) نے کتاب الجامع میں، الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ (۹۷۱ء) نے المعجم الصغیر میں اور الدارقطنی متوفی ۳۸۵ھ (۹۹۵ء) نے الافراد میں درج کیا ہے۔ اور بحیثیتِ قولِ مرتضوی بخاری متوفی ۲۵۶ھ (۸۷۰ء) نے الادب المفرد (ص ۱۹۱ طبع مصر) میں، البلاذری نے انساب الاشراف (۵ / ۹۵) میں، القالی نے امالی (۲/ ۲۰۶) اور کتاب النوادر (ص ۱۷۴) میں، ابو الطیب محمد بن احمد الوشاء النحوی متوفی ۳۲۵ھ (۹۳۷ء) نے کتاب الموشی (ص ۲۰) میں، اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۷۴) میں، العسکری نے جمہرۃ الامثال (ص ۹۴) میں اور ابن شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۷۹) میں نقل کیا ہے۔

(۹۰) (۳/ ۲۲۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۸۹، ص ۹۱۹]

{كَانَ لِیْ فِیْمَا مَضٰی اَخٌ فِی اللّٰهِ}۔

زمانۂ گزشتہ میں میرا ایک اللہ واسطے کا بھائی تھا۔

یہ ارشاد الحرانی تحف العقول (ص ۵۵) میں اور کلینی نے اصول الکافی (ص ۲۱۰) میں لفظی اختلاف کے ساتھ بنام امام حسنؑ نقل کیا ہے۔

(۹۱) (۳/۲۲۴) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۲۹۱،ص ۹۲۱]

{يَآ اَشْعَثُ! اِنْ تَحْزَنْ عَلَى ابْنِكَ فَقَدِ اسْتَحَقَّتْ مِنْكَ ذٰلِكَ الرَّحِمُ}۔

اے اشعث! اگر تو اپنے بیٹے پر غم کھائے تو بے شک تجھ سے رشتہ کا یہی تقاضا ہے۔

یہ تعزیتی کلمات ابن قتیبہ نے عیون (۳/۶۱) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲/۳۳۳) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۶) میں باختلاف الفاظ نقل کیے ہیں۔

(۹۲) (۳/۲۲۵) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۲۹۳،ص ۹۲۲]

{لَا تَصْحَبِ الْمَآئِقَ، فَاِنَّهٗ يُزَيِّنُ لَكَ فِعْلَهٗ، وَيَوَدُّ اَنْ تَكُوْنَ مِثْلَهٗ}۔

نادان سے دوستی مت کر کیونکہ وہ اپنا کام تجھے آراستہ کر کے دکھائے گا اور یہ چاہے گا کہ تو بھی ویسا ہی ہو جائے۔

یہ قول ابن قتیبہ نے عیون (۳/۷۹) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۸) میں اور شیخ صدوق نے مصادقۃ الاخوان (ص ۵۲) میں نقل کیا ہے۔

(۹۳) (۳/۲۲۵) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۲۹۴،ص ۹۲۲]

امیر المومنین سے سوال کیا گیا کہ مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ کتنا ہے۔ اس کا آپ نے جواب دیا۔

{مَسِيْرَةُ يَوْمٍ لِّلشَّمْسِ}۔

سورج کا ایک دن کا راستہ۔

یہ ارشاد ابن عبدربہ العقد (۱/۲۱۵) میں، ابوحیان التوحیدی نے کتاب البصائر (ص ۱۳۷) میں اور سید مرتضی نے امالی (۱/۱۹۸) میں نقل کیا ہے۔

(۹۴) (۳/۲۰۳) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت 227،ص 891]

{اَلْاِيْمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ، وَ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ، وَ عَمَلٌ بِالْاَرْكَانِ}۔

ایمان دل سے پہچاننا، زبان سے اقرار کرنا، اور ہاتھ پاؤں سے عمل کرنا ہے۔
اس قول کو شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۴۵) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (۲۸۶) میں بحیثیتِ قولِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نقل کیا ہے۔

(۹۵) (۳/۲۲۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۱۲، ص ۹۲۷]

{وَفِي الْقُرْاٰنِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ ، وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ ، وَحُكْمُ مَابَيْنَكُمْ}۔
قرآن میں تمہارے پیشروؤں کی خبر، پیشروؤں کی بابت پیشین گوئی اور تمہارے معاملات سے متعلق حکم ہیں۔
یہ قول ابن عبدربہ نے العقد (۱/۲۰۸) میں بحیثیت قولِ نبوی نقل کیا ہے۔

(۹۶) (۳/۲۲۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۱۶، ص ۹۲۸]

{ اَنَا يَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ ، وَ الْمَالُ يَعْسُوْبُ الْفُجَّارِ }۔
میں مومنوں کا سردار ہوں اور مال فاسقوں کا سردار ہے۔
یہ قول ابولقاسم الزجاجی نے کتاب الامالی (ص ۹۱) میں، شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۳۱) میں اور ابن شیخ الطائفہ نے امالی (ص ٦) میں اور شیخِ صدوق نے اکمال الدین (بحار ۱۷/ ۳۰۷) میں نقل کیا ہے۔

(۹۷) (۳/۲۳۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۲۲، ص ۹۳۰]

{اِرْجِعْ ، فَاِنَّ مَشْيَ مِثْلِكَ مَعَ مِثْلِيْ فِتْنَةٌ لِّلْوَالِيْ ، وَ مَذَلَّةٌ لِّلْمُؤْمِنِ }۔
واپس جاؤ کیونکہ تم جیسے شخص کا مجھ ایسے کے ساتھ پیدل چلنا حاکم کے لئے آزمائش اور مومن کے لئے ذلّت ہے۔
اسے طبری نے اپنی تاریخ (ج ٦ ص ۳۵) میں نقل کیا ہے۔

(۹۸) (۳/۲۳۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۲۵، ص ۹۳۱]

{اِنَّ حُزْنَنَا عَلَيْهِ عَلٰى قَدْرِ سُرُوْرِهِمْ بِهٖ }۔
اُس پر ہمیں اتنا ہی غم ہے، جتنی دشمن کو خوشی ہے۔

اسے ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ا / ۳۹۴) میں نقل کیا ہے۔

(۹۹) (۳ / ۲۳۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۳۳، ص ۹۳۳]

{اَلْمُؤْمِنُ بِشْرُهٗ فِيْ وَجْهِهٖ، وَ حُزْنُهٗ فِيْ قَلْبِهٖ الخ}۔

ایمان والے کی خوشی اُس کے چہرے پر اور رنج دل کے اندر ہوا کرتا ہے۔

یہ ارشاد کلینی نے اصول الکافی (ص ۲۰۸) میں اور شیخِ صدوق نے امالی (بحار ۱۷ / ۲۸۸ و ۲۸۹) میں باختلافِ الفاظ نقل کیا ہے۔

(۱۰۰) (۳ / ۲۳۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۳۷، ص ۹۳۴]

{اَلدَّاعِيْ بِلَا عَمَلٍ كَالرَّامِيْ بِلَا وَتَرٍ}۔

بے عمل دُعا کرنے والا ایسا ہے جیسے بے تانت کی کمان سے تیر چلانے والا۔

اسے الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۴) میں امیر المومنینؑ سے اور ابونعیم نے حلیہ (ج ۳، ص ۱۹۴) میں امام جعفر الصادقؑ سے نقل کیا ہے۔

(۱۰۱) (۳ / ۲۳۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۴۸، ص ۹۳۶]

{اَشَدُّ الذُّنُوْبِ مَا اسْتَهَانَ بِهٖ صَاحِبُهٗ}۔

سخت ترین گناہ وہ ہے جسے گنہ گار معمولی جانے۔

یہ قول ابن المعتز نے کتاب البدیع (ص ۳۷) اور ابو ہلال العسکری نے کتاب الصناعتین (ص ۲۴۰) میں معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۱۰۲) (۳ / ۲۳۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۴۹، ص ۹۳۶]

{مَنْ نَّظَرَ فِيْ عَيْبِ نَفْسِهٖ اشْتَغَلَ عَنْ عَيْبِ غَيْرِهٖ الخ}۔

جو اپنی ذات کے عیب دیکھے گا وہ دوسروں کے عیب نظر انداز کرے گا۔

یہ قول کلینی نے فروعِ کافی (۳ / ۱۰) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۱۹ و ۲۰) میں اور ابن عبد ربہ نے العقد (۱ / ۲۷۲) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۳) (۲۳۶/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۵۴، ص ۹۳۸]

امیر المومنینؑ کے سامنے کسی شخص نے دوسرے شخص کو بیٹے کے پیدا ہونے کی مبارکباد دی۔

{ لِيُهْنِئْكَ الْفَارِسُ الخ }۔

شاہسوار مبارک ہو۔

اس کو سُن کر ارشاد فرمایا:

{ لَا تَقُلْ ذٰلِكَ الخ }۔

یہ مت کہو۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۵۵) میں بحیثیتِ قولِ امام حسنؑ نقل کیا ہے۔

(۱۰۴) (۲۳۸/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۶۰، ص ۹۴۰]

{ لَا تَظُنَّنَّ بِكَلِمَةٍ خَرَجَتْ مِنْ اَحَدٍ سُوْٓءًا، وَ اَنْتَ تَجِدُ لَهَا فِي الْخَيْرِ مُحْتَمَلًا }۔

کسی شخص کو اُس بات پر سوءظن مت کر جس میں کوئی بھلا احتمال نکل سکتا ہو۔

یہ قول شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۵۰) میں، شیخ مفید نے کتاب الاختصاص (بحار ۱۷/۱۲۵) میں اور کلینی نے اصول الکافی (۲۳۶) میں امیر المومنینؑ سے اور البیہقی نے کتاب المحاسن (۲/۵۷) میں نبیؐ سے نقل کیا ہے۔

(۱۰۵) (۲۳۹/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۶۷، ص ۹۴۱]

{ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ! مَتَاعُ الدُّنْيَا حُطَامٌ مُوْبِئٌ الخ }۔

لوگو! دُنیا کا مال ہلاکت آفریں ہے۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۵۲) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۶) (۲۴۲/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۷۱، ص ۹۴۳]

{ لَا شَرَفَ اَعْلٰى مِنَ الْاِسْلَامِ الخ }۔

اسلام سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں۔

یہ وصیّت الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۰) میں، کلینی نے فروعِ کافی (۳/ ۱۰) میں اور شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۵۲) میں نقل کی ہے۔

(۱۰۷) (۳/ ۲۴۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۷۲، ص ۹۴۴]

{ یَا جَابِرُ! قِوَامُ الدِّیْنِ وَ الدُّنْیَا بِاَرْبَعَةٍ: عَالِمٍ مُّسْتَعْمِلٍ عِلْمَهٗ، وَ جَاهِلٍ لَّا یَسْتَنْکِفُ اَنْ یَّتَعَلَّمَ الخ }۔

جابر، دنیا کا مدار چار پر ہے: اُس عالم پر جو اپنا علم کام میں لائے، اور اُس جاہل پر جو سیکھنے کو عار نہ جانے۔

یہ قول ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۹۵ ب) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۸) (۳/ ۶۱ و ۲۴۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۷۹، ص ۹۴۶]

{ اَلرِّزْقُ رِزْقَانِ: رِزْقٌ تَطْلُبُهٗ، وَ رِزْقٌ یَّطْلُبُکَ }۔

رزق دو قسم کے ہیں، ایک وہ رزق جو تو تلاش کرے اور دوسرا وہ جو تجھے ڈھونڈے۔

یہ قول در اصل امیرالمومنینؑ کے اُس طویل خط کا جزو ہے جو حضرت امام حسن علیہ السّلام کو لکھا تھا، ابن عبدربہ نے العقد (۱/ ۳۹۰) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۹) (۳/ ۲۴۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۸۷، ص ۹۴۹]

{کُلُّ نَعِیْمٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ فَهُوَ مَحْقُوْرٌ}۔

جنت کے علاوہ ہر نعمت حقیر ہے۔

اسے کلینی نے فروع الکافی (ج ۳ ص ۱۰) میں روایت کیا ہے۔

(۱۱۰) (۳/ ۲۴۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۹۰، ص ۹۴۹]

{لِلْمُؤْمِنِ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ}۔

مومن کے لئے تین گھڑیاں ہوتی ہیں۔

یہ ارشاد شیخ الطائفہ نے امالی (ص۹۱) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص۴۷) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۱) (۳/۲۴۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۹۶، ص۹۵۰]

{اَلْمَنِيَّةُ وَ لَا الدَّنِيَّةُ}۔

موت قبول، ذلت نامنظور۔

یہ ارشاد الحرانی نے تحف العقول (ص۲۰ و ۴۸) میں، کلینی نے فروع الکافی (۳/۱۰) میں اور شیخ مفید نے الارشاد (ص۲۷) میں باختلافِ الفاظ نقل کیا ہے۔

(۱۱۲) (۳/۲۵۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۰۴، ص۹۵۲]

{ سُئِلَ عَنْ مَّعْنٰى قَوْلِهِمْ: لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ:اِنَّا لَا نَمْلِكُ مَعَ اللّٰهِ شَيْئًا }۔

آپ سے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا ہم اللہ کے ساتھ کسی شے کی ملکیت میں شریک نہیں ہیں۔

یہ قول ابن درید نے المجتبیٰ (۳۸) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۳) (۳/۲۵۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۱۷، ص۹۵۶]

{وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِقَآئِلٍ قَالَ بِحَضْرَتِهٖ: ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ'': ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ! اَتَدْرِىْ مَا الْاِسْتِغْفَارُ؟ الخ }۔

کسی نے حضرت کے روبرو استغفر اللہ کہا۔ اس پر آپؑ نے فرمایا: بدنصیب، تو یہ بھی جانتا ہے کہ استغفار کیا چیز ہے۔؟

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۴) (۳/۲۵۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۲۳، ص۹۵۸]

{مَنْ اَصْلَحَ سَرِيْرَتَهٗ اَصْلَحَ اللّٰهُ عَلَانِيَتَهٗ}۔

جس نے اپنا باطن سنوار لیا، اللہ اُس کا ظاہر سنوار دے گا۔

یہ قول شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۹) میں نقل کیا ہے۔ مگر مبرد نے الکامل (۱/۲۰۷) میں اسے حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۱۱۵) (۲۵۶/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۳۲، ص ۹۶۰]

{اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللهِ هُمُ الَّذِيْنَ نَظَرُوْٓا اِلٰى بَاطِنِ الدُّنْيَا اِذَا نَظَرَ النَّاسُ اِلٰى ظَاهِرِهَا}۔

بیشک اللہ کے دوست وہ ہیں، جو دنیا کے باطن کو دیکھتے ہیں، جب کہ اور لوگ اُس کے ظاہر کو دیکھتے ہوتے ہیں۔

یہ قول ابونعیم نے حلیہ (۱/۱۰) میں عیسیٰؑ کے قول کے طور پر اور شیخِ مفید نے مجالس (بحار ۱۷/۴۱۹) میں بحیثیتِ ارشادِ علوی نقل کیا ہے۔

(۱۱۶) (۲۵۸/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۴۳، ص ۹۶۳]

{مَالِكٌ وَّ مَا مَالِكٌ! وَاللهِ! لَوْ كَانَ جَبَلًا لَّكَانَ فِنْدًا الخ}۔

مالک، کون مالک؟ اگر وہ پہاڑ ہوتا، تو بہت بڑا ہوتا۔

یہ قول ابوعمر الکندی متوفی ۳۵۰ھ (۹۶۱ء) نے کتاب الولاۃ (ص ۲۴) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۷) (۲۶۱/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۵۸، ص ۹۶۷]

{اَلْاِيْمَانُ اَنْ تُؤْثِرَ الصِّدْقَ حَيْثُ يَضُرُّكَ عَلَى الْكَذِبِ حَيْثُ يَنْفَعُكَ}۔

ایمان یہ ہے کہ سچ کو، جب کہ وہ ضرر دے رہا ہو، جھوٹ پر ترجیح دے، جب کہ اُس سے فائدہ پہنچ سکتا ہو۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۵۱) میں امیر المومنین علیہ السلام سے اور البرقی نے کتاب المحاسن (۸۷ الف) میں امام جعفر الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

(۱۱۸) (۳/ ۲۶۲) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۴۶۰،ص ۹۶۷]

{اَلْحِلْمُ وَ الْاَنَاةُ تَوْاَمَانِ يُنْتِجُهُمَا عُلُوُّ الْهِمَّةِ}۔

بردباری اور نرمی جڑواں بچّے ہیں جنھیں عالی ہمتی جنم دیتی ہے۔

یہ قول ابن المعتز نے کتاب البدیع (ص ۵) میں اور ابو ہلال العسکری نے الصناعتین (ص ۲۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۹) (۳/ ۲۶۴) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۴۶۹،ص ۹۷۰]

{يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ غَالٍ، وَ مُبْغِضٌ قَالٍ}۔

میرے معاملے میں دو قسم کے انسان ہلاک ہوں گے: محبت میں غلو کرنے والا دوست اور کینہ رکھنے والا دشمن۔

یہ قول شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۸۹) اور البیہقی نے المحاسن (۱/ ۲۹) میں نقل کیا ہے۔

(۱۲۰) (۳/ ۲۱۶) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۴۷۸،ص ۹۷۲]

{مَا اَخَذَ اللّٰهُ عَلٰٓى اَهْلِ الْجَهْلِ اَنْ يَّتَعَلَّمُوْا حَتّٰۤى اَخَذَ عَلٰٓى اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يُّعَلِّمُوْا}۔

خدا نے جاہلوں سے علم سیکھنے کا عہد اُس وقت لیا جب عالموں سے تعلیم دینے کا عہد لے لیا۔

یہ قول ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۹۵ ب) میں نقل کیا ہے۔

(۱۲۱) (۳/ ۲۶۶) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،حکمت ۴۷۹،ص ۹۷۳]

{شَرُّ الْاِخْوَانِ مَنْ تُكُلِّفَ لَهٗ}۔

سب سے بُرا بھائی وہ ہے جس کے لئے تکلف کرنا پڑے۔

یہ قول ابو حیان التوحیدی نے کتاب فی الصداقۃ والتصدیق (ص ۸۶) اور کتاب البصائر (ص ۱۴۵) میں نقل کیا ہے۔

جامعین خطب وغیرہ

نہج البلاغہ کی جمع وترتیب سے پہلے جن اصحاب نے امیرالمومنینؑ کے خطبوں اور خطوں وغیرہ کو اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا تھا، اُن میں سے اکثر کے حوالے اوپر گزر چکے ہیں۔ ذیل میں اُن مصنفوں کے نام پیش کرتا ہوں، جن کا ذکر اس لئے نہ کرسکا کہ اُن کی کتابیں ضائع ہوچکی ہیں، یا اُن کی خاص خطبوں وغیرہ پر لکھی ہوئی کتابوں کا اوپر مذکور نہیں ہوا، یا اُن کی بعض ایسی تالیفات کا نام نہیں لیا گیا تھا جن میں خطبے اور خطوط وغیرہ کا اندراج ہوا ہوگا۔

آگے بڑھنے سے قبل یہ بھی عرض کردوں کہ مسعودی کے بیان کے مطابق امیرالمومنینؑ کے خطبوں کی تعداد (۴۸۰) سے کچھ اوپر ہے۔

یہ خطبے علی البدیہہ دیے گئے تھے اور اہلِ علم میں قولاً وعملاً متداول ہیں۔[1]

(۱) زید بن وہب الجُہنی الکوفی متوفی ۹۶ ھ (۷۱۴ء)۔ اُنہوں نے "**کتاب خطب امیرالمومنین علیہ السلام علی المنابر فی الجمع والاعیاد و غیرہا**"۔ نام کی تالیف چھوڑی تھی۔ یہ کتاب پانچویں صدی ہجری تک محفوظ تھی اور شیخ الطائفہ ابوجعفر الطوسی متوفی ۴۶۰ ھ (۱۰۶۸ء) نے اسے روایت کیا تھا۔[2]

(۲) ابو یعقوب اسمٰعیل بن مہران بن محمد بن ابی نصر السکونی الکوفی متوفی بعد ۱۴۸ ھ (۷۱۵ء)۔ انہوں نے "کتاب خطب امیرالمومنینؑ" مرتّب کی تھی اور یہ کتاب بھی پانچویں صدی ہجری تک موجود تھی اس لئے کہ ابوالعباس احمد النجاشی متوفی ۴۵۰ ھ (۱۰۵۸ء) نے اسے روایت کیا تھا۔[3]

---

[1] مروج الذہب ۲/ ۳۶۔

[2] فہرست الطوسی ۱۴۸ و نہج المقال ورق ۱۴۲۔ الف۔

[3] طوسی: ۶۱ و نجاشی: ۱۹ و لسان المیزان ۱/ ۴۳۹ و ابن ندیم: ۳۱۳ و نہج ورق ۴۱۔ الف۔

(۳) ابومخنف لُوط بن یحیی الازدی الغامدی متوفی قبل ۱۷۰ھ (۷۸۶ء) مُورخِ مشہور۔ ابن ندیم نے اس کی ۳۳ کتابوں کے نام لکھے ہیں، جن میں سے حسبِ ذیل کے اندر آپ کے خطبوں کا درج ہونا یقینی ہے: [۱]

کتاب الجمل، کتاب الصفین، کتاب اہل النہروان والخوارج، کتاب الغارات، کتاب مقتل علیؑ، کتاب مقتل محمد بن ابی بکر والاشتر ومحمد بن ابی حذیفہ، کتاب الشوری، ومقتل عثمانؓ۔

(۴) ابومحمد (یا ابو بشر) مِسعَدہ بن صَدَقۃ العبدی الکوفی شاگرد امام موسیٰ کاظمؑ متوفی ۱۸۳ھ (۷۹۹ء)۔ انہوں نے "کتاب خطب امیرالمومنین علیہ السلام" مرتب کی تھی۔ اسے بھی نجاشی نے روایت کیا ہے۔ [۲]

(۵) ابو اسحٰق ابراہیم بن الحکم بن ظہیر الفرازی الکوفی ۔ یہ قاضی شریک متوفی ۱۷۷ھ (۷۹۳ء) کا بھی شاگرد ہے۔ اس نے "کتاب الملاحم" کے علاوہ خاص طور پر "کتاب خطب علیؑ" بھی تالیف کی تھی اور اسے بھی نجاشی نے پڑھا تھا۔ [۳]

(۶) ابو اسحٰق ابراہیم بن سلیمان النہمی الکوفی الخزّاز ۔ یہ ابراہیم الفزاری کا شاگرد اور کتاب الخطب، کتاب الدعا، کتاب خلق السمٰوات اور کتاب مقتل امیرالمومنین کا مصنف ہے۔ [۴]

(۷) ابومُنذر ہشام بن محمد بن السائب الکلبی متوفی ۲۰۶ھ (۸۲۱ء)۔ ابن ندیم نے اس کی کتابوں کی جو لمبی فہرست دی ہے ۔ اس میں "کتاب مقتل عثمان" کتاب الجمل، کتاب صفین، کتاب النہروان، کتاب الغارات، کتاب مقتل امیرالمومنین کے علاوہ خود "کتاب خطب علیؑ" بھی ہے۔ جو نجاشی کے مطالعہ میں بھی آچکی ہے۔ [۵]

---

[۱] فہرست ابن ندیم ۱۳۶ ونہج ورق ۲۷۷ ب۔

[۲] طوسی ۱۱ ونجاشی ۱۱ ومنہج ورق۔ب وکشف العجب ۲۰۶۔

[۳] طوسی ۱۱ ونجاشی ۱۱ ومنہج ورق۔ب وکشف العجب ۲۰۶۔

[۴] طوسی ۱۳ ومنہج ورق ۸ ب، لسان ۱/ ۳۶۔

[۵] ابن ندیم ۱۴۰ ونجاشی ۳۰۵ ومنہج ورق ۳۷۴ ب۔

(۸) ابوعبداللہ محمد بن عمر الواقدی المدنی قاضی بغداد متوفی ۲۰۷ھ (۸۲۳ء)۔ابن ندیم نے اس کی جن کتابوں کا ذکر کیا ہے۔اُن میں سے "کتاب الجمل"۔کا حوالہ خود سید رضی دے چکے ہیں۔باقی میں سے "کتاب صفین" اور "کتاب السنتہ والجماعۃ وذم الھوی وترک الخوارج فی الفتن" بھی قابل لحاظ ہیں۔[۱]

(۹) ابوالمفضل نصر بن مزاحم المنقری الکوفی العطار متوفی ۲۱۲ھ (۸۲۷ء) کی "کتاب صفین" کے حوالے اوپر گزر چکے ہیں۔لیکن نجاشی نے اس کی کتاب الجمل، کتاب النہروان اور کتاب الغارات بھی پڑھی تھیں۔یہ سب بھی خطب وخطوط امیر المومنین پر مشتمل ہیں۔[۲]

(۱۰) ابوالخیر صالح بن ابی الحمّاد الرازی متوفی بعد ۲۱۴ھ (۸۲۹ء)۔اس کی "کتاب خطب امیر المومنین" بھی نجاشی نے روایت کی ہے۔[۳]

(۱۱) ابوالحسن علی بن محمد المدائنی متوفی ۲۲۴ھ (۸۳۹ء)۔ابن ندیم نے اس کی مصنفات بھی گنائی ہیں اور ان میں علاوہ "تاریخ الخلفاء" اور "کتاب الاحداث والفتن" کے "کتاب خطب علیؑ و کتبہ الی عُمّالہ" بھی درج کی ہے۔[۴]

(۱۲) ابولقاسم عبدالعظیم بن عبداللہ بن علی الحسنی الرازی متوفی ۲۵۰ھ (۸۶۴ء) تقریباً انھوں نے بھی "کتاب خطب علیؑ" مرتب کی تھی۔[۵]

(۱۳) ابواسحاق ابراہیم بن محمد الثقفی متوفی ۲۸۳ھ (۸۹۶ء) کی "کتاب الغارات" کا ذکر آچکا ہے لیکن مسئلہ زیرِ بحث پر اس کی حسبِ ذیل کتابیں خاص اہمیت رکھتی ہیں:

کتاب رسائل علیؑ۔کتاب کلام علی فی الشوری۔اور کتاب الخطب المعربات۔

---

[۱] ابن ندیم ۱۴۴۔

[۲] نجاشی ۳۰۱ و منہج ورق ۳۶۲۔الف۔

[۳] نجاشی ۱۴۰ و منہج ورق ۱۷۔ب۔

[۴] ابن ندیم ۱۴۹ و معجم الادبا لیاقوت ۱۴ / ۱۲۴۔

[۵] منہج ورق ۱۸۹۔ب وفہرست کتاب خانہ عمومی معارف ۱۳۹۔

ان کے علاوہ "کتاب السقیفہ، کتاب مقتل عثمانؓ، کتاب بیعت امیر المومنین، کتاب الجمل، کتاب صفین، کتاب الحکمین، کتاب النہروان اور کتاب مقتل امیر المومنینؑ" میں بھی آپ کے خطبات اور مکاتیب کی خاص تعداد منقول ہونا چاہیے۔[1]

(۱۴) ابوجعفر محمد بن جریر بن رستم الطبری (معاصر ابن جریر الطبری مورخ مشہور) اس نے "کتاب المسترشد فی الامامہ" اور "کتاب الرواۃ عن اہل البیتؑ" میں آپ کے خطبے وغیرہ نقل کیے ہیں۔[2]

(۱۵) ابوجعفر محمد بن یعقوب الکلینی متوفی ۳۲۸ھ (۹۳۹ء) نے "کتاب الکافی" کے علاوہ جس کے حوالے اوپر گزر چکے ہیں "کتاب رسائل الائمہ" بھی زیرِ بحث موضوع پر لکھی تھی۔ [3]

(۱۶) ابو احمد عبد العزیز بن یحییٰ بن احمد بن عیسیٰ الجلودی الازدی البصری متوفی ۳۳۲ھ (۹۴۱ء) نے حسبِ ذیل کتابیں تصنیف کی تھیں:

کتاب الجمل، کتاب صفین، کتاب الحکمین، کتاب الغارات، کتاب الخوارج، کتاب حروب علیؑ، کتاب خطب علیؑ، کتاب شعر علیؑ، کتاب رسائل علیؑ، کتاب مواعظ علیؑ، کتاب ذکر کلام علیؑ فی الملاحم، کتاب قول علیؑ فی الشوری، کتاب ما کان بین علیؑ وعثمان من الکلام، کتاب قضاء علیؑ، کتاب الدعا عن علیؑ، کتاب الادب عن علی علیہ السلام۔ [4]

(۱۷) ابو الحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی متوفی ۳۴۶ھ (۹۵۷ء)۔ اس نے کتاب اخبار الزماں، کتاب الاوسط اور مروج الذہب کے علاوہ "حدائق الاذہان فی اخبار آل محمد علیہم السلام" اور "مزاہر الاخبار وطرائف الآثار"۔ میں امیر المومنینؑ کے خطبے وغیرہ خاصی تعداد میں نقل کیے تھے۔ مگر سوء اتفاق سے یہ کتابیں اب دستیاب نہیں ہوتیں۔ [5]

(۱۸) ابو طالب عبید اللہ بن ابی زید احمد بن یعقوب بن نصر الانباری متوفی ۳۵۶ھ (۹۶۷ء)

---

[1] طوسی ۱۶۔ معجم الیاقوت ۱/ ۲۳۳ و منہج ورق ۱۲۔ ب و منہاج ۳۱۔

[2] منہج ورق ۲۹۶۔ الف۔ لسان ۵/ ۱۰۳۔ وفہرست کتاب خانہ عمومی ۱۳۸۔

[3] منہج ورق ۳۳۹۔ الفہرست کتاب خانہ عمومی ۱۳۸۔

[4] رجال نجاشی ۱۶۷ و ابن ندیم ۱۶۷ و نقد الایضاح ۱۸۳ و منہج ورق ۱۸۸۔ ب۔

[5] مروج الذہب ۲/ ۳۹۔

نے جو ۱۴۰ کتابوں کا مؤلف ہے،ایک کتاب بنام "کتاب ادعیۃ الائمہ" لکھی تھی ،جس میں امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی دعائیں مندرج تھیں۔ [1]

(۱۹) ابوعبداللہ احمد بن ابراہیم بن ابی رافع الصّمیر ی الکوفی البغدادی استاد شیخ مفید نے "کتاب الکشف فیما یتعلق بالسقیفہ" اور "کتاب الضیاء" (یا الصفاء) فی تاریخ الائمہ" میں آپ کا کلام درج کیا ہے۔ [2]

(۲۰) ابوالعباس یعقوب بن احمد الصمیر ی نے جو متقدم الذکر کا بیٹا معلوم ہوتا ہے۔"کتاب فی کلام علیؑ وخطبہ" لکھی تھی۔ [3]

(۲۱) ابوسعید منصور بن الحسین الابّی الوزیر متوفی ۴۲۲ھ (۱۰۳۱ء) نے "نزہۃ الادب فی المحاضرات" اوراس کے اختصار "نثر الدر" میں آپ کا کلام نقل کیا ہے۔موخرالذکر کا ایک مخطوطہ نجفِ اشرف کے کتاب خانے میں محفوظ ہے۔ [4]

آخر میں اتنا عرض کردینا مناسب ہے کہ میرا یہ مقالہ جامع و مانع حیثیت نہیں رکھتا جیسے جیسے میرا مطالعہ وسیع ہوتا جارہاہے،مزید حوالے ملتے جارہے ہیں۔امید ہے کہ کسی اگلی صحبت میں نئے نتائج مطالعہ بھی پیش کروں۔

جہاں تک نہج البلاغہ کے "استناد" کا تعلق ہے یہ ایک مستقل مضمون ہے۔اس کے بعد وہ حصّہ لکھا جائے گا جس کا تعلق نہج البلاغہ کے مضامین سے ہےاور یہ جانچنے کی کوشش کی جائے گی کہ کیا یہ باتیں امیرالمومنینؑ کی کہی ہوئی یا لکھی ہوئی مانی جاسکتی ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَ آخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ

مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

---

[1] طوسی ۱۸۶ ونجاشی ۱۶۱ و منہج ۱۹۲۔الف۔

[2] طوسی ۱۹ ونجاشی ۶۱ ومنہج ۱۶۔الف۔

[3] ابن ابی الحدید ۲ / ۲۲۰۔

[4] کشف الظنون ،حرف (ن) وفہرست کتاب خانہ عمومی ۱۳۸ و ۱۳۹۔

فہرستِ ماخذ

۱۔الاخبار الطول الدینوری،لیدن،۱۸۸۸ء۔

۲۔ادب الدنیاوالدین للماوردی،قسطنطیہ،۱۲۹۹ھ۔

۳۔الادب المفرد للبخاری،مصر،۱۳۴۹ھ۔

۴۔الارشاد للشیخ المفید،ایران،۱۲۹۹ھ۔

۵۔اصول الکافی للکلینی،۱۲۷۸ھ۔

۶۔اعجاز القرآن للباقلانی مصر،:۱۳۱۷ھ۔

۷۔اعلام نہج البلاغہ،مخطوطہ،رامپور۔

۸۔الاغانی للاصبہانی،مصر،۱۳۲۲ھ۔

۹۔افضل الصلوات لیوسف اللبہانی،مصر۔

۱۰۔اکتفاء التنوع للامریکانی،مصر،۱۳۱۳ھ۔

۱۱۔اکمال الدین للشیخ الصدوق،ایران،۱۳۰۱ھ۔

۱۲۔آمالی الزجاجی،مصر،۱۳۲۴ھ۔

۱۳۔امالی شیخ الصدوق،ایران،۱۲۸۷ھ۔

۱۴۔امالی شیخ الطائفہ،ایران،۱۳۱۳ھ۔

۱۵۔امالی ابن شیخ الطائفہ،ایران،۱۳۱۳ھ۔

۱۶۔امالی القالی،مصر،۱۳۲۴ھ۔

۱۷۔امالی المرتضی،مصر،۱۳۲۵ھ۔

۱۸۔امالی الیزیدی،حیدرآباد،۱۳۶۸ھ۔

۱۹۔الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبہ،مصر،۱۳۲۷ھ۔

۲۰۔الاموال لابی عبید القاسم بن الہروی،مصر،۱۳۵۳ھ۔

۲۱۔انساب الاشراف للبلاذری،یروشلم،۱۹۳۶ء۔

۲۲۔انساب السمعانی،لیدن،۱۹۱۲ء۔

۲۳۔الاوائل للعسکری،مخطوطہ رامپور۔

۲۴۔الایجاز والاعجاز للثعالبی،قسطنطنیہ،۱۳۰۱ھ۔

۲۵۔بحارالانوار للمجلسی،ایران،۱۳۰۴ھ۔

۲۶۔البصائر للتوحیدی،مخطوطہ رامپور۔

۲۷۔البیان والتبیین للجاحظ،مصر،۱۳۱۱ھ۔

۲۸۔تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ للدکتور بروکلمان الالمانوی،المانیا،۱۸۹۸۔۱۹۰۲ء۔

۲۹۔ایضاً،اللطبعۃ الثانیہ،لیڈن،۳۹۔۱۹۳۷ء۔

۳۰۔تاریخ بغداد للخطیب،مصر،۱۳۴۹ھ۔

۳۱۔تاریخ الطبری،مصر،۱۳۲۶ھ۔

۳۲۔تاویل مختلف الحدیث لابن قتیبہ،مصر،۱۳۲۶ھ۔

۳۳۔تتمہ الیتیمۃ للثعالبی،تہران،۱۳۵۳ھ۔

۳۴۔تجارب الامم لابن مسکویہ،لیدن،۱۹۰۹ء۔

۳۵۔تحف العقول للحرانی،ایران،۱۳۰۲ھ۔

۳۶۔تمییز الطیب من الخبیث:مصر،۱۳۲۴ھ۔

۳۷۔التنبیہ والاشراف للمسعودی،لیڈن،۱۸۹۴ء۔

۳۸۔التوحید للشیخ الصدوق۔ایران،۱۳۲۱ھ۔

۳۹۔تہذیب التہذیب،حیدرآباد،۱۳۲۶ھ۔

۴۰۔ثمار القلوب للثعالبی،مصر،۱۳۲۶ھ۔

۴۱۔جاویدان خرد لابن مسکویہ،مخطوطہ رامپور۔

۴۲۔جمہرۃ الامثال،بمبئی،۱۳۰۷ھ۔

۴۳۔حقائق التنزیل للرضی،النجف الاشرف،۱۳۵۵ھ۔

۴۴۔الحیوان للجاحظ،مصر،۵۔۱۳۲۳ھ۔

۴۵۔حلیۃ الاولیاء،لابی نعیم،مصر،۱۳۵۱ھ۔

۴۶۔خصائص الائمہ للرضی،مخطوطہ رامپور۔

۴۷۔رجال النجاشی،بمبئی،۱۳۱۷ھ۔

۴۸۔روضات الجنات،ایران،۱۳۰۷ھ۔

۴۹۔سرح العیون لابن نباتہ،مخطوطہ رامپور۔

۵۰۔سمط اللآلی للوزیر البکری،مصر،۱۳۵۴ھ۔

۵۱۔شذرات الذہب،مصر،۱۳۵۰ھ۔

۵۲۔شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید،ایران۔

۵۳۔ایضاً لابن میثم،ایران۔

۵۴۔الصناعتین للعسکری،آستانہ،۱۳۲۰ھ۔

۵۵۔الظرف والظرفاء۔الموشی۔مصر،۱۳۲۴ھ۔

۵۶۔العقد الفرید،مصر،۱۲۹۳ھ،وطبع ثانی،مصر،۱۳۵۹ھ۔

۵۷۔علل الشرائع،ایران،۱۲۸۹ھ۔

۵۸۔عیون الاخبار لابن قتیبہ،مصر،۱۳۴۳ھ۔

۵۹۔غریب الحدیث لابی عبید القاسم بن سلام الہروی،مخطوطہ رامپور۔

۶۰۔الغریبین لابی عبید الہروی،مخطوطہ رامپور،قبل ع۵۰ھ۔

۶۱۔الفاخر للمفضل بن سلمۃ الکوفی،لیڈن،۱۹۱۵ء۔

۶۲۔فروع الکافی (کتاب الروضۃ) لکھنؤ،۱۳۰۲ھ۔

٦٣۔فہرست ابن ندیم،مصر،١٣٤٨ھ۔

٦٤۔فہرست الطوسی،کلکتہ،١٢٧١ھ۔

٦٥۔فہرست کتابخانہ عمومی معارف،تہران۔

٦٦۔الکامل للمبرد،مصر،١٣٠٨ھ،وطبع ثانی،مصر١٣٥٥ھ۔

٦٧۔الکامل فی التاریخ،مصر،١٢٩٠ھ۔

٦٨۔کتاب البدیع لابن معتز العباسی،انگلستان١٣٣٥ھ۔

٦٩۔کتاب الجمل للشیخ المفید،النجف الاشرف۔

٧٠۔کتاب الصفین لابن مزاحم الکوفی،ایران۔

٧١۔کتاب الصداقۃ والصدیق للتوحیدی،مصر،١٣٢٣ھ۔

٧٢۔کتاب الولاۃ للسکندی،بیروت،١٩٠٨ء۔

٧٣۔کشف الحجب،کلکتہ،١٣٣٠ھ۔

٧٤۔کشف الظنون،استانبول،٦٢۔١٣٦٠ھ۔

٧٥۔کنز العمال،حیدرآباد،١٥۔١٣١٢ھ۔

٧٦۔لسان المیزان،حیدرآباد،١٣٣١ھ۔

٧٧۔مجازات الآثار النبویہ للرضی،بغداد،١٣٢٨ھ۔

٧٨۔المجتنیٰ لابن درید،حیدرآباد،١٣٤٢ھ۔

٧٩۔المحاسن والآداب للبرقی،مخطوطہ رامپور۔

٨٠۔المحاسن والمساوی للبیہقی،مصر،١٣٢٥ھ۔

٨١۔محاضرۃ الابرار لابن العربی،مصر،١٢٨٢ھ۔

٨٢۔مختصر جامع بیان العلم لابن عبدالبر،مصر،١٣٢٠ھ۔

٨٣۔مرآۃ الجنان للیافعی،حیدرآباد،١٣٥ھ۔

٨٤۔مروج الذہب،مصر،١٢٨٣ھ۔

۸۵المستدرک للحاکم، حیدرآباد، ۴۲-۱۳۳۶ھ۔

۸۶۔مصادقۃ الاخوان، تہران، ۱۳۶۶ھ۔

۸۷۔معانی الاخبار، ایران، ۱۲۸۶ھ۔

۸۸۔معجم الادباء للحموی، مصر، ۱۳۵۷ھ۔

۸۹۔معرفۃ علوم الحدیث للحاکم، مصر، ۱۹۳۷ء۔

۹۰۔مقاتل الطالبین، تہران، ۱۳۰۷ھ۔

۹۱۔مناقب ابن شہرآشوب، بمبئی۔

۹۲۔منتخبات البیان والتبیین للثعالبی، قسطنطنیہ، ۱۳۰۱ھ۔

۹۳۔منہاج النہج البلاغۃ، لکھنؤ۔

۹۴۔منہج المقال، مخطوطہ رامپور۔

۹۵۔مہج الدعوات لابن طاوس، ایران، ۱۳۱۸ھ۔

۹۶۔میزان الاعتدال، لکھنؤ، ۱۳۰۱ھ۔

۹۷۔نقد الایضاح، کلکتہ، ۱۲۷۱ھ۔

۹۸۔نہج البلاغہ، مصر، بتصحیح محی الدین عبدالحمید۔

۹۹۔وفیات الاعیان لابن خلقان، مصر، ۱۲۷۵ھ۔

۱۰۰۔یتیمۃ الدہر للثعالبی، دمشق، ۱۳۰۳ھ

تمام شد